

احمدیت



اسلام

نفرت اور تعصب کے دور میں نہایت
ہمدردی اور درد دل کے کے ساتھ لکھی
گئی منصف مزاج حق کے طلبگار احمدی
احباب کے لیے چشم کشا حقائق پر مبنی
ایک نہایت اہم تحریر

کیوں نہیں؟

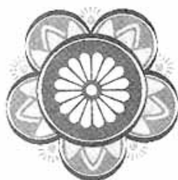
منیر احمد علوی
مدرس
جامعہ عبداللہ بن عمر

شبانِ ختمِ نبوت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

احمدیّت
اِسلام کیوں نہیں؟

منیر احمد علوی



بچے اندھیرے سے ڈریں تو کوئی تعجب نہیں لیکن بالغ لوگ روشنی سے ڈرنے لگیں تو یہ حیرت کی بات ہوگی۔

کتاب کا نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احمدیت اسلام کیوں نہیں؟

تالیف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ منیر احمد علوی

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔محمد مدثر رشید

ایڈیشن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سوم

تعداد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 1100

صفحات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔240

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شبان ختم نبوت

کتاب حاصل کرنے کیلئے یا کتاب میں موجود کسی بھی حوالے کے

ثبوت کیلئے رابطہ کیجئے

+92-321-8823953

+92-336-4546676

صرف ایک بار

اگر آپ احمدی ہیں یا احمدیت سے متاثر ہیں تو صرف ایک بار تمام تر تعصّبات، محبتیں اور نفرتیں دل سے نکال کر انتہائی غیر جانبدار ہو کر اس کتاب کا مطالعہ کرلیں ممکن ہے آپ کے آج کا فیصلہ کل کے پچھتاوے سے بچالے۔

انحراف حق اور مومنین کے راستے کو چھوڑنے کا وبال

اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستے کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈال دینگے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

(النساء115)

آباو جداد کی اندھی تقلید

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کلام نازل کیا اس کی طرف اور رسول کی طرف آؤ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے جس دین پر اپنے باپ دادا کو پایا ہے ہمارے لیے وہی کافی ہے بھلا اگر ان کے باپ دادا ایسے ہو کہ نہ ان کے پاس کوئی علم ہو اور نہ کوئی ہدایت تو کیا پھر بھی یہ انہی کے پیچھے چلتے رہیں گے۔

(سورہ المائدہ آیت نمبر 101)

قبولِ حق سے فرار کون کرتا ہے

قبولِ حق سے فرار یا تو زیادتی کرنے والا ظالم اختیار کرتا ہے جو سچ کو پسند نہیں کرتا یا ایسا گمراہ جاہل فرار اختیار کرتا ہے جو حق کی قدر نہیں جانتا۔

بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی

(حمامة البشریٰ: روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 206)

فہرست

مضمون

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ
شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی

باسمہٖ سبحانہ

مکرمی ومحترمی   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ اور آپ کی تالیف لطیف موصول ہوکر باعث مسرت ہوئی، میں نے کتاب کو جستہ جستہ دیکھا، اور یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ آپ نے مناظرانہ انداز کی بجائے داعیانہ اسلوب اختیار فرمایا ہے۔ بہت سے لوگ جو ناواقفیت کی بنا پر قادیانیت سے وابستہ ہیں، ان کیلئے اسی اسلوب کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ آپ نے اس ضرورت کو بطریق احسن پورا فرمایا ہے۔ میں دل سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو شرف قبول عطا فرمائیں اور یہ کتاب ایسے لوگوں کیلئے ذریعہ ہدایت بنے۔ آمین!

والسلام
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۷ شعبان ۱۴۳۸ھ

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حامدا ومصلیا

شبان ختم نبوت کی طرف سے مولانا منیر احمد علوی صاحب سلمہ کی تالیف ''احمدیت اسلام کیوں نہیں'' وصول ہوئی۔ کتاب ہذا کا مدعا اور خلاصہ ٹائٹل پر درج ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ جو بھی عقل مند، بینا اور دانا شخص مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کی شخصیت سے لیکر افکار و ہفوات تک کا مطالعہ کرے گا، اور ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر طالب ہدایت بن کر مطالعہ کرے گا اسے مرزا قادیانی کو نارمل انسان شمار کرنے میں عار محسوس ہوگی، اور مرزا کے ہفوات، انتہائی وضیع انسان کی افسانہ گری معلوم ہوگی، لیکن ایک ناسمجھ طبقہ مرزا قادیانی کی اندھی پیروی کے کفر وضلال میں مبتلا ہے، ایسے ناسمجھ لوگوں کی فہمائش کے لیے علماء حق اور ان کے پیروکاروں نے مختلف میدانوں میں مختلف انداز سے کام کیا ہے۔ زیر نظر تالیف بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، منصفانہ، غیر جانبدارانہ، ناصحانہ اور ہمدردانہ انداز میں ترتیب دی گئی ہے۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کاوش کو قبول فرمائے اور قادیانی گروہ کی ہدایت سادہ لوح لوگوں کی حفاظ اور مؤلف ومعاونین کے لیے وسیلۂ نجات نیز اکابر ختم نبوت کے لیے صدقہ جاریہ بنائے......آمین

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

والسلام

عبدالرزاق اسکندر

مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی صاحب مدظلہ العالی
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد

ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا اساسی عقیدہ ہے اور اس میں دوسری کوئی رائے نہیں ہے۔ اسی اساسی عقیدے کی حفاظت کیلئے صدر اسلام سے لیکر آج تک رہنمایان دین نے علمی، عملی اور تبلیغی میدان میں بے مثال محنت کی ہے اور قربانیاں دی ہیں۔

جس کے نتیجہ میں آج یہ عقیدہ امت کے عوام وخواص میں نظری واسدلالی مسئلہ نہیں رہا بلکہ ایک بدیہی عقیدہ بن چکا ہے۔ جس کو ہر مسلمان جانتا ہے۔ لیکن خود امت کا وہ حصہ جو قادیانی فتنے میں مبتلا ہو کر امت سے کٹ گیا ہے اور قادیانی متنبّی کے دام میں پھنس کر احمدیت کا گرویدہ ہے۔ اس کیلئے یہ بات سمجھنا مشکل نظر آتی ہے کہ باوجود کلمہ شہادت کے اقرار ارکان اسلام پر عمل اور اصطلاحات شریعت محمدیہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کو اپنانے کے ہمیں مسلمان کیوں نہیں سمجھا جاتا؟ انکو سمجھانے کیلئے ان سے ہمدردانہ انداز میں مناظرانہ اسلوب سے ہٹ کر داعیانہ اور حکیمانہ اسلوب کے ساتھ سہل الفاظ میں ان سے براہِ راست خطاب کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے مؤلف نے کوشش کی ہے اس ضرورت کو پورا کیا جائے۔

فقیر نے کتاب ھذا کو جستہ جستہ دیکھا اور پڑھا ہے اور اس نتیجہ تک پہنچا ہوں کہ انہوں نے کافی حد تک ادب وتہذیب کے دائرہ میں رہتے ہوئے اس ضرورت کو پورا کیا ہے اور امت کی اس ذمہ داری کو جو فرض کفایہ کے درجہ میں تھی ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو

امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور جن لوگوں کیلئے یہ محنت کی گئی ہے انکو اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے اور واپس اپنی منزل گم گشتہ کو بازیاب کرنیکی سعادت نصیب فرمائے آمین امید ہے کے طالب حق کیلئے یہ کتاب ذریعہ ہدایت بنے گی۔ ورنہ ہدایت اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے وہ مقلب القلوب ہے اور وہ جانتا ہے کہ کس کو ہدایت دے اور کس کو نہ دے۔

انك لا تهدى من احببت ولكن اللّٰه يهدى من يشاء وهو اعلم بالمهتدين۔ نص قطعی ہے سادہ لوح مسلمانوں کیلئے بھی یہ کتاب قادیانی مربیوں کے مغالطہ میں پھنسنے وبتلا ہونے سے محفوظ رہنے میں فائدہ مندہ ہوگی۔

هذا ما عندی والعلم عند اللّٰه وعلمه اتم واحكم واصوب فقط

العبد المسکین محمد ناصر الدین عفی عنہ

15 شوال المکرّم ۱۴۳۸ھ

بمطابق 17-07-10

شیخ الحدیث پیر طریقت حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور
سرپرست اعلیٰ شبان ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

اللہ ذوالجلال کا بہت بڑا احسان اور فضل وکرم ہے کہ انہوں نے اپنے دین مبین کی حفاظت کا ذمہ خود لے رکھا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" اور عالم اسباب میں اپنے دین مبین کی حفاظت کا یوں انتظام فرمایا کہ اہل حق کی ایک جماعت کو چن لیا ہے جو کہ قیامت کی صبح تک دین حق کی پاسداری کا فریضہ سرانجام دیتی رہے گی۔ اہل حق کے قافلے کی خوش نصیب ہستیوں میں سے ایک خوش نصیب ہستی مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا منیر احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ہے جنہوں نے بڑی محبت اور محنت سے "احمدیت اسلام کیوں نہیں" کے نام سے ایک عمدہ کتاب تالیف فرمائی ہے اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اس مبارک کتاب کو راہ حق کے متلاشیوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آقائے نامدار ﷺ کے پیارے دامن سے وابستگی کا ذریعہ بنائے۔

آمین یارب العالمین۔بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ علی حبیبہ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتك یاارحم الراحمین۔

محقق قادیانیت حضرت مولانا ڈاکٹر سعید عنایت اللہ صاحب مدظلہ المکی

امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ

خلیفہ مجاز مرشد عالم حضرت پیر عبدالحفیظ مکی رحمہ اللہ

مسلم امت کا ہر وہ فرد ذیشان جو حامل شرع متین ہے اور وہ خاتم الشرائع کی خدمت کے عظیم کاز میں اپنے آپ کو مصروف کرتا ہے وہ واعظ ہو، خطیب ہو، مدرس ہو، مؤلف ہو یا محقق ہو، یقیناً وہ داعی حق وصواب ہے وہ ایسا وارث نبوت ہے جو ارث نبوی ہی کو تقسیم کرتا ہے اس تقسیم میں وہ شرعی طور پر اس ضابطہ رحمانی اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۔ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ أَحْسَنُ کا پابند ہے لہٰذا اسے اپنے وعظ، اپنی تقریر، اپنی تالیف، اپنے بیان اور اپنے خطاب میں حکمت، موعظۃ حسنہ اور حسین ترین اسلوب مجادلہ کو اختیار کرنا چاہیے۔

علماء کرام حضرات انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں ان کی دعوت کو منہاج نبوت پر ہونا شرعاً مطلوب ہے ورنہ داعی عند اللہ محسوب ہوگا، حضرات انبیاء علیہم السلام اپنے مخاطبین کے لئے بوصف قرآن حکیم ''ناصح'' اور ''امین'' رہے ہیں ان کا ہر مخاطب یہ یقین کرلیتا کہ نبی میرا خیر خواہ ہے پھر نبی امانت رسالت کو کامل طور پر پیش فرماتے۔

لہٰذا داعی کا کمال یہ ہے کہ وہ حکیمانہ طرز تخاطب سے اپنے مخاطب کو اس کے لئے بہی خواہ ہونے کا قائل بھی کرے اور دین کی بات کو مکمل طور پر پیش بھی کرے یہی اس کا ''ناصح'' اور ''امین'' ہونا ہے، یہی منہاج نبوت ہے، یہی وصف علماء کو انبیاء کا وراث ٹھہرانے والا ہے۔

زیر نظر کتاب احمدیت اسلام کیوں نہیں؟ مولانا منیر احمد علوی کی تالیف ہے جس

کی زبان اور لب ولہجہ ویسا ہی ہے جیسا کہ ہمارے استاذ محترم فاتح قادیان حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب رحمہ اللہ اور حضرت علامہ ڈاکٹر خالد صاحب حفظہ اللہ ہر دو امام فن کی خواہش رہی جب پاکستان سعودی عرب اور بعض دیگر ممالک نے قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تو ہمارے یہ دونوں حضرات ہمیں زبانی بھی یہی نصیحت کرتے اور اپنی تحریروں میں بھی انہوں نے ذکر فرمادیا کہ اب مسلم داعی کی تمام تر جدوجہد ابنائے قادیانیت کو اسلام میں واپس لانے میں صرف ہونی چاہیے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ مولانا منیر احمد علوی کی یہ تحریر ان دونوں حضرات کی خواہش کی تحقیق وتکمیل کے لئے ایک کامیاب ترین کاوش ہے۔

حق تعالیٰ شانہ اسے باثمر بنائے اور مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس تألیف کو اپنے ہاں شرف قبولیت بخشے "آمین"

کتبہ

ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ

امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ

0503590917

Dr.s.a.maaki@gmail.com

شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی صاحب

مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

چیئرمین متحدہ علماء بورڈ پنجاب

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الخاتم الانبياء والمرسلين

بسم الله الرحمن الرحيم

عقیدہ ختم نبوت ﷺ دین اسلام کا وہ بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے جس پر اسلام کی مکمل عمارت کا مدار ہے۔ اگر اس عقیدے میں ذرہ برابر بھی جھول یا اگر مگر کی آواز اُٹھی ہے تو باقی عمارت کا بچا رہنا ناممکنات میں سے ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے سے اس عقیدے پر بھرپور پہرا دیا جاتا رہا ہے اور الحمدللہ علمائے امت کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں جو اس اہم اور ایمانی نظریے کی تحفیظ و ترویج کیلئے ہر زمانے میں اپنی بساط سے بڑھ کر قربانیاں دیتے آئیں ہیں اور دے رہے ہیں۔

امت کا وہ حصہ جن کو لاعلمی کی بنیاد پر اس اساس سے کاٹ دیا گیا ایسے تمام احباب کو سنجیدہ اور مہذب گفتگو کے ذریعے ان تمام اصل حوالہ جات کے ساتھ جو کہ مرزا صاحب کی کتب سے لیے گئے ہوں حقیقت حال واضح کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے جس کو پڑھ سن کر ہمارا یہ بچھڑا قافلہ واپس لوٹ آئے۔

الحمدللہ اسی روش کو اختیار کرتے ہوئے عزیزم مولانا منیر احمد علوی سلمہ نے انتہائی احسن طریقے سے خیر خواہانہ انداز اپناتے ہوئے ”موعظۃ حسنہ“ کا عملی نمونہ اس کتاب کے اندر سمو دیا ہے۔ میری انتہائی دردمندانہ التماس ہے کہ اس کتاب کو غیر جانبدار ہو کر اخلاص

کے ساتھ ہدایت کی دعا مانگتے ہوئے مطالعہ فرمائیں ان شاء اللہ انگلی پکڑ کر اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے دامن نبوت میں پہنچادیں گے۔

میں علمائے کرام، طلبہ کرام اور عوام الناس سے بھی التماس کرتا ہوں کہ خدارا اسی طرز کو اپنایا جائے اور داعیانہ انداز میں کوشش وسعی فرمائی جائے تاکہ مخاطب سوچنے پر مجبور ہوجائے کہ میری ہمدردی میں یہ بات کی جارہی ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خوبصورت کوشش کو قبول فرمائے اور ہر خاص و عام کو اس سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مصنف کو اپنی جناب سے بہتر سے بہتر جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین

محتاجِ دُعا

(مولانا) حافظ فضل الرحیم
مہتمم، جامعہ اشرفیہ لاہور
چیئرمین، متحدہ علماء بورڈ حکومت پنجاب

نواسہ امیر شریعت حضرت مولانا کفیل شاہ بخاری صاحب
نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

فتنہ، فتنہ ہی ہوتا ہے۔ اس کی اپنی کوئی پہچان ہوتی ہے نہ شناخت وہ کسی روپ کا بہروپ دھار کر دھوکا دہی کی بیساکھیوں پر زندہ رہنے کی ناکام کوشش کرتا ہے لیکن بالآخر یہ روپ نکھر کر روشن ہو جاتا ہے اور بہروپ اپنی حقیقت میں واضح ہو کر تاریکیوں میں گم ہو جاتا ہے۔

اسلام کے خلاف جتنے فتنے اٹھے وہ اسلام کا نام لے کر اٹھے لیکن نبی خاتم الانبیاء محمد ﷺ کے فرمان ''میری امت کبھی گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوگی'' کے مطابق امت مسلمہ کی اکثریت نے انہیں ہمیشہ مسترد کیا اور اسلام کی دعوت پوری قوت کے ساتھ جاری رکھی۔ اسلام ہی واحد دین ہے جو مہد سے لحد تک ایک مکمل نظام حیات کی طاقت رکھتا ہے اور اپنے پیروکاروں کو کسی بھی زمانے اور کسی بھی مقام پر تنہا نہیں چھوڑتا۔ اسی لیے نبی خاتم سیدنا محمد کریم ﷺ کے فرمان "بلغوا عنی ولوا آیہ" کے تحت اسلام کی دعوت و تبلیغ چودہ سو اڑتیس برس سے جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گی۔

خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں بھی فتنے اٹھے۔ مسیلمہ کذاب اسود عنسی نے عقیدہ ختم نبوت کے انکار اور اجراءِ نبوت کے باطل نظریے اور فتنہ ارتداد کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو نبی اور رسول مانتے ہوئے اپنی جھوٹی نبوت کا اعلان کیا لیکن حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُن کے خلاف جہاد و قتال کر کے انہیں ختم کیا۔ ایک سیدھا اور سادہ سوال ہے کہ نبی خاتم محمد کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان مدعیانِ نبوت کے مؤقف اور کسی تاویل کو کیوں تسلیم نہیں کیا؟ یہی سوال تحقیق اور غور و فکر کی بنیاد ہے۔

عہد صحابہ میں ہی دو مدعیان نبوت ''طلیحہ اور سجاح نامی عورت نے اس سوال پر

غور وفکر کیا تو انہیں حق کی روشنی مل گئی۔ دونوں نے اپنے باطل عقیدہ و دعویٰ سے توبہ کی۔ اسلام کے دائرہ امن وسلامتی میں پھر سے داخل ہوئے اور ایمان پر موت نصیب ہوئی۔

فتنہ قادیانیت دراصل مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے فتنۂ ارتداد کی کڑی اور تسلسل ہے۔ قادیانی دوستوں سے سوال ہے کہ اگر مسیلمہ اور الود کے دعاوی نبوت اسلام نہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت کیونکر اسلام کہلا سکتا ہے؟ جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی مسیلمہ کذاب کی طرح سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو نبی ورسول مانتا ہے۔

مولانا منیر احمد علوی کا نام چند برس پہلے سنا، غائبانہ تعارف ہوا، بعض اجتماعات میں اُن کے عالمانہ، مناظرانہ اور داعیانہ تقاریر سنیں اور پھر بالمشافہ ملاقاتوں میں اُن کے مطالعہ وتحقیق کے جوہر دیکھے میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی کی کتابوں کی جتنا مطالعہ انہوں نے کیا ہے، خود احمدیوں (قادیانیوں) نے بھی نہیں کیا۔ ان کی تازہ تصنیف ''احمدیت اسلام کیوں نہیں''؟ دراصل اُن کے ایک سکول و کالج فیلو مسعود احمد نامی احمدی دوست کے دعوے کا جوابی سوال ہے۔ مسعود احمد نے مولانا کو احمدیت قبول کرنے کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ:

احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اور یہ کہ جس امام کے آنے کی بشارت حضرت رسول کریم ﷺ نے دی تھی وہ آچکا ہے۔

مولانا منیر احمد علوی نے اپنے احمدی دوست کے دعوے پر غور وفکر شروع کیا، مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں اور اُن کے پیروکار قادیانیوں کی تحریروں کا مطالعہ کیا تو تحقیق کی کئی راہیں اُن پر کھلتی چلی گئیں۔ ''احمدیت اسلام کیوں نہیں؟'' احمدی دوست مسعود احمد اور جماعت احمدیہ کے تمام دوستوں کے اسی دعوے کا طویل جوابی بیانیہ ہے جو دو سو سات صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

مولانا منیر احمد علوی نے اپنی اس شاہکار تحقیقی تصنیف میں بڑی دردمندی اور خلوص کے ساتھ احمدی دوستوں کو اسلام کی دعوت دی ہے۔ انہوں نے مرزا قایانی کی

تحریروں سے پیدا ہونے والے اس گمراہ کن مغالطے کہ ''احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے'' کا خود بانی سلسلہ مرزا غلام احمد کی تحریروں سے ہی رد کر کے سوال اٹھایا ہے کہ ''احمدیت اسلام کیوں نہیں''؟ انہوں نے احمدی دوستوں سے درخواست کی ہے کہ وہ سلسلہ احمدیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی اُن کے فرزندان مرزا بشیر احمد ایم اے، مرزا بشیر الدین محمود اور دیگر قادیانی مصنفین کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ خاص طور پر اُن احمدی حضرات جنہوں نے مرزا صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور تحقیق و غور و فکر کے بعد احمدیت ترک کر کے اسلام قبول کیا پھر اپنی تحقیق کو کتابی شکل میں احمدی دوستوں کے سامنے پیش کیا۔

جن میں سابق احمدی رہنما شیخ راحیل احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ''مضامین راحیل'' احمدی دوستوں کی صحیح رہنمائی کرتی ہے اور انہیں تحقیق کی طرف متوجہ کرتی ہے۔

مولانا منیر احمد علوی نے احمدی دوستوں کو قرآنی و نبوی اسلوب میں اسلام کی دعوت دیتے ہوئے درخواست کی ہے کہ وہ اپنے آباو جداد کے باطل عقائد کی اندھی اور جامد تقلید کو چھوڑ کر غور و فکر اور تحقیق کی کوشش کریں تو اسلام کے نورِ ہدایت سے اُن کے قلوب منور ہو جائیں گے اس کتاب میں موجود بہت ساری مثالوں میں سے ایک پیشِ خدمت ہے۔

۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے حوالے سے ہونے والی کاروائی میں جماعت احمدیہ کے رہنما مرزا ناصر احمد اپنی ٹیم کے ساتھ شریک تھے۔ اسی ٹیم میں شامل ایک معروف احمدی مرزا سلیم اختر چند ہفتوں بعد احمدیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے۔

''احمدیوں کو دعوت اسلام'' کے عنوان سے لکھی جانے والی کتابوں میں مولانا منیر احمد علوی کی یہ کتاب مؤثر ترین کتاب ہے مولانا نے قرآن و نبوی، اسلوب دعوت کو اختیار کرتے ہوئے حکمت و نصیحت، محبت و دل سوزی اور دلائل و براہین کے ساتھ احمدی دوستوں کے درِ دل پر دستک دی ہے۔

شاید کے اتر جائے ترے دِل میں میری بات

مولانا منیر احمد کی دعوت پر اب تک درجنوں احمدی مسلمان ہو چکے ہیں مولانا کی یہ کتاب زیادہ سے زیادہ احمدی دوستوں تک پہنچنی چاہیے۔ مجھے قوی امید ہے کہ احمدی دوست اس کتاب کے مطالعے سے ضرور ہدایت پائیں گے۔ اُن پر یہ حقیقت کہ ''احمدیت اسلام نہیں'' ۔اللہ تعالیٰ مولانا کی اس مخلصانہ کاوش کو قبولیت عطاء فرمائے اور انہیں آخرت میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

سید محمد کفیل بخاری

جمعہ،٦ ،رمضان المبارک ١۴٣٨ھ

٢، جون ٢٠١٧

پیر طریقت صاحبزادہ حضرت خواجہ خلیل احمد صاحب مدظلہ العالی

جانشین خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ

خانقاہ کندیاں شریف میانوالی

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات

فقیر ابو السعد خلیل احمد عفی عنہ

محترم منیر احمد علوی صاحب زیدمجدھم آپ کی تالیف لطیف، مسمّٰی بہ ''احمدیت اسلام کیوں نہیں'' وصول ہوئی فقیر نے متعدد مقامات سے پڑھا ہے ماشاء اللہ راہِ حق صراط مستقیم سے گمراہ لوگوں کیلئے مشعل راہ ہے۔ اگر ایسے لوگوں کے قلوب پر ضلالت کا پردہ ہمیشہ کیلئے ثبت نہیں ہوا۔ تو یہ کتاب اپنے ایک مرتبہ مطالعہ سے ضلالت سے نکال کر راہِ حق پر لا کھڑا کریگی۔

واللّٰہ الموفق وھو یھدی السبیل

اللہ تعالیٰ آپ کو جزا خیر دے کہ آپ نے مرزا غلام قادیانی کے کفر و شیطنت، دجل و تلبیس کو اسی کی زبانی آسان اسلوب میں پیش کیا اور احمدیوں کو دعوت فکر دی۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنے مقاصد میں تیر بہدف بنائے اور راہِ حق سے بھٹکے لوگوں کے لیے ذریعہ ہدایت بنائے اس کے نفع کو عام و تام فرمائے آمین

بحرمۃ النبی الخاتم الکریم

علیہ التصلیہ والتسلیم

والسلام

فقیر ابوالسعد خلیل احمد عفی عنہ

۱۹رمضان ۱۴۳۸ء

محقق العصر مولانا ڈاکٹر محمد الیاس فیصل صاحب مدظلہ

مدینہ منورہ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات مبارکہ میں عقیدۂ ختم نبوت کو اسلام کی اساس اور قیامت تک کسی بھی شخص کے دعوائے نبوت کو دجل وفریب اور جھوٹ قرار دیا گیا ہے۔ اس موضوع پر علماء اسلام اور مفکرین امت نے سیر حاصل تحریرات مرتب فرمائی ہیں۔

یہاں ایک بات غور طلب ہے کہ قادیانیوں کی تعداد روز افزوں ہے۔ آخر کیوں! شاید اس کی اہم وجہ قادیانیوں کی بھرپور دعوتی سرگرمیاں ہیں ان کا ہر فرد کسی نہ کسی انداز میں داعی ہے، وہ دعوت انفرادی سطح پر ہو یا میڈیا کے ذریعے اجتماعی سطح پر۔

ختم نبوت سے وابستہ ہر شخص اور امت اسلامیہ کے ہر فرد میں نبی صادق ﷺ کے اس جذبے اور کڑھن کی ایک جھلک ضرور ہونی چاہیے۔ جسکا تذکرہ اس ارشاد ربانی میں ہے۔

لعلك باخع نفسك الّا یکونوا مؤمنین (شعراء:3)

شاید آپ (ان کے غم میں) اپنے اپنی جان گنوا دیں گے کہ وہ ایمان نہیں لاتے اِسی سچے جذبے کے ساتھ قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دینے اور اس کے لئے ملکی وعالمی سطح پر اپنے کو تیار کرنے کی ضرورت ہے۔

مولانا منیر احمد علوی سلمہ کی کتاب ''احمدیت اسلام کیوں نہیں'' اِسی دعوتی جذبے اور کڑھن کی ایک کڑی ہے اور میرا حسن ظن ہے کہ انکی اپنی شخصیت اسی جذبے کی عملی شکل ہے۔ یہ کتاب دلیل وبرہان اور محبت واخلاص کے ساتھ قادیانیوں کو دعوت اسلام ودعوت فکر دیتی ہے۔

ضرورت ہے کہ اس دعوتی تحریک کو علمی و عملی سطح پر انتہائی شائستگی کے ساتھ آگے بڑھایا جائے، امید ہے کہ یہ دعوتی تحریک اس سوال کا عملی جواب ہوگی کہ قادیانیت روز افزوں ہے۔آخر کیوں؟

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کی تمام علمی و عملی کاوشوں کو مفید سے مفید تر بنائے اور انہیں اپنی بارگاہ عالی میں قبول و منظور فرمائے اور ہم سب کو اس مبارک دعوتی مشن کے لئے توفیق عمل سے نوازے اور قیامت کے دن آنحضورصلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سرخرو فرمائے۔آمین

آقاصلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ غلام

ڈاکٹر محمد الیاس فیصل

مدینہ منورہ

13 / 08 / 2017

استاذ العلماء حضرت مولانا داؤد احمد صاحب مدظلہ

جانشین استاذ المدرسین حضرت مولانا قاضی حمید اللہ خان صاحب رحمہ اللہ

باسمہ سبحانہ وتعالےٰ

شیخ الاسلام علاّمہ شبیر احمد عثمانی صاحب نور اللہ مرقدہ کا مزین مقولہ ہے۔ حق بات ہو، حق نیت کیساتھ ہو اور حق طریق پر ہو اسکا آپ کے مخاطب پر ضرور اثر ہوگا اگر اثر نہ بھی کم از کم نقصان نہیں ہوگا ہمارے عزیز القدر مولانا منیر احمد صاحب زید فضلہٗ ماشاء اللہ گونا گوں صفات کے حامل جوان ہیں خوش گفتار ہونے کیساتھ لکھنے کا ماشاء اللہ عمدہ سلیقہ رکھتے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے حوالہ سے گمراہ یا غلط فہمی میں مبتلا لوگوں کی اصلاح کیسے ماشاء اللہ بہت عمدہ اور شائستہ اور شستہ زبان میں کتاب ترتیب دی ہے اگر کوئی صاحب ضد اور ہٹ دھرمی سے الگ ہوکر کتاب کا مطالعہ کرے گا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسکی غلط فہمی دور ہوگی۔

باقی میں نہ مانوں کا دنیا میں کوئی علاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ مولنا کی اس کتاب کو بے پناہ مقبولیت عطاء فرمائے ہدایت سے محروم لوگوں کیلئے سرمہ بصیرت بنائے۔ اور اس قسم کی مزید دینی خدمات کیلئے توفیق فرمائے۔

آمین یارب العالمین

داؤد احمد عفی عنہ

مقصد تالیف

میری اس تالیف کا مقصد کسی بھی فرد یا جماعت کی دل آزاری نہیں بلکہ اپنی تحقیق، مشاہدے اور تجربے کو اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہوئے خیر خواہی کے جذبے سے حق کے متلاشی تک پہنچانا ہے۔

بانی جماعت احمدیہ مرزا صاحب کا بھی کہنا ہے:
ہر یک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخالف گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دے۔ (ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 112)

سبب تالیف

میری اس تالیف کا سبب نہ تو کسی پختہ مذہبی گھرانے سے تعلق کا ہونا ہے اور نہ ہی میں کسی مولانا صاحب یا تنظیم وتحریک کا تربیت یافتہ ہوں۔ واقعہ یوں ہے کہ میرے سکول و کالج کی تعلیم کے زمانے میں میرے قریبی دوستوں میں ایک مسعود احمد نامی دوست بھی تھا جس کا تعلق جماعت احمدیہ سے تھا۔ میٹرک تک تو اس کے احمدی ہونے کا مجھے بھی علم نہ تھا اور نہ ہی میں احمدیت کے بارے میں کچھ جانتا تھا میٹرک میں داخلہ امتحان کے فارم کو پر کرتے ہوئے جب اس نے مذہب کے خانے میں احمدیت لکھا تب مجھے اس کے احمدی ہونے کا علم ہوا لیکن چھوٹی عمر، غیر سنجیدگی اور مذہب سے گہرا تعلق نہ ہونے کی وجہ سے میں نے اس بات کو نہ تو کوئی اہمیت دی اور نہ ہی ہمارے درمیان بحث و مباحثہ کی کوئی نوبت آئی۔ یہ سیکنڈ ایئر کی بات ہے جب اس نے مجھے احمدیت قبول کرنے کی دعوت دی اور کہا کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اور یہ کہ جس امام کے آنے کی بشارت حضرت رسول کریم ﷺ نے دی تھی وہ آچکا ہے رفتہ رفتہ ہماری گفتگو لفظ تَوَفِّیْ اور خَاتَم جیسے علمی موضوعات کی طرف مڑ گئی۔ یہاں میرے لیے اس کی تکذیب وتصدیق مشکل تھی کیونکہ میں عربی علوم سے بالکل ناواقف تھا لیکن میرے ذہن میں ایک سوال اٹھتا تھا کہ اگر ان آیات کا معنی ومفہوم وہی ہیں جو احمدی بیان کرتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ دنیا بھر میں موجود لاکھوں علماء عربی دان لوگ احمدی موقف کی تردید کرتے ہیں اور احمدیوں کے بیان کردہ معنی ومفہوم کو تحریف قرآن کہتے ہیں؟ کیا ان علماء کو قرآن نہیں آتا؟ کیا یہ علماء حدیث کا علم نہیں رکھتے.....؟ کیا ان کو عربی علوم میں مہارت نہیں ہے....؟ احمدی مؤقف ہی ٹھیک ہے تو پھر ان علماء کا احمدیوں کے ساتھ کوئی ذاتی جھگڑا ہے....؟ کیا ان علماء میں کوئی بھی حق قبول کرنے والا نہیں....؟ کیا یہ علماء امامت، خطابت اور دیگر خدمات دینیہ سے وابستہ ہو کر بھی سچائی کی مخالفت کرتے ہیں؟ کیا یہ لاکھوں علماء، مفتی اور مشائخ جانتے ہوئے بھی جہنم میں جانا پسند کرتے ہیں؟ ذہن میں یہ سوالات بھی آتے تھے کہ ان آیات کا صحیح معنی اور مفہوم عربی علوم سے واقف کار زیادہ

بہتر سمجھ سکتا ہے یا وہ احمدی جو قرآن مقدس کی دو آیات کا ترجمہ بھی نہیں کر سکتا؟ بہر حال یہی وہ مقام تھا جہاں پر کھڑے ہو کر میں نے اپنے کھیل اور کالج کی تعلیم کو خیر آباد کہہ کر عربی تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ میں اتنی بات جانتا تھا کہ تمام ادیان میں نجات کا دارومدار صرف دین اسلام ہی کے ساتھ مخصوص ہے اب مجھے فیصلہ یہ کرنا تھا کہ آیا میرے ماں باپ کی طرف سے ملنے والا ''دین ہی صحیح اسلام ہے یا احمدیت اصل اسلام ہے'' اس لئے میں دین کے انتخاب میں دوسرے لفظوں میں اپنی جنت وجہنم کے بارے میں کسی مربی یا عالم کی تحقیق پر اعتماد کو بہت بڑا رسک سمجھتا تھا چنانچہ میں نے عصری تعلیم چھوڑ کر چار سال یکسوئی سے عربی تعلیم (گرائمر، تفسیر، حدیث وغیرہ) کا اتنا علم حاصل کر لیا جس کی بنا پر میں کسی بھی مربی و عالم کی گفتگو کو سچائی کے پیمانے میں تول سکتا تھا۔ اس چار سالہ محنت شاقہ کے بعد میں نے جہاں بہت سے علماء سے اسلام اور احمدیت کے مابین اختلافی مسائل پر گفتگو کی وہاں مجھے مختلف مربیوں سے بھی تفصیلی گفتگو کا موقع ملا جن میں مربی مبشر احمد کاہلوں، مربی مظفر احمد، مربی وسیم احمد، مربی طاہر محمود، مربی عبدالوہاب وغیرہ بھی شامل ہیں جس کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ احمدیت ہرگز اسلام نہیں ہے بلکہ اسلام وہی مذہب ہے جو رسول کریم ﷺ کے مبارک دور سے چلا آ رہا ہے جو آج بھی مکہ و مدینہ میں رائج ہے اور جس پر دنیا کے ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمان ایمان رکھتے ہیں مجھے اپنے اس تحقیقی نتیجہ کے بعد بہت سے احمدی مردوں اور عورتوں سے گفتگو کا موقع ملا ہر احمدی کی طرف سے یہ دعویٰ سننے کو ملا کہ میں مسلمان ہوں اور احمدیت اسلام بلکہ حقیقی اسلام ہے اور یہ کہ مرزا صاحب مہدویت، مسیحیت اور نبوت کے دعویٰ میں سچے ہیں ان مکالموں سے حاصل ہونے والی اپنی انہی تحقیقات، تجربات اور مشاہدات کو کتابی صورت میں آپکے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ غیر جانبدار ہو کر میری معروضات پر توجہ فرمائیں گے۔

الحمدللہ میں نے اپنی اس کتاب کی تالیف کا آغاز حرمین شریفین کے مقدس سفر میں روضہ رسول ﷺ کے سامنے بیٹھ کر کیا ہے اور تکمیل کے بعد بھی روضہ انور پر پیش کی گئی ہے۔

میں کیا کرتا تھا؟

سابق احمدی شیخ راحیل احمد آف جرمنی فرماتے ہیں

جب میں قادیانی تھا یہی کرتا رہا کہ مرزا صاحب کی وہ تحریریں جو میرے قادیانی دوست پیش کرتے ہیں اور بظاہر بہت خوبصورت محسوس ہوتی ہیں مرزا صاحب کے عاشق رسول ہونے کے ثبوت میں پیش کرتا تھا، اور حقیقت بھی یہی ہے ۹۵ فیصد قادیانی دوستوں کو مرزا صاحب کی توہین آمیز تحریروں کا علم ہی نہیں اور جب کوئی شخص جو ان کی جماعت میں سے نہیں، ایسا حوالہ پیش کرتا جس کا انہیں علم نہیں تو بس وہ کسی سکھائے ہوئے کی طرح ایک ہی رٹ لگائے جاتے ہیں کہ یہ مولویوں کا جھوٹ ہے، یہ حوالہ پورا نہیں دیا، توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے وغیرہ (اور میں بھی ایسا ہی کرتا رہا) اور کبھی خود اصل حوالہ دیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی کیونکہ برین واشنگ کی وجہ سے یہ یقین ہوتا تھا کہ قادیانی مربی صحیح کہہ رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے جب قادیانی عینک اتار کر مرزا صاحب کی تحریروں کا جائزہ لیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ، حوالوں کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا، ان کے ساتھ اپنے تبصرہ کو مکس کر کے پیش کرنا، حوالوں کو ادھورا پیش کرنا، بے بنیاد حوالے جن کا کوئی وجود ہی نہیں، پیش کرنا، خود ہماری جماعت کا بہت بڑا وصف ہے۔ جس کی ماضی اور حال میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

احمدیوں سے اپیل۔۔۔از شیخ راحیل احمد آف جرمنی

میرے سابق دوستو! جو احمدی کہلاتے ہو، تم نے مرزا صاحب کو نبی مانا ہے اسلام کی محبت میں، اور رسول ﷺ کی محبت میں، قرآن کی محبت میں، شرافت کی چاہت میں، امن اور سکون کی تلاش میں۔ لیکن جب تم غور سے اپنے آپ کو غیر جانبدار کر کے مرزا صاحب کی تحریریں پڑھو گے تو تم محسوس کرو گے کہ کس طرح جماعت احمدیہ نے اسلام کے بنیادی اصولوں پر کلہاڑا چلایا ہے۔ دیکھو تمہاری ذمہ داری ہے کہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی عقل استعمال کر کے صحیح اور غلط میں فرق کرو، کیونکہ اس وقت تمہارا یہ عذر نہیں سنا جائے گا کہ مجھے تو مولوی دوست محمد شاہد صاحب نے یہ کہا تھا، مجھے مرزا مسرور صاحب نے یہ کہا تھا، بلکہ اللہ تم سے پوچھے گا کہ جو عقل میں نے تمہیں عطا کی تھی اس کو استعمال کر کے کیا تم نے تحقیق کی؟ خدا کے لیے مرزا صاحب کی کتابوں کو ایک بار غیر جانبداری سے جائزہ تو لو! تمہارے رونگھٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ اگر تمہارے پاس سب یا کچھ کتابوں کا جائزہ لینے کا وقت نہیں تو آؤ ہمارے علماء کی ایک دو کتابوں سے ہی حوالے لیکر اور پھر ان حوالوں کو آگے پیچھے دو دو صفحے بھی پڑھ کر دیکھ لو پھر تمہیں خود ہی پتا چل جائے گا کہ جھوٹ کہاں ہے اور سچ کہاں ہے صرف مرزا صاحب کے خاندان اور ان کے مربیوں کی سننے کی بجائے عقلمند اور غیرت مند انسانوں کی طرح خود مطالعہ کر کے اپنے دین کا فیصلہ اپنے ہاتھ میں لو۔

''مجھے ضرور پڑھیں''

☆ میں نے اس کتاب میں مختلف موضوعات پر قدرِ اختصار سے لکھا ہے کیونکہ ذی شعور سمجھدار کو نتیجے تک پہنچنے میں کسی طویل گفتگو یا ضخیم کتاب کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن اگر کوئی احمدی کسی بھی عنوان پر مجھ سے تفصیلی گفتگو کرنا چاہتا ہے تو میں حاضر ہوں بشرطیکہ گفتگو افہام وتفہیم کی غرض سے ہو نا کہ محض بحث ومباحثے اور مجادلے کے لیے۔

☆ میں نے اس کتاب میں ایسے الفاظ کو استعمال کرنے سے گریز کیا ہے جن سے کسی بھی فرد کو ایذاء وتکلیف پہنچنے کا اندیشہ تھا اسی لیے میں نے کتاب میں '' قادیانی''،'' مرزائی'' کی بجائے ''احمدی'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ کیونکہ احمدی احباب اپنے لیے ان الفاظ کے استعمال کو برا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ لفظ قادیانی تو مرزا غلام احمد قادیانی کے نام کا حصہ ہے جو قادیان کی طرف منسوب ہے اور بقول مرزا صاحب قادیان کا لفظ تو مرزا صاحب کو کشفی طور پر قرآن میں لکھا ہوا بھی دکھایا گیا تھا۔ اور اسی طرح لفظ'' مرزائی'' بھی مرزا صاحب کی طرف نسبت کیوجہ سے ہے۔ بہر حال میں نے ان الفاظ کے استعمال سے احتیاط برتی ہے۔

☆ میں نے اس کتاب میں مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کی کتابوں کے حوالہ جات نقل کرنے میں کسی مسلمان عالم کی کتاب پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ براہِ راست مرزا صاحب کی کتابوں سے سیاق وسباق دیکھنے کے بعد عبارات نقل کیں ہیں۔

☆ عام طور پر ہر احمدی کو بچپن ہی سے احمدیت کے بارے میں چند مخصوص باتوں میں خوب سدھایا جاتا ہے اس لیے اگر کسی احمدی کے سامنے مرزا صاحب اور اس کے خلفاء کی کتابوں سے کوئی قابل اعتراض عبارت کا حوالہ پیش کیا جائے تو وہ عقیدت اور اندھے اعتماد کی بنیاد پر فوراً اس حوالہ کا انکار کر دیتا ہے کہ مرزا صاحب یا ان کے خلفاء کی کسی کتاب میں ایسی بات ہرگز نہیں ہوسکتی اگر کتاب پیش کر دی جائے تو کہتا ہے کہ سیاق وسباق چھوڑ کر عبارت کا ایک ٹکڑا پیش کیا جا رہا ہے اگر سیاق وسباق کو بھی بطور گواہ پیش کر دیا جائے تو اعتراض کرتا ہے کہ خود ساختہ مفہوم بیان

کیا جار ہا ہے اور اگر احمدی سے صحیح معنی و مفہوم بیان کرنے کا سوال کیا جائے تو جواب میں ''میرا احمدیت پر مطالعہ نہیں ہے'' ''میرے علم میں نہیں'' ''میں تو دنیادار ہوں مربیوں کو ضرور پتا ہوگا'' جیسے جملوں کے ذریعے انکار کے سوا کچھ نہیں آتا۔ اور پھر ضروری تو نہیں کہ ہر بات سمجھ میں آجائے ''یہ میری روحانی سطح سے اوپر کی بات ہے'' جیسی باتوں سے خود کو تسلی دینے کی کوشش کرتا ہے۔

میرا سوال ہے کہ آج تک پوری جماعت میں کسی شخص کی ذہنی و روحانی صلاحیت اس درجہ تک نہیں پہنچی کہ وہ مرزا صاحب کی قابل اعتراض عبارات کے مفہوم کو جان سکے۔

☆ میں اپنے ذاتی تجربے کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ احمدیوں میں ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جن کو نہ تو یہ علم ہے کہ علماء اسلام کی طرف سے احمدیت پر کون کون سے اعتراضات ہوتے ہیں اور نہ ہی یہ جانتے ہیں کہ مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کی کتابوں میں کون کون سی باتیں قابل اعتراض بلکہ سخت قابل اعتراض ہیں۔ عام احمدی صرف انہی باتوں کو جانتا ہے جو اجلاسات میں مربیان سلسلہ بیان کرتے ہیں اور علمائے اسلام کی طرف سے جماعت احمدیہ پر ہونے والے اعتراضات کا ذکر کیے بغیر احمدیوں کو تسلی دینے کے لیے اتنا کہہ دیا جاتا ہے کہ علماء کی طرف سے ہونے والے اعتراضات بے بنیاد ہیں اور یہ کہ خدا کے سچے ماموروں پر اعتراضات کیے ہی جاتے ہیں۔ حالانکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر مخالفین کی طرف سے الزامات تو لگائے گئے ہیں لیکن مخالفین ان الزامات کا ثبوت پیش نہیں کر سکے لیکن کیا کسی احمدی نے مرزا صاحب پر کیے گئے اعتراضات کی تحقیق کی کہ یہ اعتراضات صرف الزامات ہی کے درجے میں ہیں یا جرائم کی حیثیت رکھتے ہیں۔

☆ مرزا صاحب نے اپنی زندگی میں 86 چھوٹے بڑے رسائل اور کتابیں لکھی ہیں اور

اگر مرزا صاحب کے مکتوبات ،ملفوظات اور اشتہارات جو کتابی شکل میں چھپے ہوئے ہیں انکو بھی ملایا جائے تو کل تعداد تقریباً 100 بنتی ہیں (یہاں مقصد مرزا صاحب کی کتب پر تبصرہ کرنا نہیں ہے) ان کتابوں کے بارے میں مرزا صاحب کے منجھلے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے مرزا صاحب کی سیرت پر لکھی گئی کتاب ''سیرت المہدی'' میں مرزا صاحب کا قول نقل کیا ہے۔

ہمارے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا اسکے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 78 اول ایڈیشن)

جبکہ نئے ایڈیشن میں کچھ ترمیم کے ساتھ یہ قول نقل کیا گیا ہے۔

حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 365 طبع جدید)

احمدیوں سے متاثر اور ان کے طرف دار عموماً احمدیت کو نہیں جانتے لیکن تعجب یہ ہے کہ آپ کو ایک عام احمدی سے جماعت کے خلیفہ وقت تک ڈھونڈنے سے بھی ایک احمدی ایسا نہیں ملے گا جس نے مرزا صاحب کی تمام تصنیفات کا تین بار نہ سہی صرف ایک بار ہی مطالعہ کیا ہو۔ میرا سوال ہے کہ مرزا صاحب کے نکتہ نگاہ سے کیا آج تمام احمدیوں کا ایمان شک و شبہ میں نہیں ہے؟ جبکہ نئے ایڈیشن کے مطابق جماعت احمدیہ متکبرین کی جماعت نہیں؟

☆ جماعت احمدیہ بظاہر کہتی ہے کہ ہر احمدی مرزا صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کرے لیکن عملی طور پر جماعتی نظام نے ایسی حکمت عملی اختیار کی ہے کہ کوئی احمدی بھی روزنامہ الفضل، ماہنامہ خالد، ماہنامہ انصار اللہ اور مرزا صاحب کی پانچ چھ کتابوں سے باہر نکل ہی نہیں سکتا ان کتابوں میں

"الوصیت، ایک غلطی کا ازالہ، سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، اسلامی اصول کی فلاسفی" وغیرہ ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ اگر آپ کیوں کا جواب چاہتے ہیں تو مرزا صاحب کی باقی 80 کتابیں اور ان کے خلفاء اور بیٹوں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں خاص طور پر تحفہ قیصریہ، کشتی نوح، انجام آتھم، نزول مسیح، کلمۃ الفصل (مرزا بشیر احمد ایم۔اے)، سیرت المہدی (مرزا بشیر احمد ایم۔اے) وغیرہ کا غیر جانبداری سے مطالعہ کیجئے یقیناً آپ کو "کیوں" کا جواب مل جائے گا اور ویسے بھی ہر مخلص احمدی کے ذمے فرض ہے کہ وہ کم از کم تین بار مرزا صاحب کی کتب کا مطالعہ کرے تا کہ بقول مرزا صاحب اس کا ایمان شک وشبہ سے پاک ہو سکے۔

احمدی احباب کا ایک اہم سوال

احمدی احباب کی طرف سے اکثر یہ سوال سننے کو ملتا ہے کہ ہمارے عقائد و اعمال بھی اہل اسلام والے ہیں، ہم بھی اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں، انبیاء کرام علیہم السلام کو مانتے ہیں، نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں، قرآن کریم کو بھی مانتے ہیں، احادیث رسول ﷺ پر بھی ہمارا ایمان ہے، ہم بھی پانچ نمازیں پڑھتے ہیں، رمضان کے روزے رکھتے ہیں، ہم بھی کلمہ اسلام "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا اقرار کرتے ہیں اور حج کے لیے بھی جاتے ہیں پھر علماء اسلام احمدیوں کو کافر کیوں کہتے ہیں؟

احمدی احباب اس طرح کے سوالات یا تو عوام الناس سے کرتے ہیں یا پھر اپنے مربیوں سے جبکہ دونوں طرف سے تسلی بخش تحقیقی جوابات نہیں مل پاتے عوام الناس تو احمدیت کی تفصیلات نہ جاننے کے سبب جواب نہیں دے پاتی جبکہ مربیوں کی طرف سے بجائے جواب کے علماء اسلام پر اعتراضات سننے کو ملتے ہیں مثلاً ان علماء کا کام ہی تکفیر بازی ہے، ان علماء کی شمشیرِ کفر تو میان میں رہتی ہی نہیں، یہ علماء تو آپس میں ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں ان کے فتوے کا کیا اعتبار وغیرہ۔ اور احمدی سائل احمدیت کی تفصیلات جاننے والے کسی عالم کے سامنے اپنے سوالات اس لئے نہیں رکھتا کیونکہ مربیان سلسلہ احمدیہ نے اپنے جماعتی احباب کو علماء سے اس قدر متنفر اور خوف زدہ کیا ہوا ہے کہ جس نے ان کے قدموں کو جکڑا ہوا ہے۔

یہ بات ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی بھی مذہب کی بنیاد بانی مذہب کے عقائد و نظریات پر ہوتی ہے یعنی مذہب اور اہل مذہب کے وہی عقائد سمجھے جاتے ہیں جو بانی مذہب نے اپنی کتابوں میں بیان کیے ہوتے ہیں علماء اسلام نے احمدیوں کی مذہبی حیثیت کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار جماعت احمدیہ سے وابستہ افراد کے اقوال و افعال کی بنا پر نہیں بلکہ بانی جماعت احمدیہ کی کتابوں میں موجود عقائد و نظریات کی بناء پر کرتے ہیں جن عقائد و اعمال کا اقرار و اظہار احمدی احباب کرتے ہیں

اگر واقعتاً احمدی احباب کے وہی عقائد ونظریات ہوں اور مرزا صاحب کی کتابوں میں بھی اسکے خلاف نہ ہوتو یقیناً علماء اسلام سے احمدیوں کے فیصلے میں بہت بڑی اجتماعی غلطی ہوئی ہے لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ مرزا صاحب کی کتابوں میں بھی دل خراش اور توہین آمیز عبارات موجود ہیں جن کو علماء اسلام ہی نہیں کسی بھی طبقے اور شعبے سے تعلق رکھنے والے مسلمان کے سامنے پیش کیا جائے تو اسکی رائے بھی علماء اسلام کے فیصلے کی تائید کرتی ہے حتیٰ کہ بعض اوقات یہ عبارات کسی سلیم الفطرت احمدی کے سامنے پیش کی جاتی ہیں تو اسکے بدن پر بھی لرزہ طاری ہوجاتا ہے اور تعجب، غم اور غصے کے ملے جلے اثرات اسکے چہرے سے عیاں ہوتے ہیں مرزا صاحب کی کتابوں سے چند عبارات پیش خدمت ہیں لیکن آپ سے گزارش ہے کہ آپ تمام تر تعصبات اور نفرتوں کو بھلا کر خالی الذہن ہوکر انتہائی غیر جانبداری سے اور خود ساختہ تاویلات، من گھڑت استعارات کو چھوڑ کر نہایت غور وفکر کے ساتھ ان عبارات کو پڑھیں اور پھر اپنے ضمیر سے فیصلہ لیجئے۔

عقیدہ توحید اور مرزا صاحب:

اسلامی عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں یکتا، واحد، لاشریک اور ہر طرح کی تشبیہات سے پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پر اس کی جملہ صفات کے ساتھ غیر متزلزل ایمان لانا اسلام کیلئے بنیادی شرط ہے جبکہ بانی جماعت احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے بارے میں جو عقائد اپنی کتابوں میں ذکر کیے ہیں وہ ملاحظہ کیجئے مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا۔ اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہوگیا ہوں یا اس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبالیا ہو اور اسے اپنے اندر بالکل مخفی کرلیا ہو یہاں تک کہ اس کا نام ونشان باقی نہ رہ گیا ہو اسی اثناء میں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہوگئی اور میرے جسم پر مستولی ہوکر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کرلیا یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اس کے اعضاء اور میری آنکھ اس کی آنکھ اور

میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان بن گئی تھی۔ میرے رب نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ اس کی قدرت اور قوت مجھ میں جوش مارتی ہے اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے حضرت عزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگائے گئے۔ اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو پیس ڈالا سو نہ تو میں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی میری اپنی عمارت گر گئی اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے لگی اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی اور میں سر کے بالوں سے ناخن پا تک اس کی طرف کھینچا گیا پھر میں ہمہ مغز ہو گیا جس میں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بن گیا جس میں کوئی میل نہیں تھی اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈال دی گئی پس میں اس شے کی طرح ہو گیا جو نظر نہیں آتی یا اُس قطرہ کی طرح جو دریا میں جا ملے اور دریا اس کو اپنی چادر کے نیچے چھپا لے۔ اس حالت میں میں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے میں کیا تھا اور میرا وجود کیا تھا الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرائیت کر گئی اور میں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے سب عضاء اپنے کام میں لگائے اور اس زور سے اپنے قبضہ میں کر لیا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں چنانچہ اسکی گرفت سے میں بالکل معدوم ہو گیا۔ اور میں اس وقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضاء میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضاء ہیں اور میں خیال کرتا تھا کہ میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہوّیت سے قطعاً نکل چکا ہوں اب کوئی شریک اور منازع روک کرنے والا نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا۔ اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی اور پھر میں نے منشاء حق کے موافق اسکی ترتیب اور تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا۔ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گی اور میری زبان پر جاری ہوا۔ اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ

اٰدَمَ اِنَّا خَلَقْنَا الاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم ۔ ترجمہ: میں نے ارادہ کیا کہ خلیفہ بناؤں تو میں نے آدم کو پیدا کیا یقیناً ہم نے انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا ہے۔

(کتاب البریہ: روحانی خزائن جلد نمبر 13 صفحہ 103 تا 105)

احمدی احباب اس عبارت کو دوبارہ غور سے پڑھیں اسلامی عقیدہ کے مطابق خدا تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے جبکہ مرزا صاحب اپنی اس عبارت میں ''اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں، میں صراحتاً خدائی کا دعویٰ نہیں کر رہے؟ کیا مرزا صاحب احمدی احباب کو اپنی خدائی کے دعوے کا یقین نہیں دلا رہے؟ جب کبھی کسی مربی کے سامنے مذکورہ عبارت پیش کی جاتی ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ یہ تو مرزا صاحب کا کشف ہے اس لیے حجت نہیں ہے حالانکہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کا ہے اور نبی کے کشف اور خواب کے بارے میں خود مرزا صاحب کا اقرار ہے کہ

:''نبی کا خواب تو ایک قسم کی وحی ہوتی ہے'' (ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 204)

پھر مرزا صاحب نے تو خود بیان کر دیا کہ یہ کشف یقینی ہے یعنی اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے مزید بحث میں جانے کی بجائے میرا احمدی احباب سے سادہ سا سوال ہے کہ مرزا صاحب نبی ہونے کے دعویدار تھے تو کیا سچے انبیاء میں کوئی نبی ایسا ہوا جس نے اس طرح کا کوئی دعویٰ کیا ہو؟ کیا اس طرح کے دعوؤں سے سادہ لوح انسانوں کی گمراہی کا اندیشہ نہیں ہے؟

اسلامی عقیدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ جسم وروح سے پاک ہیں جبکہ مرزا صاحب کا کہنا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہوگئی کیا یہ اسلامی عقیدے سے انحراف نہیں ہے؟

مرزا صاحب نے اپنے الہامات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ تَوْحِیْدِی وَ تَفْرِیْدِی۔ (حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 89)

ترجمہ: تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔

اسلامی عقیدہ کے مطابق جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثل ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی توحید و

تفرید بھی بے مثل ہے۔کیا مرزا صاحب کواللہ تعالیٰ کی توحید وتفرید کے مثل مان لینے کے بعدآپ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں ہے؟اگر مرزا صاحب توحید و تفرید کی مثل ہوگئے تو پھر اللہ تعالیٰ کی توحید وتفرید بے مثال کہاں رہی؟

ایک دوسری جگہ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ وَلَدِی۔ (حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 89)

ترجمہ: تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند (بیٹے) کے ہے۔

مسیح اوراس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ (توضیح المرام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 64)

قرآن مقدس تو جابجا متعدد مقامات پر ابنیت (خدا کے بیٹے ہونے کے عقیدے) کی بیخ کنی کر رہا ہے لیکن مرزا صاحب خدا کا بیٹا بننے کی کوششوں میں ہیں۔احمدی احباب بتائیں کیا یہ الہامات قرآنی اصول کے یکسر خلاف نہیں ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا ہے جس کی مثل ہونے کا دعویٰ مرزا صاحب کررہے ہیں؟ کیا سچے انبیاء میں سے کسی نے خود کو خدا کی اولاد، خدا کے بیٹے کی مانند قرار دیا ہے؟

مرزا صاحب نے دعویٰ کیا تھا کہ میرے گھر ایک جامع الکمالات بچہ پیدا ہونے والا ہے۔(یہاں مرزا صاحب کی پیش گوئی پر تبصرہ کرنا مقصود نہیں) اس بچہ کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کردے گا وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اوران کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔ ''فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہرالحق والعلی العلاء کان اللہ نزل من السماء''۔

ترجمہ: فرزند دلبند بزرگ اور اقبال مند حق اور رفعت کا مظہر گویا کہ خدا آسمان سے اتر آیا ہے۔(ترجمہ از حاشیہ) (تذکرہ مجموعہ الہامات صفحہ 144 طبع چہارم)

کیا کوئی احمدی مرزا صاحب کی تائید میں مذکورہ عقائد کو اپناتے ہوئے کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کے لڑکے کا پیدا ہونا خود اللہ تعالیٰ کا آنا آسمان سے خدا کا آنا ہے۔

مرزا صاحب نے تخیلی طور پر اللہ تعالیٰ کی مثال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''قیوم العالمین (خدا) ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ، بے شمار پیر اور ہر یک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہاء عرض اور طول رکھتا ہے۔ اور تندوے (جانور) کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں''۔ (توضیح المرام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 90)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (الشوریٰ) اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں دوسری آیت میں فرمایا لَاتَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ (النحل: 74) اللہ تعالیٰ کی مثال بیان نہ کرو۔ احمدی احباب بتائیں کیا مرزا صاحب قرآنی حکم کی خلاف ورزی نہیں کر رہے؟ کیا احمدی احباب خود اللہ تعالیٰ کی کسی جانور سے تمثیل بیان کرنے کی جرات رکھتے ہیں؟

مرزا صاحب نے اپنے ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ایک دفعہ تمثلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کیلئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دئے اور میرے پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دئے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پاؤں دبا رہا تھا کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے اور قلم جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا

بھی فرق نہ تھا''۔ (حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 267)

قرآن کریم کی قطعی آیت سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی تمثیل نہیں، اللہ تعالیٰ ہر طرح کی تشبیہات سے پاک ہے، مرزا صاحب کا کہنا کہ ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خداوند تعالیٰ کی زیارت ہوئی کیا یہ قرآن مقدس کے محکم اصول کے خلاف نہیں ہے؟

احمدی احباب! خود ہی سوچیں جس کی کوئی مثال نہ ہو کیا اس کی تمثیل ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ذات غیر محدود ہے جبکہ مرزا صاحب کی بیان کردہ تمثیل محدود ہے کیا غیر محدود کی محدود تمثیل ممکن ہے؟

میرا مر بیان سلسلہ سے یہ سوال ہے کہ مرزا صاحب نے جو کاغذات اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیے اور اللہ تعالیٰ نے سرخی کے قلم سے ان پر دستخط کر دیئے جب سرخ رنگ مادی تھا جو کہ کرتے اور ٹوپی پر بھی گرا تو وہ کاغذات جن پر اللہ تعالیٰ کے دستخط تھے وہ بھی مادی ہوں گے۔ کیا وہ کاغذات مقدس نہیں تھے وہ مقدس کاغذات کہاں ہیں؟ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کس زبان میں دستخط کیے تھے؟ اور وہ پیشن گوئیاں کس کس کے متعلق تھیں؟ مرزا صاحب کا کہنا کہ اللہ نے قلم کو چھڑکا تو کیا ارادہ الٰہی سے قلم پر زیادہ رنگ آ گیا تھا یا خدا کے ارادے کے بغیر ہی قلم نے زیادہ رنگ اٹھا لیا تھا؟

خدارا! مرزا صاحب کی اس عبارت کو توجہ سے پڑھیں اور پھر انبیاء کے الہامات، کشوف اور رویا سے اس کا موازنہ کریں کیا کسی نبی نے کبھی اللہ تعالیٰ کو تمثیلی طور پر دیکھنے کا دعویٰ کیا؟ اور کیا کسی نبی نے اللہ تعالیٰ کی طرف ان افعال (کاموں) کی نسبت کی جو انسان کا خاصہ ہے؟

مرزا صاحب نے اپنے ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی عدالت میں ہوں میں منتظر ہوں کہ میرا مقدمہ بھی ہے۔ اتنے میں جواب ملا اصبر سنفرغ یا مرزا۔ کہ (''اے مرزا! صبر کر ہم عنقریب فارغ ہوتے ہیں'')

پھر میں ایک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ میں کچہری میں گیا ہوں تو اللہ تعالےٰ ایک حاکم کی

صورت پر کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور ایک طرف ایک سر رشتہ دار ہے کہ ہاتھ میں ایک مسل لیے ہوئے پیش کر رہا ہے۔ حاکم نے مسل اٹھا کر کہا مرزا حاضر ہے تو میں نے باریک نظر سے دیکھا کہ ایک کرسی اُسکے ایک طرف خالی پڑی ہوئی معلوم ہوئی۔ اس نے مجھے کہا کہ اس پر بیٹھو اور اس نے مسل ہاتھ میں لی ہوئی ہے اتنے میں میں بیدار ہو گیا''۔ (البدر جلد دوم نمبر 6،1903ء و مکاشفات صفحہ 29،28)

احمدی احباب بتائیں کیا مرزا صاحب کے خواب سے مندرجہ ذیل باتیں ظاہر نہیں ہوتیں؟

☆ اللہ تعالیٰ جسم رکھتا ہے۔ جو میز کرسی لگائے کچہری کا کام کر رہا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کو معمولی مجسٹریٹوں کی طرح ایک منشی یا کلرک کی بھی ضرورت ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ لوگوں کے مقدمات میں اس قدر پھنسا ہوا ہے کہ اسے بصد مشکل کسی سے بات کرنے کی فرصت ملتی ہے۔

مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا ہے:

''میں جانتا ہوں کہ وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک کھا جانے والی آگ ہے''۔

(سراج منیر: روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 64)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ اللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ اللہ تعالیٰ تو زمین و آسمان کا نور ہے جبکہ مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ کو آگ کہا ہے۔ احمدی احباب فیصلہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے یا کہ کھا جانے والی آگ؟

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانے میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں پھر بعد اس کے یہ سوال ہوگا کہ کیوں نہیں بولتا کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی ہے''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ: روحانی خزائن جلد 21 صفحہ، 312)

میرا سوال ہے کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی نہیں اور کیا احمدی احباب خود ایسی جسارت کر سکتے ہیں؟ پھر مرزا صاحب نے جو یہ کہا کہ ''بعد اس کے یہ سوال ہوگا کہ کیوں نہیں بولتا کیا

زبان پر کوئی مرض لاحق ہوگئی ہے'' یہ سوال کرنے والا کون ہے؟ الحمد للہ مسلمانوں میں سے تو کسی کو خدائے پاک کی شان میں ایسے توہین آمیز سوالات کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ ہمیں تو سائل ومسئول مرزا صاحب خود ہی معلوم ہوتے ہیں۔

مرزا صاحب کے ایک مرید خاص قاضی یار محمد نے مرزا صاحب کا کشف نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

''جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقعہ پر اپنی یہ حالت ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت (مردانہ طاقت) کا اظہار فرمایا تھا پس سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے''۔

(اسلامی قربانی صفحہ 13 جنوری 1920 از قاضی یار محمد صاحب)

احمدی احباب سہ بار پڑھیں اور بتائیں کہ کیا کبھی کسی کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر اس طرح کا شرمناک الزام لگانے کی جسارت ہوسکی؟

جماعت احمدیہ کے مربی حضرات اللہ تعالیٰ پر لگائے گئے اس گھٹیا الزام سے یہ کہہ کر بری الذمہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ تو قاضی یار محمد کی اپنی بات ہے اس بات کا مرزا صاحب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرا سوال ہے کہ قاضی یار محمد تو مرزا صاحب کا بڑا اقریبی تربیت یافتہ اور وفادار مرید تھا کیا وہ ازخود اتنا بڑا الزام مرزا صاحب پر لگا سکتا ہے؟ اگر اس نے ہی الزام لگایا تھا تو کیا احمدی عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ اور اپنے نبی پر ایسا گھٹیا الزام لگانے والے کا ایمان سلامت رہ سکتا ہے؟ کیا مرزا صاحب کی تربیت اور قربت کا یہی اثر ہے؟ آخر کیوں جماعت احمدیہ آج تک قاضی یار محمد سے اظہار برأت نہیں کرسکی؟

مرزا صاحب نے صفات باری تعالیٰ میں شرکت کا اعلان کرتے ہوئے لکھا ہے:

" اِنَّمَا اَمْرُكَ اِذَا اَرَدْتَ شَيْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ "۔

(حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 108)

ترجمہ: تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہوجاتی ہے۔

مرزا صاحب اپنی وحی والہام میں مذکورہ آیت کو اپنے لیے بیان کرتے ہیں صرف فرق یہ ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ مرزا صاحب کو مخاطب کر کے فرما رہے ہیں کہ تیری شان یا تیرا مرتبہ یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کر کے کہہ دے کہ ہو جا تو فوراً ہو جاتی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کی وہ خاص صفت جس سے اسکی کامل قدرت ہر شے پر ظاہر ہوتی ہے اور جو کسی ولی اور کسی عالی مرتبہ نبی کو بھی نہیں دی گئی، مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے دی گئی۔ مرزا صاحب کی یہ وحی بتاتی ہے کہ جو قدرت اور فضیلت و مرتبہ مرزا صاحب کو دیا گیا وہ کسی نبی اور کسی بزرگ کو نہیں دیا گیا یہ وہ عظیم الشان صفت ہے جس کی حدّ و انتہا نہیں ہے اس کے عطا ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے گویا اپنی خدائی مرزا صاحب کے حوالے کر دی اور اپنا شریک بنا لیا اور مرزا صاحب وہی کام کر سکتے ہیں جو خدا تعالیٰ کر سکتا ہے صرف فرق یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ خود ہی قادر تھا جبکہ مرزا صاحب کو خدا نے یہ قدرت دے دی اور اس خاص صفت میں اپنا شریک کر لیا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اپنی خدائی میں شریک کر لیا اور مرزا صاحب کو قادر مطلق کر دیا اس وحی نے تو مرزا صاحب کو خدائی کے درجہ تک پہنچا دیا اور خدا تعالیٰ میں اور مرزا صاحب میں صرف بالذات اور بالغیر کا فرق رہ گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ خود بخود بغیر کسی کے بنائے اس صفت کے ساتھ موجود ہیں اور مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ نے یہ صفت عنایت کی اس وجہ سے وہ قادر مطلق ہو گئے۔

احمدی احباب سے سوال ہے کہ کیا مرزا صاحب کو کُنْ فَیَکُوْنُ کے اختیارات حاصل ہیں؟ کیا مرزا صاحب میں زندہ کرنے اور مارنے کی صفت موجود ہے؟

مرزا صاحب نے اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اَنْتَ اِسْمِی الْاَعْلٰی" (اربعین نمبر 3: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 423,425)

(اے مرزا) تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔

دوستو! مرزا صاحب کی آمد سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم لفظ ''اللہ'' ہی تھا اور اسی نام کو قرآن و حدیث میں کثرت سے بیان کیا گیا ہے (البتہ مرزا صاحب اپنی تحریرات میں خدا کا لفظ استعمال

کرتے ہیں جس کے معنی و مفہوم لفظ اللہ کی نسبت بہت محدود ہے) لیکن مرزا صاحب کی آمد کے بعد اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم لفظ ''اللہ'' سے بدل کر غلام احمد رکھ دیا گیا ہے جبکہ قرآن و حدیث تو اللہ تعالیٰ کے اس اعلیٰ اور ذاتی نام سے بالکل خالی ہیں۔

میں نے توحید باری تعالی کے حوالے سے مرزا صاحب کی کتب سے چند حوالہ جات آپ کے سامنے رکھے ہیں جن سے اتنی بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ اہل اسلام اور بانی جماعت احمدیہ کے توحید کے بارے میں عقائد و نظریات یکساں نہیں ہیں۔

عقیدہ رسالت اور مرزا صاحب:

کلمہ شہادت کے دوسرے حصے میں بھی جماعت احمدیہ اور اہل اسلام باہمی بالکل متضاد عقائد و نظریات رکھتے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ عام احمدی سے جیسے مرزا صاحب کے دیگر عقائد چھپائے جاتے ہیں ایسے ہی مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کی حقیقت بھی بیان نہیں کی جاتی کہ مرزا صاحب نے کس نوعیت کا نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ عام طور پر احمدی احباب کی جب کبھی کسی مسلمان سے گفتگو ہو تو وہ عموماً مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا ہی سرے سے انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم تو مرزا صاحب کو امام مہدی مانتے ہیں لیکن بعض حالات میں بات کھلنے پر دبے لفظوں میں مرزا صاحب کی نبوت و رسالت کا ظلی و بروزی کی قید کے ساتھ اقرار بھی کر لیتے ہیں۔ حالانکہ مرزا صاحب نے صرف ظلی و بروزی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ مرزا صاحب نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت سے اعلیٰ اور آنحضرت ﷺ کے ہم پلہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے مرزا صاحب نے اس دعویٰ تک پہنچتے ہوئے جو پالیسی اختیار کی اسے ملاحظہ کیجئے۔

مرزا صاحب اپنے ابتدائی زمانے میں دیگر سب مسلمانوں کی طرح ختم نبوت پر غیر مشروط اور بلا کسی قید و تخصیص کے ایمان رکھتے تھے اور اس زمانے میں مرزا صاحب کا دعویٰ صرف ملہم من اللہ یعنی اللہ کی طرف سے الہام پانے کا تھا۔ مرزا صاحب کے اس عقیدے پر چند عبارات ملاحظہ کیجئے۔

ترجمہ: ''کیا تو نہیں جانتا کہ اس محسن رب نے ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے

اور کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا اور آنحضرت ﷺ نے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور اگر ہم آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز رکھیں تو لازم آتا ہے کہ وحی نبوت کے دروازے کا انفتاح بھی بند ہونے کے بعد جائز خیال کریں اور یہ باطل ہے جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں اور آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی کیونکر آوے۔ حالانکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد وحی نبوت منقطع ہوگئی ہے اور آپ ﷺ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے''۔

(حمامۃ البشریٰ: روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 200)

''اور آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمادیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لانبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیات کریمہ "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔

(کتاب البریہ: روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 218،217)

ترجمہ: ''اور اللہ کے شایانِ شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہ یہ شایان شان ہے کہ سلسلہ نبوت کو از سر نو شروع کر دے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو''۔

(آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 377)

مرزا صاحب کی ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ:

- ☆ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے۔
- ☆ آنحضرت ﷺ نے وضاحت سے فرمادیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔
- ☆ وحی کا سلسلہ بند ہو چکا اب نبی کے آنے کا عقیدہ رکھنا وحی کے سلسلے کو دوبارہ جاری کرنا ہے۔
- ☆ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی کا بھیجنا اللہ تعالیٰ کی عظمت و شایان کے خلاف ہے۔

آپ کے سامنے مرزا صاحب کی اقرار ختم نبوت پر چند عبارات پیش کی ہیں آپ نے دیکھ

لیا کہ مرزا صاحب بھی اپنی عمر کے 52 سال تک ختم نبوت کا اسی معنی و مفہوم میں اقرار کرتے آئے ہیں جس پر تیرہ صدیوں کے مسلمان ایمان رکھتے چلے آرہے تھے لیکن مرزا صاحب کو جب کچھ شہرت حاصل ہوگئی اور حلقہ عقیدت بھی بڑھنے لگا تو مرزا صاحب نے محدث ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب ﷺ کے بعد اس امت کیلئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث آئیں گے''۔

(نشان آسمانی: روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 390)

ترجمہ: ''میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تا کہ دین مصطفیٰ ﷺ کی تجدید کروں اور اس نے مجھے صدی کے سر پر بھیجا''۔

(آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 383)

دوستو! مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ میرے حلقے عقیدت کے لوگوں نے میرے دعوے محدثیت کو قبول کر لیا ہے اور اس دعوے پر زیادہ مخالفت کا سامنا بھی نہیں کرنا پڑا تو اپنا نیا عقیدہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ:

''ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لیے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے...... کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے''۔ (توضیح المرام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 60)

''محدث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنی کہہ سکتے ہیں کہ المحدث نبی کہ محدث نبی ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 238)

مرزا صاحب نے جب اس طرح کی عبارات اپنی کتابوں میں نقل کیں تو علماء اسلام نے بڑی شد و مد کے ساتھ ان کی مخالفت شروع کردی اور کہا کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اس

مخالفت کو کم کرنے کی غرض سے مرزا صاحب نے جو انداز اپنایا اسے ملاحظہ کیجئے۔

''تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام و توضیح المرام و ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کے رو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشاوکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ 137 پر لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں.....میری نیت میں جس کو اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں بلکہ صرف محدث مراد ہے''.......بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اُس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 1 ص 313,314 حقیقت النبوۃ صفحہ 91)

ختم نبوت کے عقیدے کے اقرار اور دعویٰ نبوت کے انکار پر مزید لکھا ہے:

ما کان لی ان ادعی النبوۃ و اخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین۔

ترجمہ:''مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل جاؤں اور کافروں کی جماعت میں جاملوں''۔ (حمامۃ البشریٰ: روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 297)

اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الہ الا للہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

(آسمانی فیصلہ: روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 313)

مولنا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کی تردید میں بڑے

سرگرم تھے مرزا صاحب نے ان کے جوش و جذبے کو کم کرنے اور اپنے بارے میں مطمئن کرنے کی غرض سے ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا:

''ان پر (یعنی مولوی دستگیر قصوری پر) واضح رہے کہ ہم بھی ختم نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لاالہ الا للہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب ﷺ اولیا اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 297,298)

غرض یہ کہ مرزا صاحب نے اس دوسرے دور میں نہ صرف دعویٰ نبوت سے انکار کیا بلکہ مدعی نبوت کے بارے میں واضح اعلانات کیے کہ:

☆ مدعی نبوت لعنتی ہے۔

☆ میرا دعویٰ وحی ولایت کا ہے جو اس سے زیادہ مجھ پر الزام لگائے (یعنی کہے کہ مرزا صاحب مہدی، مسیح یا نبی ہے) تو وہ دیانت اور تقویٰ کو چھوڑ رہا ہے۔

☆ مدعی نبوت دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

☆ اگر میں نے دعویٰ نبوت کیا تو اسلام سے نکل کر کافروں کی جماعت میں سے ہو جاؤں گا۔

☆ میرا دعویٰ نبوت کا نہیں محدثیت کا ہے اگر کہیں میں نے اپنے لیے لفظ نبی کا استعمال کیا ہے تو اسے کاٹا ہوا سمجھا جائے۔

لیکن ان تمام تر وضاحتوں اور فتوؤں کے بعد مرزا صاحب 1901ء میں خود دعویٰ نبوت کر کے مسند نبوت پر جا بیٹھے۔

مرزا صاحب کی دعویٰ نبوت پر چند عبارات پیش خدمت ہیں۔

''خدا وہی خدا ہے کہ جس نے اپنا رسول (مرزا صاحب) ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا''۔

(اربعین نمبر 3: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 416)

''میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں''۔ (ملخصاً ایک غلطی کا ازالہ: روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 211)

''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''۔ (دافع البلاء: روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 231)

مرزا صاحب نے اس آخری عبارت میں خدا تعالیٰ کی سچائی کو اپنی نبوت کے ساتھ مشروط کر دیا یعنی اگر تو مرزا صاحب نبی ہیں تب تو خدا تعالیٰ سچا ہے ورنہ خدا تعالیٰ بھی سچا نہیں میرا سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب جب تک اپنی نبوت کے منکر تھے تو کیا خدا تعالیٰ سچا نہیں تھا؟ اگر مرزا صاحب کی پہلی تحریروں کو تسلیم کریں تو خدا تعالیٰ سچا نہیں رہتا اور اگر بعد کی تحریروں کا اعتبار کریں تو مرزا صاحب اپنے فتوؤں کی زد میں آتے ہیں احمدی احباب دونوں میں سے کس بات کو اختیار کریں گے؟

عام طور پر جب کبھی گفتگو کے دوران احمدی احباب کے سامنے مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت پر ایسے حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں جن میں مرزا صاحب نے صراحتاً دعویٰ نبوت و رسالت کیا ہے تو احمدی احباب کی طرف سے یہ وضاحت کی جاتی ہے ٹھیک ہے، ہم مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں لیکن مرزا صاحب نے تشریعی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ ان کا دعویٰ غیر تشریعی نبوت کا ہے اور ہم مرزا صاحب کو غیر تشریعی ظلی، بروزی اور امتی نبی مانتے ہیں۔ یہاں میں بھی ایک بات کی وضاحت کرتا جاؤں کہ نوے فیصد سے زائد احمدی احباب کو نا تو یہ علم ہے کہ مرزا صاحب کا کس معیار کی نبوت کا دعویٰ تھا اور نہ ہی یہ جانتے ہیں کہ غیر تشریعی، ظلی اور بروزی کا معنی اور مفہوم کیا ہے؟ احمدی احباب کو ان دونوں باتوں کی تفصیلات کا علم حاصل کرنا ہر لحاظ سے ضروری ہے۔

احمدی احباب کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب نے تشریعی نبوت یعنی ایسی نبوت و رسالت کا دعویٰ نہیں کیا جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکامات اور نواہی بیان کیے گئے ہوں۔ یہ بات خود مرزا صاحب کی تحریرات کے خلاف ہے مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کیلئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی......اور ایسا ہی اب تک

میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں یہ باطل ہے''۔ (اربعین نمبر 4: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 435,436)

''چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا.....اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے جس کے کان ہوں سنے''۔

(اربعین نمبر 4: حاشیہ خزائن جلد 17 صفحہ 435)

ان عبارات میں مرزا صاحب نے تصریح کر دی ہے کہ میں صاحب شریعت نبی ہوں مجھ پر احکام اور اوامر ونواہی نازل ہوتے ہیں ان حوالہ جات کے علاوہ بھی مرزا صاحب کی کتب میں بہت سی عبارات ایسی ہیں جن میں تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا گیا ہے بہر حال مرزا صاحب کے تشریعی نبوت کے دعوے پر حوالہ جات کے علاوہ اگر احمدی احباب اپنے مکمل نظام کا غور سے تجزیہ کریں تو وہ بھی اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ مرزا صاحب نے دبے لفظوں میں تشریعی نبوت کا بھی دعویٰ کیا ہے چنانچہ احمدیت میں چندوں کا نظام، وصیت کا نظام، واقفین جماعت کا نظام جیسے بہت سے امور ایسے ہیں جن کا ثبوت آنحضرت ﷺ کی شریعت میں نہیں ملتا۔

ظلی و بروزی نبوت کا کیا مفہوم ہے؟

احمدی احباب کا یہ کہنا کہ ہم تو آنحضرت ﷺ کے بعد ظلی و بروزی نبوت کے قائل ہیں یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد ظلی و بروزی نبی آسکتا ہے اور مرزا صاحب کا دعویٰ بھی ظلی بروزی اور امتی نبی کا ہے۔

احمدی احباب اپنے اس دعویٰ کو اپنی صفائی کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں تا کہ مسلمانوں کو یہ باور ہو سکے کہ مرزا صاحب نے کسی اعلیٰ قسم کی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا حالانکہ مرزا صاحب اور ان کے بیٹوں کے نزدیک ظلی و بروزی اور امتی نبوت کا معنی و مفہوم کیا ہے اور یہ کس درجے کی نبوت ہے خود

احمدی احباب بھی نہیں جانتے جس ظلی و بروزی نبوت کا مرزا صاحب نے دعویٰ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے تمام کمالات مرزا صاحب کو عطا کر کے نبوت کے منصب پر بٹھایا گیا ہے اس لیے مرزا صاحب کی نبوت نے مرزا صاحب کو آنحضرت ﷺ کے مقابل کھڑا کر دیا ہے۔ احمدی عقیدے پر چند حوالہ جات ملاحظہ کیجئے۔

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''پہلے تمام انبیاء علیہم السلام ظل تھے نبی کریم ﷺ کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم ﷺ کے ظل ہیں''۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 201)

کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب رسول کریم ﷺ میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم ﷺ سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے۔ اس لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحیٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے..... پہلے تمام انبیاء ظل تھے۔ نبی کریم ﷺ کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریمؐ کی ظل ہیں''۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 201 طبع جدید)

''اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے''۔ (چشمہ معرفت: روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 332)

''جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا''۔ (ایک غلطی کا ازالہ: روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 212)

مرزا صاحب کے بڑے لڑکے مرزا محمود نے لکھا ہے:

''امتی نبی کے یہ معنی نہیں کہ وہ پہلے سب انبیاء سے گھٹیا ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے بہت سے انبیاء سے یا آنحضرت ﷺ کے سوا باقی سب انبیاء سے افضل ہو''۔ (حقیقۃ النبوۃ: انوار العلوم جلد 2 صفحہ 382)

''جس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کو نبی کہہ کر پکارا ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو بھی قرآن کریم میں رسول کے نام سے یاد فرمایا ہے۔

(حقیقۃ النبوۃ: انوار العلوم جلد 2 صفحہ 503)

مرزا صاحب کے دوسرے لڑکے مرزا بشیر احمد ایم۔ اے نے بھی مرزا صاحب کے بروزی نبوت کے مقام کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ہر نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے ہیں کسی کو بہت کسی کو کم مگر مسیح موعود کو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے۔ پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا''۔ (کلمۃ الفصل صفحہ 113)

قارئین کرام! یہ ہے مرزا صاحب کی ظلی بروزی اور امتی نبوت کی حقیقت جس کا حاصل یہ ہوا کہ مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کے تمام کمالات اپنی ذات میں رکھنے کے دعویدار ہیں اور اس نبوت نے مرزا صاحب کو نہ صرف انبیاء سابقین پر فضیلت عطا کی ہے بلکہ مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے کے نزدیک ظلی و بروزی نبوت نے مرزا صاحب کو مقام اور مرتبے میں آنحضرت ﷺ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مرزا صاحب گذشتہ تمام انبیاء سے اعلیٰ و افضل ہیں۔

چنانچہ خود مرزا صاحب نے صراحتاً انبیاء سابقین پر فضیلت کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں''۔

(حقیقۃ الوحی (حاشیہ) روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 76)

زندہ شد ہر نبی بآمدنم — ہر رسولے نہان بہ پیرہنم

ترجمہ: ''میری آمد سے ہر نبی زندہ ہو گیا ہر رسول میری قمیض میں چھپا ہوا ہے''۔

(نزول المسیح: روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 478)

''انبیاء گرچہ بودہ اند بسے من بعرفان نہ کمترم ز کسے''۔

ترجمہ: اگر چہ دنیا میں بہت سے انبیاء ہوئے ہیں۔ میں عرفان میں ان میں سے کسی سے کم نہیں ہوں۔ (نزول المسیح: روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 477)

منم مسیح زماں ومنم کلیم خدا — منم محمد و احمد کہ مجتبی باشد

''میں مسیح زماں ہوں، میں کلیم خدا ہوں، میں محمد اور احمد ہوں، میں مجتبیٰ ہوں''۔

(تریاق القلوب: روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 134)

احمدی دوستو! یہ تو ایک واضح حقیقت ہے کہ مرزا صاحب نے تمام نبیوں پر فضیلت کا دعویٰ کیا ہے لیکن بات صرف یہیں نہیں رکتی مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ حضور خاتم النبیین کا دوبارہ دنیا میں آنا مقدر تھا۔ پہلی بار آپ مکہ مکرمہ میں محمد ﷺ کی صورت میں آئے اور دوسری بار قادیان میں میری شکل میں یعنی آنحضرت ﷺ کے تمام کمالات مجھ میں موجود ہیں اس لیے میں ان کا کامل عکس بلکہ ثانی محمد ہوں مرزا صاحب کے اس عقیدہ پر چند عبارات ملاحظہ کیجئے۔

''اور جان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے''۔

(خطبہ الہامیہ: روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 270)

''آنحضرت ﷺ کے دو بعث ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت ﷺ کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا۔ جو مسیح موعود اور مہدی معہود کے ظہور سے پورا ہوا۔ (تحفہ گولڑویہ: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 249)

''اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور نبی

کریم ﷺ کے لطف اور جُود کو میری طرف کھینچا، یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہوگیا پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا در حقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی آخرین منہم کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے''۔

(خطبہ الہامیہ: روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 258,259)

''تمام کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر میں کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا ہو''۔

(ایک غلطی کا ازالہ: روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 212)

مرزا صاحب کے لڑکے بشیر احمد ایم اے نے اپنی کتاب کلمۃ الفصل میں لکھا ہے:

''اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود اور نبی کریمؐ میں کوئی (فرق) باقی نہیں رہی حتیٰ کہ ان دونوں کا وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتا ہے جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ صار وجودی وجودہ (دیکھو خطبہ الہامیہ ۱۷۱) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن کیا جائے گا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعود نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئیگا اشاعت اسلام کا کام پورا کرے۔ اور ''هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله'' کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچادے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمدؐ کو اتارا تا اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم میں فرمایا تھا''۔

(کلمۃ الفصل صفحہ 105,104)

مزید لکھا ہے:

''اور وہ جس نے مسیح موعود کی بعثت کو نبی کریمؐ کی بعثت ثانی نہیں جانا اس نے قرآن کو پس

پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمدؐ رسول اللہ ایک دفعہ پھر دنیا میں آئیگا"۔(کلمۃ الفصل صفحہ 105)

مرزا صاحب کا یہ عقیدہ جماعت احمدیہ میں ایسا ہی مشہور و معروف رہا جیسا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ چنانچہ جماعت احمدیہ کے اخبار الفضل میں چھپنے والے چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک کہ جس پر وہ بدرالدجیٰ بن کے آیا
محمد پئے چارہ سازی امت ہے احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعث ثانی کی ہم پر کہ جب مصطفیٰ مرزا بن کے آیا

(اخبار الفضل قادیان 28 مئی 1928)

اے میرے پیارے مری جان رسول قدنی تیرے صدقے تیرے قربان رسول قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی

(نغمہ اکمل از قاضی ظہورالدین اکمل صفحہ 167: اخبار الفضل قادیان 16 اکتوبر 1922)

اسی مذکورہ عقیدہ کی وجہ سے مرزا صاحب نے رسول کریم ﷺ پر نازل ہونے والی آیات کے بارے میں دعویٰ کیا کہ یہ آیات میرے پر بھی نازل ہوئی ہیں۔ بقول مرزا صاحب ان پر نازل ہونے والی چند آیات ملاحظہ کیجئے:

"انا اعطینک الکوثر "یعنی ہم تجھے بہت سے ارادتمند عطا کریں گے اور ایک کثیر جماعت تجھے دی جاوے گی دیکھو اس پیشگوئی کو بیس برس گزر گئے اور اب وہ کثیر جماعت ہوئی اور نہ صرف ستر ہزار بلکہ اب تو یہ جماعت لاکھ کے قریب ہوگئی اور ان دنوں میں ایک بھی نہ تھا۔"

(نزول المسیح: روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 509)

"هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 538 طبع چہارم)

"وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی" (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 321 طبع چہارم)

"دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی" (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 321 طبع چہارم)

" سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا " (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 543.544 طبع چہارم)

" تبت یدآ ابی لھب وتب " (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 546 طبع چہارم)

" قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ " (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 547 طبع چہارم)

" وما ارسلنك الا رحمة للعالمین " (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 547 طبع چہارم)

"یایھا المدثر قم فانذر وربك فکبر " (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 39 طبع چہارم)

احمدی احباب عموماً یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ ہمارا اور اہل اسلام کا کلمہ ایک ہی ہے ہم بھی "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے پڑھنے اور ماننے والے ہیں، ہم بھی اسی کلمے کی دعوت دیتے ہیں۔ دوستو! مجھے بھی اقرار ہے کہ آپ لوگ یہی کلمہ پڑھتے ہیں اور ہمارے اور آپ کے کلمے کے الفاظ میں اختلاف نہیں ہے لیکنہمارے اور آپ کے کلمیکے مفہوم میں زمین آسمان کا تضاد موجود ہے جس کی وضاحت مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے کی ہے مرزا بشیر احمد ایم اے نے اپنی کتاب کلمۃ الفصل میں مرزا صاحب کو نبی ماننے کے باوجود کلمہ اسلام پڑھنے کے دو جواب دیئے ہیں مرزا بشیر احمد ایم اے نے پہلا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

""محمد رسول اللہ کا نام کلمہ میں اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سرتاج اور خاتم النبیین ہیں اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آ جاتے ہیں۔ ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہوگیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود کی بعثت سے پہلے تو محمدؐ رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گذرے ہوئے انبیاء شامل تھے مگر مسیح موعود کی بعثت کے بعد محمدؐ رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی ....غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لیے یہی کلمہ ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود کی آمد نے محمدؐ رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی اور بس۔ (کلمۃ الفصل صفحہ 158)

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ احمدیوں کے کلمے کے مفہوم میں مرزا صاحب بھی داخل ہیں یعنی احمدی احباب جب کلمہ پڑھتے ہیں تو اسی کلمے کے مفہوم میں مرزا صاحب کو داخل کرتے ہوئے

ان کی نبوت ورسالت کا بھی اقرار کرتے ہیں جب کہ اہل اسلام کا کلمہ ہر نئے نبی کی زیادتی سے پاک ہے اہل اسلام کے نزدیک مسلمان ہونے کے لیے آنحضرت ﷺ سمیت گذشتہ تمام نبیوں پر ایمان لانا ضروری ہے جبکہ جماعت احمدیہ کے نزدیک اسلام میں داخلے کے لیے مرزا صاحب پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

مرزا بشیر احمد ایم اے نے دوسرا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''علاوہ اس کے اگر بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسم مبارک اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تب بھی کوئی اعتراض واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریم ﷺ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ ''صَارَ وُجُوْدِیْ وُجُوْدَہٗ'' نیز ''مَنْ فَرَّقَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ الْمُصْطَفٰی فَمَا عَرَفَنِیْ وَمَا رَیٰ'' اور یہ اس لیے ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت ''آخَرِیْنَ مِنْھُمْ '' سے ظاہر ہے پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہمیں نئے کلمے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔ (کلمۃ الفصل صفحہ 158)

اس عبارت کا حاصل یہ ہوا کہ مرزا صاحب اور آنحضرت ﷺ دونوں ایک ہی وجود ہے اور مرزا صاحب کا آنا خود رسول پاک ﷺ کا آنا ہے جبکہ اہل اسلام کا کلمہ اس مفہوم سے بالکل پاک ہے۔

میری احمدی احباب کو دعوت فکر ہے کہ وہ ان عقائد ونظریات اور تحریرات پر غور وفکر کریں اور پھر اپنے اس عقیدہ کے ساتھ تقابل کریں جو وہ عوام الناس کے سامنے بیان کرتے ہیں کیا ان دونوں عقائد میں زمین وآسمان کا تضاد نہیں ہے؟ کیا احمدی احباب اپنی دعوت میں مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کی مذکورہ عبارات کو جرأت اور شرح صدر کیساتھ بیان کر سکتے ہیں؟ صرف احمدی احباب مرزا صاحب کی کتابوں کو توجہ اور دھیان سے پڑھیں تو ان کے سامنے یہ حقیقت بھی کھل

جائے گی کہ مرزا صاحب نے اپنی تحریرات میں آنحضرت ﷺ کی ذات مقدس پر فضیلت کی بھی پوری گنجائش رکھی ہے میں ان عبارات کو دل پر پتھر رکھ کر استغفار کرتے ہوئے نقل کر رہا ہوں کہ شاید کسی کو گھر واپس آنے کی توفیق ہو جائے۔

مرزا صاحب کے زمانے کے مریدین جنہوں نے مرزا صاحب کو دیکھا ان کی تحریرات کا مطالعہ کیا ان کی مجالس میں بیٹھے انہوں نے مرزا صاحب کے دعویٰ کا کیا مطلب سمجھا چند دل خراش عقائد ملاحظہ کیجئے۔

مرزا صاحب کا ایک مرید قاضی ظہوالدین اکمل جو کہ گجرات کا رہنے والا تھا۔اس نے مرزا صاحب کی شان و مقام کے بارے میں نظم لکھ کر مرزا صاحب کو پیش کی اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔

امام اپنا عزیزو اس زماں میں — غلام احمد ہوا دارالا ماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکرم — مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق — شرف پایا ہے نوع انس و جاں نے
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے بڑھکر ہیں اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(روزنامہ بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء)

ان اشعار میں قاضی اکمل نے صراحتاً دو دعوے کیے ہیں پہلا یہ کہ مرزا صاحب خود محمد رسول اللہ ہیں اور دوسرا یہ کہ مرزا صاحب شان و کمالات میں پہلے محمد رسول اللہ سے بڑھ کر ہیں ان اشعار میں جن کھلے الفاظ میں آنحضرت ﷺ کی شان پاک پر حملہ کیا گیا ہے وہ بعض احمدی احباب کو بھی پسند نہیں آیا اس لئے وقتاً فوقتاً خود بعض احمدی احباب کی طرف سے ان اشعار پر اعتراضات ہوتے رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود کے سامنے جب یہ اعتراضات تسلسل کے ساتھ آنے لگے تو انہوں نے بجائے تردید و مذمت کے ان اشعار کی تائید اور تصدیق

کرتے ہوئے لکھا:

''وہ اشعار اس نظم کا حصہ ہیں جو نہ صرف حضرت مسیح موعود کے حضور میں پڑھی گئی اور خوش خط لکھے ہوئے قطعہ کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے اس وقت کسی نے اس شعر پر اعتراض نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزاک اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور قطعہ کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا تھا کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان اور قلت عرفان کا ثبوت دیتا''۔ (روزنامہ الفضل قادیان 22 اگست 1944)

جماعت احمدیہ کی طرف سے مرزا صاحب کے بارے میں نہایت تعلّی آمیز دعوؤں کی تصدیق کی وجہ خود مرزا صاحب کی تحریرات ہیں جن کو پڑھ کر احمدی احباب کو یہ جسارت حاصل ہوئی ہے مرزا صاحب کی چند دلخراش عبارات ملاحظہ کیجئے:

''جس نے اس بات کا انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے''۔

(خطبہ الہامیہ: روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 271,272)

مرزا صاحب نے آنحضرت ﷺ کے معجزات کے بارے میں لکھا ہے:

''مثلاً کوئی شریر النفس اُن تین ہزار معجزات کو بھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی کریم سے ظہور میں آئے اور حدیبیہ کی پیش گوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت اندازہ کردہ پر پوری نہیں ہوئی''۔

(تحفہ گولڑویہ: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 153)

جبکہ اپنے معجزات کے بارے میں لکھا ہے:

''ان چند سطروں میں جو پیش گوئیاں ہیں وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں جو اوّل درجہ پر خارق عادت ہیں''۔

(نصرۃ الحق: روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 72)

دوستو! یہاں میں موضوع سے ہٹ کر ایک بات کرنا چاہوں گا کہ مرزا صاحب کا کہنا کہ میرے معجزات کی تعداد دس لاکھ ہے اور ظاہر ہے معجزہ اور نشان تو نبوت اور رسالت کے بعد ہی ظاہر ہوتے ہیں جبکہ مرزا صاحب نے 1901ء میں نبوت و رسالت کا صراحتاً دعویٰ کیا ہے اور 1908ء میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے یعنی دعویٰ نبوت کے بعد مرزا صاحب کو سات سال کا عرصہ ملا اب ان سات سال میں دس لاکھ معجزات کا مطلب یہ ہوا کہ مرزا صاحب کے ہاتھ پر تقریباً ہر سات منٹ بعد معجزہ اور نشان کا ظہور ہوتا تھا کیا یہ ممکن ہے احمدی احباب ایسے مبالغے کی بھی تصدیق کریں گے؟

مرزا صاحب نے مختلف پہلوؤں سے آنحضرت ﷺ پر فضیلت کی پوری گنجائش کی جگہ رکھی ہے۔ ایک جگہ احمدی احباب کو متوجہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں''۔

(اربعین نمبر 4: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 446،445)

میں بھی احمدی احباب سے گزارش کرتا ہوں کہ خوب توجہ سے مرزا صاحب کی عبارت کو پڑھیں اور بتائیں کیا مرزا صاحب، رسول کریم ﷺ کے مبارک وجود کو بے ضرورت قرار نہیں دے رہے؟ کیا آنحضرت ﷺ کی طرف سے توجہ ہٹوانے کی کوشش نہیں کی جا رہی؟ کیا رسول کریم ﷺ کی تعلیم سورج کی کرنوں کی طرح جلانے والی تپش والی ہے؟ کیا آنحضرت ﷺ کی تعلیم کو برداشت نہیں کیا جا سکتا؟ کیا مرزا صاحب، آنحضرت ﷺ کی جلالی تعلیم و تربیت کو ختم کر کے اپنی جمالی ٹھنڈی تعلیم کو عام کرنے کی دعوت نہیں دے رہے؟ اگر آنحضرت ﷺ کی تعلیم جلالی ہی تھی جس کی آج ضرورت بھی نہیں تو پھر مرزا صاحب نے تعلیم کہاں سے حاصل کی؟ اور اگر آنحضرت ﷺ کی جلالی تعلیم سے ہی فیض پایا تو پھر وہ جلالی تعلیم جمالی کیسے ہوئی؟

مرزا صاحب نے آنحضرت ﷺ کی جگہ خود کو لانے کی ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ آنحضرت ﷺ سے دین کی اشاعت مکمل نہیں ہوسکی اس اشاعت دین کی تکمیل کے لیے میں آیا ہوں۔ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''چونکہ آنحضرت ﷺ کا دوسرا فرض منصبی جو تکمیل اشاعت ہدایت ہے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بوجہ عدم وسائل اشاعت غیر ممکن تھا، اس لیے قرآن شریف کی آیت "وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ " میں آنحضرت ﷺ کی آمد ثانی کا وعدہ دیا گیا ہے اس وعدہ کی ضرورت اسی وجہ سے پیدا ہوئی کہ تا دوسرا فرض منصبی آنحضرت ﷺ کا یعنی تکمیل اشاعت ہدایت دین جو آپ کے ہاتھ سے پورا ہونا چاہیے تھا اس وقت بباعث عدم وسائل پورا نہیں ہوا، سو اس فرض کو آنحضرت ﷺ نے اپنی آمد ثانی سے جو بروزی رنگ میں تھی ایسے زمانہ میں پورا کیا جبکہ زمین کی تمام قوموں تک اسلام پہنچانے کے لیے وسائل پیدا ہو گئے تھے۔ (تحفہ گولڑویہ: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 263)

دیکھئے مرزا صاحب کس قدر صراحت کے ساتھ آنحضرت ﷺ پر الزام لگا رہے ہیں کہ آپ اپنی بعثت کے فرائض میں سے ایک فرض ''دین کی اشاعت کی تکمیل'' نہیں کر سکے۔

میرا احمدی احباب سے سوال ہے کہ کیا وہ بھی جرأت کرتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے فرائض منصبیہ کی ادائیگی میں ناقص رہے؟ مرزا صاحب کا کہنا کہ میری آمد کے وقت میں تمام قوموں تک اسلام پہنچانے کے وسائل پیدا ہو چکے ہیں اس لیے دین کی اشاعت کی تکمیل میرے ہاتھوں ہوگی تو میرا احمدی احباب سے سوال ہے کہ مرزا صاحب کی آمد سے پہلے کون سا خطہ تھا جہاں آنحضرت ﷺ کے لائے ہوئے دین کا پیغام نہیں پہنچا؟ وہ کون سا نیا مذہب اور نئی قوم ہے جس تک مرزا صاحب کے ذریعے پیغام پہنچایا گیا ہے؟ مرزا صاحب کا تعلق ہندوستان سے تھا تو کیا ہندوستان میں دین مرزا صاحب کے ذریعے پہنچایا گیا تھا؟

آنحضرت ﷺ کے دوبارہ مرزا صاحب کی صورت میں آنے کی فضیلت کو اس عنوان سے بھی بیان کیا گیا ہے کہ مکی بعثت کے زمانہ میں اسلام ہلال (ابتدائی دنوں کے چاند) کی مانند تھا جس

میں کوئی روشنی نہیں ہوتی اور اس دوسری بعثت جو کہ مرزا صاحب کی صورت میں ہوئی ہے اسلام بدر کامل (چودھویں رات کے چاند) کی طرح روشن اور منور ہوگیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

''اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر (چودھویں کا چاند) ہوجائے خدا تعالیٰ کے حکم سے پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کے رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو۔ (یعنی چودھویں صدی)''

(خطبہ الہامیہ: روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 275)

اس عقیدے کی مزید وضاحت ''اخبار الفضل'' میں یوں بیان کی گئی ہے:

''آنحضرت ﷺ کے بعثت اول میں آپ کے منکروں کا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا لیکن ان کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت ﷺ کی ہتک اور آیت اللہ سے استہزاء ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت ﷺ کی بعثت اول و ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے''۔

(روزنامہ الفضل 15 جولائی 1915ء)

دوستو! مرزا صاحب کی ظلی و بروزی نبوت کے چند حقائق آپ کے سامنے رکھے ہیں تحریر کی طوالت کے خطرے کے پیش نظر اس موضوع پر مزید حوالہ جات پیش نہیں کر رہا۔

مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کی تحریرات میں آنحضرت ﷺ کے بارے میں ایسی دلخراش عبارات موجود ہیں جن کو پڑھ کر بہت سے احمدی احباب بھی خاصے پریشان ہوجاتے ہیں میں صرف دو عبارات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں آگے درست راستے کا انتخاب کا فیصلہ آپ کے اپنے اختیار میں ہے مرزا صاحب نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے:

''آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب......عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور یہ تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے''۔

(مرزا صاحب کا مکتوب: روزنامہ الفضل 22 فروری 1924ء)

مرزا صاحب نے آنحضرت ﷺ کے جائے قیام کے بارے میں لکھا ہے:

''خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لیے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی (نعوذ باللہ)

(تحفہ گولڑویہ: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 205)

دوستو! خدارا ہوش کے ناخن لو دیکھو تو سہی فخر موجودات امام الانبیا سیّد الاوّلین والاخرین کے بارے کیا لکھا جا رہا ہے میں جانتا ہوں کہ تم میں سے بہت سے لوگ آنحضرت ﷺ سے محبت کے دعویدار ہیں، آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں اور انہی کی شفاعت کو بخشش کا پروانہ جانتے ہیں لیکن انصاف سے بتائیں کیا یہ عقائد ونظریات آپ کے عقائد وجذبات کی عکاسی کرتے ہیں؟ ایسے عقائد ونظریات والی جماعت کو اپنانے کے بعد آپ اپنے دعوؤں میں کس قدر طاقت محسوس کرتے ہیں؟

دوستو! آنحضرت ﷺ کی ذات جامع الکمالات ذات ہے کیا ان کے بعد مجھے آپ کو اور کسی بھی انسان کو کسی نئے شخص کو نبی ہادی اور رہبر ماننے کی ضرورت باقی رہتی ہے؟

حضرات صحابہ کرام اور مرزا صاحب:

یہ بات ایک کڑوا سچ ہے کہ مرزا صاحب کے قلم سے مقدس شخصیات کا کوئی طبقہ بھی محفوظ نہیں رہا حتیٰ کہ نواسہ رسول ﷺ جگر گوشہ سیدہ بتول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں رسول پاک ﷺ نے فرمایا وہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں ایک حدیث میں فرمایا'' حسن وحسین دونوں اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں'' ایک حدیث میں آپ نے فرمایا'' یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میرے نواسے ہیں اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور (اے اللہ) تو اس سے بھی محبت کر جو ان دونوں سے محبت کرتا ہے''۔ ایسی عظیم ذات کے بارے میں بھی مرزا صاحب کی کتابوں میں نہایت قابل اعتراض عبارات موجود ہیں چند عبارات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر اپنی فضیلت کے دعوے میں مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''اور انہوں نے کہا اس شخص (مرزا صاحب) نے امام حسن اور حسین سے پہلے اپنے تئیں اچھا سمجھا میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا''۔

(اعجاز احمدی: روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 164)

''تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے کہ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ (ذکر حسین) کا ڈھیر ہے''۔

(اعجاز احمدی: روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 194)

کربلائے است سیر ہر آنم   صد حسین است در گریبانم

میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے سو (100) حسین میری جیب میں ہیں۔

(نزول المسیح: روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 477)

''اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا صاحب) ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے''۔

(دافع البلاء: روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 233)

جماعت احمدیہ کے مبلغوں اور مربیوں کے سامنے جب یہ دلخراش حوالہ جات رکھیں جاتے ہیں تو وہ جواباً علمائے اسلام سے سوال کرتے ہیں کہ کیا آپ کے نزدیک جس مسیح نے آنا ہے اسکا مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بڑھا ہوا نہیں ہے؟ مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم چونکہ مرزا صاحب کو نبی اور مسیح مانتے ہیں اسلئے ہمارے نزدیک مرزا صاحب کا مقام و مرتبہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر ہے۔

دوستو! علماء اسلام کا پہلا سوال یہ نہیں ہے کہ مرزا صاحب نواسہ رسول ﷺ سے افضل ہے یا نہیں بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ کیا آنحضرت ﷺ سے محبت اور اطاعت کا دعویٰ کرنے والے کے قلم سے نواسہ رسول ﷺ کے بارے میں ایسے سخت توہین آمیز الفاظ نکل سکتے ہیں؟ کیا

آنحضرت ﷺ کو اپنے نواسے کے بارے میں اس توہین آمیز لہجے سے تکلیف نہیں پہنچے گی؟ کیا احمدی حضرات مرزا صاحب کی اولاد کے بارے میں اس طرح کے الفاظ کے استعمال کرنے کو برا محسوس نہیں کریں گے؟ ہمارے عقیدے کے مطابق تو حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں لیکن کیا کبھی ان حضرات نے نواسہ رسول پر فضیلت کا دعویٰ کیا یا ان حضرات کو افضل ماننے والوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسے الفاظ کا استعمال کیا؟ کیا کسی پر فضیلت رکھنے سے اس شخص کے بارے میں ایسے الفاظ کا استعمال تہذیب واخلاق ہے؟

احمدی احباب سے عرض ہے کہ مرزا صاحب کی نگاہ میں صرف وہ خود ہی امام حسین رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں بلکہ مرزا صاحب کے ایک مرید بھی اس فضیلت میں امام عالی مقام پر بڑھے ہوئے ہیں چنانچہ افغانستان کا ایک عبد الطیف نامی شخص مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا لیکن جب وہ واپس گیا تو مقامی لوگوں نے اسے مرتد سمجھ کر قتل کر دیا اس کے قتل پر مرزا صاحب نے ''تذکرہ الشہادتین'' نامی ایک کتاب بھی لکھی ہے جو روحانی خزائن کی جلد نمبر 6 میں ہے اس کے قتل پر مرزا صاحب نے کہا۔

''امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے بڑھ کر حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب کی شہادت ہے جنہوں نے صدق اور وفا کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا اور جن کا تعلق شدید بوجہ استقامت سبقت لے گیا تھا۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 364 طبع جدید)

مزید کہا کہ:

''وہ (صاحبزادہ عبد اللطیف) ایک اسوہ حسنہ چھوڑ گئے ہیں اور اگر غور سے دیکھا جاوے تو ان کا واقعہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 496 طبع جدید)

دوستو! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا کے میدان میں اپنے نانا کے دین کے

لیے اپنی اولاد بھی شہید کروادی اور خود بھی سخت بھوک پیاس کے عالم میں شہادت کے اعلیٰ مقام کو پا گئے لیکن آنحضرت ﷺ سے نواسگی کا شرف پانے اور اتنی عظیم قربانیوں کے باوجود مرزا صاحب کی مسیحیت و مہدویت کے اقرار میں قتل ہونے والا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت رکھتا ہے فیا للعجب کیا مرزا صاحب کی نسبت آنحضرت ﷺ کی نسبت سے اعلیٰ ہے؟ اگر عبدالطیف کو نواسہ رسول ﷺ پر فضیلت ہے تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عبداللطیف کو دیگر سینکڑوں شہداء صحابہ پر بھی فضیلت حاصل ہے؟

قرآن مجید اور مرزا صاحب:

عام طور پر احمدی احباب بڑے درد کے ساتھ اپنا یہ دعویٰ پیش کرتے ہیں کہ ہمارا قرآن وحدیث کے بارے میں اہل اسلام والا ہی عقیدہ ہے ہم بھی الم سے والناس تک قرآن مجید کے حرف حرف کو مانتے ہیں۔ حالانکہ یہاں بھی بانی جماعت احمدیہ اور اس کے بیٹوں کا عقیدہ اہل اسلام کے متفقہ عقیدے سے کوسوں دور ہے۔ اہل اسلام کا چودہ سو سال سے متفقہ عقیدہ ہے کہ تمام آسمانی کتابوں میں قرآن مجید آخری کتاب ہے جو کہ آنحضرت ﷺ کی ذات مبارکہ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے نازل کی گئی ہے۔ کتاب اللہ قرآن مجید کو یہ شرف حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے قطعیت، حجیت اور یقینی ہونے میں کوئی کلام بھی اس کے برابر نہیں ہے۔ جبکہ جماعت احمدیہ کے بانیان کے قرآن مجید سے متعلق کیا عقائد ونظریات ہیں ملاحظہ کیجئے۔

مرزا صاحب کے لڑکے مرزا بشیر احمد کے نزدیک قرآن مجید کا نزول دوبار ہوا ہے پہلی مرتبہ آنحضرت ﷺ پر اور دوسری مرتبہ مرزا صاحب پر۔ مرزا بشیر احمد ایم اے نے لکھا ہے:

"ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے اسی لیے ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہؐ (مرزا صاحب) کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے"۔

(کلمۃ الفصل صفحہ 173 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

1922ء میں مرزا صاحب کے مرید قاضی ظہور الدین اکمل کے اشعار روزنامہ الفضل میں چھپے جن میں اسی عقیدے کو بیان کیا گیا ہے۔

پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے — تجھ پر پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی

(روزنامہ الفضل 16 اکتوبر 1922ء)

مرزا صاحب نے اپنے پر نازل ہونے والی وحی کے مجموعے کے بارے میں لکھا ہے:

''خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا''۔

(حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 407)

مرزا صاحب نے قرآن مجید کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''قرآن شریف خدا کی کتاب ہے اور میرے منہ کی باتیں ہیں''۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 77 طبع چہارم)

مرزا صاحب نے اپنی وحی والہامات کو قطعی اور یقینی ہونے میں قرآن مجید کے برابر قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں''۔

(حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 220)

مرزا صاحب نے اپنی وحیوں اور الہامات کو قرآن مجید کی طرح ہر قسم کی غلطیوں سے پاک قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

ترجمہ: ''جو کچھ میں اللہ کی وحی سے سنتا ہوں خدا کی قسم اسے ہر قسم کی خطا سے پاک سمجھتا ہوں قرآن کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے یہ میرا ایمان ہے''۔

(نزول المسیح: روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 477)

احادیث رسول کے بارے میں بھی مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کا عقیدہ ملاحظہ کر لیجئے۔

مرزا صاحب نے اپنی وحی کا معیار بیان کرتے ہوئے احادیث رسول ﷺ کے بارے میں لکھا ہے:

''میرے اس دعویٰ (دعویٰ مسیحیت) کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی، ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں''۔

(اعجاز احمدی: روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 140)

مرزا صاحب نے حدیث رسول ﷺ کو قبول و رد کرنے کے بارے میں اپنے قول کو بطور فیصل بناتے ہوئے لکھا ہے:

''اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر ردّ کر دے''۔

(اربعین نمبر 3: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 401)

میری احمدی احباب سے گزارش ہے کہ وہ محدثین کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تب انہیں اندازہ ہوگا کہ حضرات محدثین نے کیسی جان توڑ محنت کے بعد حدیث کی صحت وعدم صحت کے بارے میں اصول بھی وضع کیے اور احادیث کی درجہ بندی کر کے امت پر احسانِ عظیم کیا ہے لیکن مرزا صاحب تیرہ صدیوں بعد محدثین کرام کی ساری محنتوں کو اپنا حکم ہونے کا فیصلہ دے کر رد کر رہے ہیں، کیا اس صورت میں احادیث رسول ﷺ پر کچھ بھی اعتبار باقی رہتا ہے کہ منکرین اسلام اعتراض کریں گے کہ مسلمانو! جن احادیث کو تم تیرہ سو سال سے صحیح سمجھتے ہوئے عمل کر رہے تھے وہ تو من گھڑت اور موضوع ثابت ہو رہی ہیں؟

حرمین شریفین اور مرزا صاحب:

جب بھی کوئی شخص جماعت احمدیہ کی کتابوں کا تفصیلاً مطالعہ کرتا ہے تو وہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی بیعت میں شامل ہونے والے لوگوں کو لاشعوری طور پر عقائد اسلام،

نظام اسلام اور مرکز اسلام سے جدا رکھنے کی بھرپور کوشش کی ہے چنانچہ تیرہ سو سال سے مکہ و مدینہ کو ہر لحاظ سے اسلام کا مرکز سمجھا جا رہا تھا لیکن مرزا صاحب اور ان کے بیٹوں نے قادیان کو مرکز اسلام منوانے اور ثابت کرنے کی کس قدر کاوش کی ہے ملاحظہ کیجئے۔

مرزا صاحب نے قادیان کو حرم قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین صفحہ 56)

اس شعر میں مرزا صاحب اپنے قصبہ قادیان کو حرم قرار دے رہے ہیں اور لوگ قادیان میں کثرت سے آنے لگے ہیں اس لیے قادیان حرم ہے۔ میرا سوال ہے کہ کیا کسی جگہ لوگوں کی کثرت سے آمد و رفت اس جگہ کو حرم کا درجہ دے سکتی ہے؟ اگر یہی بات ہے تو پھر مری، لندن، نیویارک وغیرہ کے بارے میں کیا رائے ہے؟

مرزا صاحب نے قادیان آنے کو حج بیت اللہ پر فضیلت دیتے ہوئے لکھا ہے:

''لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان میں آنا) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی''۔

(آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 352)

مرزا صاحب کے بڑے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود بھی قادیان کو حرمین شریفین پر فضیلت دیتے ہیں۔ مرزا محمود نے لکھا ہے:

''میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے، یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں''۔

(تقریر مرزا محمود احمد اخبار الفضل 11 ستمبر 1932 صفحہ 1)

''حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا تم ڈرو کہ تم

میں سے نہ کوئی کاٹا جائے پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں''۔ (حقیقت الرویاء:انوارالعلوم جلد 4 صفحہ 136)

''اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے قادیان کو تمام دنیا کی بستیوں کی اُم قرار دیا ہے اس لیے اب وہی بستی پورے طور پر روحانی زندگی پائے گی جو اسکی چھاتیوں سے دودھ پیئے گی''۔

(حقیقت الرویاء:انوارالعلوم جلد 4 صفحہ 135)

میرا احمدی احباب سے سوال ہے کہ مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ کب خشک ہوا؟ اگر تو مرزا صاحب کی آمد سے پہلے ہی خشک ہو گیا تھا تو پھر مرزا صاحب کی پرورش کس دودھ سے ہوئی ہے؟ اور اگر مرزا صاحب کی آمد کے بعد خشک ہوا تھا تو کیا اسے مرزا صاحب کی برکات کہیں گے؟ اگر مکہ و مدینہ کی چھاتیاں خشک ہو چکی ہیں تو پھر حج کا کیا فائدہ اور کیا مقصد؟ کیا قرآن وسنت کی بشارت کے مطابق مکہ ومدینہ کی روحانیت تو سدا ابہار نہیں ہیں؟

اور پھر یہ بھی بتائیں کہ اگر مکہ ومدینہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو گیا ہے تو قادیان کے چھاتیوں میں کب تک دودھ رہے گا اور قادیان کے بعد کس کی چھاتیاں دیکھنی پڑیں گی؟ کیا احمدی احباب قادیان کی چھاتیوں کے دودھ سے سیرابی حاصل کر رہے ہیں؟ اگر نفلی حج معمولی ہے تو احمدی احباب ایسے معمولی کام کیلئے کیوں پاسپورٹ پر مذہب کے خانے میں مرزا صاحب کا انکار کرتے ہوئے خود کو غیر احمدی لکھتے ہیں؟

یہ تو حقیقت ہے کہ ہر احمدی احمدیت جاننے والا عملاً قادیان کو مکہ مکرمہ پر ترجیح دیتا ہے اور قادیان کے سالانہ جلسے کو حج کے اجتماع پر ترجیح دیتا ہے۔ آپ کو احمدی جماعت میں بہت کم لوگ ملیں گے جو مکہ ومدینہ گئے ہونگے لیکن کثیر تعداد میں ایسے احمدی ملیں گے جو قادیان کے سالانہ جلسے میں باقاعدگی سے شرکت کرتے ہونگے۔

بعض احمدی ملک پاکستان سے حج کیلئے پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کی جگہ احمدیت کی بجائے اسلام لکھواتے ہیں کیونکہ سعودی عرب میں احمدیوں کے داخلے پر پابندی ہے اس لیے

جماعت احمدیہ میں اعلان عام ہے کہ جب تک پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ہے اس وقت تک احمدیوں پر حج کی فرضیت منسوخ ہے۔

میں نے مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کی کتابوں سے چند عقائد و نظریات آپ کے سامنے رکھیں ہیں اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ نہایت تحمل سے ان عبارات کو احمدی کتب میں سیاق وسباق کی چھان پھٹک کے ساتھ دیکھیں اور پھر دیکھیں کیا حضرات انبیاء علیہم السلام نے ایسی باتیں کی ہیں؟ کیا آپ کو جماعت احمدیہ نے یہ سارے حوالہ جات یا ان میں سے چند بھی بتائے ہیں؟ کیا آپ کو اجلاسات میں بتائے جانے والے عقائد و نظریات اور احمدی کتب میں موجود متنازعہ عقائد و نظریات میں تضاد نہیں ہے؟ کیا آپ کو ان عقائد و نظریات پر اطمینان قلب اور شرح صدر ہے؟ کیا آپ ان عقائد سے سو فیصد مطمئن ہیں؟ کیا جماعت احمدیہ ان عقائد و نظریات کو الگ شائع کر سکتی ہے؟ کیا احمدی احباب ان عقائد و نظریات کی دعوت دے سکتے ہیں؟

قابل توجہ بات:

جماعت احمدیہ کے انہی عقائد و نظریات کے سبب علماء اسلام احمدی احباب کے دعویٰ اسلام کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہے بلکہ یہ عقائد جب بھی کسی بھی طبقے وشعبے سے تعلق رکھنے والے دین کی سطحی سی معلومات رکھنے والے شخص کے سامنے بھی پیش کئے گئے ہیں وہ بھی علماء اسلام کے فیصلے کی تائید پر مجبور ہوا ہے۔

یہی وجہ ہے پاکستان کی قومی اسمبلی اور اعلیٰ عدالتوں نے بھی احمدیوں کے دعوے اسلام کو رد کیا ہے لیکن احمدی احباب ان تمام تر حقائق کے باوجود بھی سوال کرتے ہیں کہ ہمیں کلمہ اسلام پڑھنے اور اسلامی عقائد و اعمال کا اظہار و اقرار کرنے کے باوجود کافر کیوں کہا جاتا ہے میرا احمدی احباب سے سوال ہے کہ دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمان بھی تو توحید و رسالت، قبر و آخرت اور دیگر عقائد کا اقرار کرتے ہیں نماز، روزہ، حج، زکوۃ کو بھی مانتے ہیں پھر احمدیت میں انہیں کافر کیوں کہا جاتا ہے؟ اگر احمدی احباب مرزا صاحب اور ان کی اولاد اور خلفاء کی کتب کا مطالعہ کرے تو انھیں اپنے

سوال کا جواب مل جائے گا۔

احمدیوں کے نزدیک ایمان کی شرط اول مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان لانا ہے۔ اور اگر کوئی شخص تمام اسلامی عقائد اور اعمال کو مانتا ہو لیکن مرزا صاحب کی نبوت کا منکر ہو تو احمدیوں کے نزدیک نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر ہے احمدی کتب سے چند عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا صاحب کے اپنے منکروں کے بارے میں چند فتوے ملاحظہ کیجئے:

''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے''۔ (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 80 طبع چہارم)

''ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے''۔

(انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 62)

''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے''۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 519 طبع چہارم)

مرزا صاحب کی اولاد بھی انہی کے نقش قدم پر چلی ہے مرزا صاحب کے لڑکے مرزا محمود نے بھی لکھا ہے کہ:

''ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں (مسلمانوں) کو مسلمان نہ سمجھیں''۔

(انوارِ خلافت، انوار العلوم: جلد 3 صفحہ 148)

اس عبارت کا حاصل یہ ہوا کہ جیسے نماز، روزہ، حج وغیرہ فرض ہے اور فرضیت کا انکار کفر ہے ایسے ہی احمدیوں کے نزدیک تمام مسلمانوں کو کافر سمجھنا فرض ہے اور اس کی فرضیت (مسلمانوں کو کافر نہ سمجھنا) کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ مزید لکھا ہے:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے نام بھی

نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں''۔

(آئینہ صداقت، انوار العلوم جلد 6 صفحہ 110)

مرزا صاحب کے دوسرے لڑکے مرزا بشیر احمد ایم۔اے نے مسئلہ کفر و اسلام کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے لیکن عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے لیکن محمدؐ کو نہیں مانتا اور یا محمدؐ کو مانتا ہے لیکن مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے''۔ (کلمۃ الفصل صفحہ 112)

مرزا بشیر احمد کی اس عبارت کے مطابق جیسے آنحضرت ﷺ یا کسی اور نبی کا انکار کفر ہے، ایسے ہی مرزا صاحب کا انکار بھی کفر ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ تک سب نبیوں کو مانتا ہو لیکن مرزا صاحب کو نبی نہ مانتا ہو تو وہ ایسا ہی کافر ہے جیسے کہ عیسائی اور یہودی۔

عام طور پر مربی احباب سادہ لوح احمدیوں کو یہ بات سکھلاتے ہیں کہ ہم کسی بھی مسلمان کو کافر نہیں سمجھتے اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ مربی صاحبان ہمیں مسلمان سمجھتے ہیں بلکہ بعض اوقات مخالفت سے بچنے، بعض اوقات ذاتی مفاد کیلئے اور اکثر اوقات مسلمانوں کو اپنے قریب کرنے کیلئے کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو تمہیں کافر نہیں کہتے۔

حالانکہ مذکورہ فتووں کے علاوہ جماعتی طرز عمل اور رویہ بھی اس بات پر دلیل ہے کہ مرزا صاحب کے منکرین مسلمان نہیں ہیں ملاحظہ کیجئے۔

مرزا صاحب کے لڑکے مرزا بشیر احمد ایم اے نے لکھا ہے:

''ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کرسکتے ہیں، دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی دینی تعلق کا سب سے بڑا

ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ ناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیئے گئے اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم ﷺ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے''۔

(کلمۃ الفصل 170,169)

مرزا صاحب کے بڑے لڑکے نے مرزا صاحب کے عقائد کو نقل کرتے ہوئے کہا ہے:

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم ﷺ قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے''۔

(خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان، جلد 19 نمبر صفحہ 13، مورخہ 30 جولائی 1931ء)

مسلمانوں کے پیچھے نماز:

مرزا صاحب نے اپنے متبعین کو مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے سختی سے روکا ہے مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو''۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 318 طبع چہارم)

کسی نے سوال کیا جو لوگ آپ کے مرید نہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے آپ نے اپنے مریدوں کو کیوں منع فرمایا ہے حضرت نے فرمایا:

'جن لوگوں نے جلد بازی کے ساتھ بدظنی کر کے اس سلسلہ کو جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے رد کر دیا ہے اور اس قدر پریشانیوں کی پروا نہیں کی اور اسلام پر جو مصائب ہیں اس سے لاپرواہ پڑے

ہیں ان لوگوں نے تقویٰ سے کام نہیں لیا اور اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے'' انما یتقبل الله من المتقین '' (المائدہ : ۲۸) خدا صرف متقی لوگوں کی نماز قبول کرتا ہے اس واسطے کہا گیا ہے کہ ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو جس کی نماز خود قبولیت کے درجہ تک پہنچنے والی نہیں''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 449 طبع جدید)

احمدی مذہب میں مسلمان بچوں کے جنازے کا بھی ہندوؤں اور عیسائیوں والا حکم ہے مرزا صاحب کے بیٹے مرزا محمود نے لکھا ہے:

''اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا''۔ (انوار خلافت انوار العلوم جلد 3 صفحہ 150)

میں احمدی احباب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ انوار العلوم کی جلد نمبر 3 کے صفحہ 146 تا 150 تک کا غور سے مطالعہ کریں تا کہ انہیں جماعت کے اصل عقیدے کا علم ہو سکے۔

احمدی احباب کے لیے بڑی الجھن:

احمدی احباب کے لیے بڑی الجھن اور پریشانی کا سبب ہے کہ وہ نہ تو مرزا صاحب کی کتابوں میں موجود عقائد و نظریات کو لوگوں کے سامنے پیش کر سکتے ہیں اور نہ ہی مرزا صاحب کی شخصیت و کردار پر گفتگو کرنے کی ہمت پاتے ہیں مجھے آج تک عام احمدی سے مربی تک کوئی ایک شخص بھی نہیں ملا جس نے مرزا صاحب کی سوانح اور سیرت و کردار پر گفتگو کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہو بلکہ جب کبھی گفتگو کا موضوع، مرزا صاحب کی شخصیت و کردار طے ہونے لگے یا بات چیت کے دوران گفتگو کا رخ مرزا صاحب کی شخصیت و کردار کی طرف مڑ جائے تو احمدی احباب پر ایک عجیب

بے چینی اور پریشانی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ کسی بھی صورت میں اس موضوع پر بات نہ ہو بلکہ جماعت کے مبلغین، مناظرین اور مربیان کی با قاعدہ برین واشنگ کی جاتی ہے اور اس موضوع پر گفتگو سے بچنے کے طریقے اور ہنر بھی سکھائے جاتے ہیں۔ احمدی احباب کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ مرزا صاحب کی شخصیت و کردار پر گفتگو نہ کرنے میں آخر کیا راز ہے جس کی پردہ دری کا خدشہ ہے؟ میں ان میں سے چند راز کی باتیں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں جن کو احمدی احباب سے نہ صرف چھپایا جا رہا ہے بلکہ احمدی احباب کے سامنے ان کے بالکل متضاد باتیں پیش کی جاتیں ہیں یوں سمجھئے کہ احمدی احباب کو تصویر کا صرف ایک ہی رخ دکھایا جاتا ہے جبکہ دوسرے رخ کو چھپانے کے لیے سو سال سے سر توڑ کوششیں کی جارہی ہیں۔

عام طور پر جب گفتگو مرزا صاحب کی ذات کے گرد گھومنے والے کسی پہلو پر آجائے تو ایک عام احمدی اپنی ذات بطور دلیل پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے اور خود بھی اپنی ذات پر نگاہ کرتے ہوئے احمدیت سے مطمئن ہو جاتا ہے حالانکہ بات عام احمدی کی نہیں ہے اور نہ ہی کسی مذہب کو افراد امت پر قیاس کر سکتے ہیں اور علماء اسلام کو بھی اصل اعتراضات مرزا صاحب پر ہیں کیونکہ مرزا صاحب نے بہت سی باتیں اور اصول ایسے بیان کیے ہیں جو اسلامی تعلیمات کا حصہ ہیں لیکن بعد میں خود ہی مرزا صاحب نے اپنی باتوں کے خلاف عمل کیا ہے اور اپنے بیان کردہ اصولوں سے انحراف کیا ہے۔

یہاں بھی میری درخواست ہے خدارا مربیوں کی خود ساختہ تاویلات کو چھوڑ کر تمام تر تعصّبات اور نفرتوں کو بھلا کر انتہائی غیر جانبداری سے تنہائی میں اپنی قبر و آخرت کو سوچتے ہوئے ان حوالہ جات کو غور سے پڑھیں۔

اخلاق حسنہ اور مرزا صاحب:

مجھے اس بات میں تردد و شک نہیں ہے کہ اکثر احمدی احباب لوگوں سے خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں اور غیر تہذیبی گفتگو اور گالی گلوچ کو ناپسند کرتے ہیں اور جماعتی ماٹو "Love for All Hatered For None" "محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں" کثرت

سے استعمال کرتے ہیں بلکہ بہت سے احمدی والدین اپنے بچوں کو اسکی عملی تصویر بنا ہوا دیکھنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔

خود مرزا صاحب نے اپنی تحریرات میں عمدہ اخلاق کی تعریف کی ہے اور خود بھی صاحب اخلاق ہونے کا دعویٰ کیا ہے کیونکہ مرزا صاحب بھی یہ سمجھتے ہیں کہ معلم و مربی کا خصائل حمیدہ سے متصف ہونا ضروری ہے مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے''۔

(چشمہ مسیحی: روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 346)

''میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں''۔

(آسمانی فیصلہ: روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 320)

''خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق ...... اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا''۔ (اربعین نمبر 3: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 426)

''گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے''۔

(اربعین نمبر 4: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 471)

''ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے''۔

(ست بچن: روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 133)

''کسی انسان کو حیوان کہنا بھی ایک قسم کی گالی ہے''۔

(ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 115)

مرزا صاحب نے احمدی احباب کو نصیحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

''یاد رکھو یہ بڑی تنگ دلی ہے اور تنگ ظرفی کی نشانی ہے کہ انسان اختلاف رائے اختلاف مذہب کی وجہ سے عمدہ اخلاق کو بھی چھوڑ دے''۔ (ریویو نمبر 10 جلد 13 صفحہ 348)

''ہر ایک سختی کی برداشت کرو ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تا آسمان پر تمہارے لیے اجر

لکھا جائے تو تمہیں چاہیے کہ آریوں کے رشیوں اور بزرگوں کی نسبت ہرگز سختی کے الفاظ استعمال نہ کرو"۔ (نسیم دعوت: روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 364,365)

جبکہ اپنے بارے میں لکھا ہے:

"چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان میں اعلیٰ درجے کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں یہ بات نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رزیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرہ بھی متحمل نہ ہوسکے اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ ادنیٰ بات پر منہ میں جھاگ آتا ہے، آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں وہ کسی طرح بھی امام زمان نہیں ہوسکتا"۔

(ضرورۃ الامام: روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 478)

دوستو! اب ہم مرزا صاحب کے اقوال وافکار کی روشنی میں مختصراً جائزہ لیتے ہیں کہ مرزا صاحب کہاں تک اپنے بیان کردہ معیار پر پورا اترتے ہیں اور مرزا صاحب نے کیسے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا ہے مرزا صاحب کی کتب سے چند عبارات ملاحظہ کیجئے:

"ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں"۔ (انوار الاسلام: روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 31)

یعنی احمدی مذہب میں حلالی بننے کیلئے لازمی شرط کسی کی ماں کا پاکدامنہ ہونا نہیں بلکہ احمدیت کی فتح کو تسلیم کرنا ہے۔

ترجمہ: "میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر کنجریوں کی اولاد میری تصدیق نہیں کرتی"۔ (آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 547-548)

میرا احمدی احباب سے سوال ہے کہ اگر ایک شخص مرزا صاحب کا انکار کرتا ہو لیکن اس کی

ماں مرزا صاحب کو مانتی ہوتو مرزا صاحب کا اس منکر کو ''کنجری کی اولاد'' کہنا ٹھیک ہوگا؟ تعجب ہے انکار کسی نے کیا لیکن گالی دوسرے کو ملی۔

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں''۔

(نجم الھدیٰ: روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 53)

''جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کر دیں گے''۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 337)

احمدی احباب بتائیں کیا یہ گالیاں نہیں ہیں؟ کیا مرزا صاحب تنگ نظری اور تنگ ظرفی کا مظاہرہ نہیں کررہے؟ کیا یہ تہذیب اخلاق ہے؟ کیا یہ طریق شرافت ہے؟

مرزا صاحب نے جب مہدی و مسیح اور نبی ہونے کا اعلان و پرچار شروع کیا تو علمائے اسلام نے نہ صرف ان کے عقائد و تمام دعوؤں کا انکار کیا بلکہ اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے عوام الناس کو بھی مرزا صاحب کے عقائد سے آگاہ کیا اور مرزا صاحب کے سوالات و اعتراضات کے جوابات دیئے جواباً مرزا صاحب نے علمی دلائل سے ہٹ کر رد کا جو طریقہ اپنایا اسے ملاحظہ کیجئے۔

''چنانچہ پلید دل مولوی اور بعض اخبار والے انہیں شیطانوں میں سے تھے''۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 288)

''ان بد بخت مولویوں نے علم تو پڑھا مگر عقل اب تک نزدیک نہیں آئی''۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 295)

''بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ''۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 302)

''بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں مگر یہ دل کے مجذوم اور اسلام کے دشمن یہ نہیں سمجھتے کہ کب اور کس دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید لوگ وہ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لیے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں، اے مردار خور مولویوں اور گندی روحو تم پر افسوس.....اے اندھیرے کے کیڑو''۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 305)

''ان احمقوں نے یہ معنیٰ کس لفظ سے سمجھ لئے اے نادانوں! آنکھوں کے اندھو! مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرہ سوچو''۔ (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 330)

عام طور پر مربی کہتے ہیں کہ یہ سب گالیاں علماء کرام کی طرف سے نکالی جانے والی گالیوں کا جواب ہے حالانکہ یہ بات سراسر جھوٹ پر مبنی ہے مرزا صاحب کے ہم عصر علماء نے جو کتابیں لکھی ہیں وہ آج بھی ''احتساب قادیانیت'' کی صورت میں چھپی ہوئی موجود ہیں کیا کوئی دوست علماء کرام پر لگائے گئے الزامات کا ثبوت پیش کر سکتا ہے؟ اور اگر بالفرض کسی عالم نے نازیبا الفاظ استعمال بھی کیے ہوں تو جواباً سب کو گالی دینے کا جواز کہاں سے آیا؟ اور پھر مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ ہم نے جواباً بھی کسی کو گالی نہیں دی اس کا کیا مطلب ہے؟ مرزا صاحب کا دعویٰ امام الزمان ہونے کا ہے تو پھر تحمل، برداشت، اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیوں نہیں؟ مرزا صاحب انتقاماً طریق شرافت کو کیوں چھوڑ رہے ہیں؟ اختلاف رائے اور اختلاف مذہب کی وجہ سے کیوں تنگ ظرفی اور تنگ نظری کا اظہار کیا؟

مرزا صاحب نے اپنے ہم عصر مخالف علمائے اسلام کا نام لے لے کر بھی ان کے بارے میں خلاف تہذیب باتیں لکھیں ہیں ملاحظہ کیجئے:

''اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہئے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا کیا اندر ہی پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا''

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311)

''مگر اس کی (مولانا عبدالحق صاحب) بدبختی سے وہ دعویٰ بھی باطل نکلا اور اب تک اس

کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا...... پھر کیسے خبیث وہ لوگ ہیں جو اس مباہلہ کو بے اثر سمجھتے ہیں''۔ (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 317)

''رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم نعال اللہ الف الف مرہ (ہزار ہزار اللہ کی لعنت ہو) اپنے ناپاک اشتہار میں نہایت اصرار سے کہتا ہے کہ یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔اے پلید دجال پیش گوئی تو پوری ہو گئی لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا''۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 330)

مولانا حسین احمد بٹالوی صاحب کے بارے میں لکھا ہے:

''یہ بے چارہ نیم ملا گرفتار عجب و پندار بٹالوی...... یہ حاطب اللیل باوجود اپنے بیجا تکبر اور کذب صریح کے......اور خبیث نفس سے علماء وفضلاء کا حقارت سے نام لیتا ہے''۔

(آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 600)

''حضرت بٹالوی صاحب اول درجہ کے کاذب اور دجال اور رئیس المتکبرین ہیں''۔

(آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 601)

''اے مفتری نابکار......اے سخت دل ظالم تجھے مولوی کہلا کر شرم نہ آئی''۔

(براہین احمدیہ پنجم: روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 275)

مولانا حسین احمد بٹالوی کے بارے میں مرزا صاحب سے اپنے طے شدہ حدود سے بھی تجاوز ہو گیا تو جو احساس ندامت ہوا اسے ملاحظہ کیجئے۔مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''میں نادم ہوں کہ نااہل حریف کے مقابلہ نے کسی قدر مجھے درشت الفاظ پر مجبور کیا ورنہ میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں، میں کچھ بھی بولنا نہیں چاہتا تھا مگر بٹالوی اور اس کے استاد نے مجھے بلایا اب بھی بٹالوی کیلئے بہتر ہے کہ اپنی پالیسی بدل لیوے اور منہ کو لگام دیوے ورنہ ان دنوں کو رو رو کے یاد کرے گا''۔ (آسمانی فیصلہ: روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 320)

احمدی احباب خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ اظہار ندامت ہے یا دھمکی۔ ہمارا سوال ہے کہ اگر

کوئی نااہل حریف کسی اور گناہ اور برائی کی طرف بلائے تو کیا مرزا صاحب اس طرف بھی چل پڑیں گے؟ کیا امام الزمان، نبی، مہدی، مسیح کے اخلاق وتحمل کا معیار یہی ہے؟

مرزا صاحب نے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمہ اللہ کے بارے میں جو لکھا ہے ملاحظہ کیجئے:

''پیر مہر علی شاہ صاحب محض جھوٹ کے سہارے سے اپنی کوڑ مغزی پر پردہ ڈال رہے ہیں اور وہ نہ صرف دروغ گو ہیں بلکہ سخت دروغ گو ہیں''۔

(نزول المسیح: روحانی خزائن جلد 18 ص 444)

''مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن، پس میں نے کہا اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی''۔

(اعجاز احمدی: روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 188)

اخلاق عالیہ کو دیکھئے کتاب حضرت پیر صاحب نے لکھی تو صرف پیر صاحب پر نہیں بلکہ کتاب اور گولڑہ شریف کی زمین پر بھی اپنا غصہ نکال دیا۔

''لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔ سفیہوں کا نطفہ بدگو ہے اور خبیث اور مفسد جھوٹ کو ملمع کرنے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔۔۔۔۔۔ تیرا نفس ایک خبیث گھوڑا ہے۔۔۔۔۔۔ اے حرامی لڑکے

(تتمہ حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 445,446)

مولانا ثناء اللہ امرتسری کے بارے میں لکھا ہے:

''اے عورتوں کے عار (شرم گاہ) ثناء اللہ''۔ (اعجاز احمدی: روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 196)

''پھر بہت کوشش کے بعد ایک بھیڑیئے کو لائے اور مراد ہماری اس سے ثناء اللہ ہے''۔

(اعجاز احمدی: روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 151)

احمدی احباب بتائیں کیا یہ طیش میں آنا نہیں؟ کیا یہ تنگ نظری نہیں؟ کیا یہ تنگ ظرفی نہیں؟ کیا یہ گالی گلوچ نہیں؟ تعجب ہے ان خرافات کو حسن اخلاق اور تہذیب اخلاق کا نام دیا جاتا ہے۔

دوستو! اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے جس شخص نے بھی دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرنی ہو اس کے لیے صرف مذہب اسلام ہی نجات دہندہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب رحمت کائنات نبی مکرم ﷺ کو اسلام کے ساتھ مبعوث فرمایا تو آپ کی بعثت کے ساتھ ہی تمام سابقہ ادیان سماوی منسوخ ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ہر مذہب کو اسلام کی دعوت دی اس دعوت دینے میں جو مخالفت ہوئی آپ نے نہایت صبر و تحمل سے نہ صرف اسے برداشت کیا بلکہ نہایت استقلال و ہمت کیساتھ اپنے مشن پر قائم رہے اور ہر طرح کی ایذاء رسانی پر بدلہ تو درکنار شکایت تک بھی کبھی نہ فرمائی اور اپنی امت کو اس بات کی تعلیم فرمائی کہ تبلیغ اسلام کے راستے پر آنے والی مشکلات کو صبر و تحمل سے برداشت کر کے عفو و درگزر سے کام لو۔

جب قرآن نے اہل کفار کے ساتھ مجادلہ کا کہا تو فرمایا:

"وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ"

یعنی اگر اہل کفار سے بات چیت کرنا پڑے تو ایسے طریقے سے جو احسن ہو کہ یہی طریق لوگوں کیلئے زیادہ نفع بخش ہے اور جو شخص خدا کا فرستادہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہو اس کے لیے ہرگز مناسب نہیں کہ وہ سخت گوئی کرے اور خاص طور پر کفار کے بارے میں تو نرمی کے ساتھ دعوت کا فرمایا گیا ہے۔

لیکن اس کے برخلاف مرزا صاحب نے اپنے مخالف علماء کو جن القابات سے نوازا، وہ آپ پڑھ آئے ہیں اب ہم اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب کے ساتھ مرزا صاحب کا طرز تبلیغ دیکھتے ہیں۔ احمدی احباب سے گزارش ہے کہ غیر جانبداری سے فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسا شخص اقوام عالم، مذاہب عالم کی طرف نبی بنا کر بھیجا جا سکتا ہے.........؟

''یہ مردہ پرست لوگ (عیسائی) کیسے جاہل اور خبیث طینت ہیں''۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 292)

''اس مردار اور خبیث فرقہ (عیسائیت) نے جو مردہ پرست ہے''۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 293)

''اور خبیث طبع عیسائی اس آفتاب ظہور حق سے منکر ہیں، اور ناپاک فرقہ نصرانیوں کا طوائف کی طرح کوچوں اور بازاروں میں ناچتے پھرتے تھے''

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 307، 306)

''اس پیشگوئی کی تکذیب میں پادریوں نے جھوٹ کی نجاست کھائی''

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 329)

''اور اندران کا گدھے کے پیٹ کی طرح تقویٰ سے خالی۔ میں ایک خسیس ابن خسیس جاہل کو دیکھتا ہوں ۔۔۔ اے بخیل بدخلق اور حریص ....تو اس طرح زبان ہلاتا ہے کہ جیسے سانپ اور کمینوں اور سفلوں کی طرح بکواس کرتا ہے''۔ (نور الحق حصہ اول: روحانی خزائن جلد 8، صفحہ 88,87)

''قادیان کے احمق اور جاہل اور کمینہ طبع بعض آریہ''۔ (نزول المسیح: روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 387)

''اے نادان آریو کسی کنویں میں پڑ کر ڈوب مرو''۔ (آریہ دھرم: روحانی خزائن جلد 10، صفحہ 64)

دوستو! اب انسان ان پر مزید کیا اور کتنا تبصرہ کرے میں پھر بھی احمدی احباب سے پوچھتا ہوں کہ:

کیا یہ سب دشنام دہی نہیں ہیں؟

کیا مرزا صاحب طریق شرافت چھوڑ کر کسی اور راستے پر گامزن نہیں؟

کیا یہ کم ظرفی و تنگ نظری نہیں جس نے مرزا صاحب سے اخلاقیات چھین لی ہے؟

کہاں گیا مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے گالیوں کی قوت چھین لی ہے؟

کیا یہ امام الزمان کے منہ سے جھاگ نکلنا اور آنکھیں نیلی پیلی کرنا نہیں ہے؟

جماعت احمدیہ مرزا صاحب کی نگاہ میں:

مرزا صاحب نے صرف اپنے مخالفین کے بارے میں ہی سخت زبان کا استعمال نہیں کیا بلکہ اپنی بیعت میں شامل ہونے والوں کی بھی اخلاقی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھا ہے:

''میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعد بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں

ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اسکی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گراتا ہے پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا ہے اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔ پھر میں کس خوشی کی امید سے لوگوں کو جلسہ کیلئے اکٹھے کروں"۔ (شہادۃ القرآن: روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 396)

"ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں، جیسے کتا مردار کی طرف"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم: روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 114)

مزید لکھا ہے:

"بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خودغرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خودغرضی کی بناء پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں"۔ (شہادۃ القرآن: روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395)

میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے یہ کون سی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے۔ نفسانی لالچوں پر کیوں ان کے دل گرے جاتے ہیں اور

کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کوستاتا ہے اوراس سے بلندی چاہتا ہے۔

(شہادۃ القرآن: روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395)

مرزا صاحب نے اپنے مرید خاص حکیم نورالدین کو احمدی احباب کی اخلاقی حالت پر افسوس کرتے ہوئے خط لکھا اسے ملاحظہ کیجئے:

''اخی مکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیز گاری اور للہی محبت باہم پیدا نہیں کی سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے''۔ (شہادت القرآن: روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395)

ایک جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

''میں کہتے کہتے ان باتوں کو تھک گیا کہ اگر تمہاری یہی حالتیں ہیں تو پھر تم میں اور غیروں میں فرق ہی کیا ہے لیکن یہ دل کچھ ایسے ہیں کہ توجہ نہیں کرتے اور آنکھوں سے مجھے بینائی کی توقع نہیں لیکن خدا اگر چاہے اور میں تو ایسے لوگوں سے دنیا اور آخرت میں بیزار ہوں۔ اگر میں صرف اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو میرے لیے ایسے لوگوں کی رفاقت سے بہتر تھا جو خدا تعالیٰ کے احکام کو عظمت سے نہیں دیکھتے''۔ (شہادت القرآن: روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 397)

دوستو! یہ حالات تو ان لوگوں کے ہیں جنہوں نے مرزا صاحب کو دیکھا اور پھر طویل عرصہ ان کی صحبتوں میں رہے اب آپ خود سوچیں کہ جنہوں نے مرزا صاحب کو دیکھا ہی نہیں یا جو لوگ سو سال بعد آ رہے ہیں ان کے حالات کیسے ہوں گے اگر آپ جماعت کے موجودہ حالات کو دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے آپ ربوہ میں ایک ماہ قیام کریں اور اس قیام کے دوران ربوہ کے حالات کا گہرائی سے تجزیہ کریں یقیناً آپ جماعت کو'' ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور'' کا مصداق پائیں گے لیکن اگر آپ نے ہمت ہی نہ کی اور حق کو پانے کی سچی طلب کا اظہار ہی نہ کیا تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا۔

خاصہ مومن اور مرزا صاحب:

اسلام میں شرم وحیا کی بڑی تاکید آئی ہے اور حیا کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے شرم وحیا ہی ایک ایسی صفت ہے جو انسان کی عادات واخلاق اور بول چال میں وقار کو قائم رکھتی ہے یہ ایسی لگام ہے جو انسان کو ہر برائی اور جائے ذلت کی طرف جانے سے روکتی ہے اور یہ بات بھی مُسلّم ہے کہ جس شخص کو روحانیت میں جتنا بڑا مقام حاصل ہوگا وہ اسی قدر شرم وحیا کا پیکر ہوگا چنانچہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ آپ ﷺ حیادار باپردہ کنواری سے بھی زیادہ حیا والے تھے۔

مرزا صاحب بھی چونکہ نبوت ورسالت کے دعویدار ہیں اس لیے ان پر لازم تھا کہ پیغمبرانہ اخلاق، بہترین تہذیب اور کلام کی عمدگی وسنجیدگی میں بے مثال ہوتے لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے مرزا صاحب کے قلم سے ایسی تحریریں نقل ہوئی ہیں جن کو پڑھتے ہوئے خود احمدی احباب کا سر بھی شرم سے جھک جاتا ہے۔ میں احمدی احباب کو دعوت غور وفکر دیتے ہوئے چند عبارات نقل کر رہا ہوں۔ امید ہے سابقہ مضامین کی طرح آپ نہایت غور وفکر سے ان عبارات کو پڑھیں گے۔

مرزا صاحب نے خالق پرستوں اور مخلوق پرستوں کی عبادت میں خشوع وخضوع کی وجہ کیفیت کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''جیسا کہ نطفہ کبھی حرام کاری کے طور پر کسی رنڈی کے اندام نہانی میں پڑتا ہے تو اس میں بھی وہی لذت نطفہ ڈالنے والے کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اپنی بیوی کے ساتھ پس ایسا ہی بت پرستوں اور مخلوق پرستوں کا خشوع وخضوع اور حالت ذوق اور شوق رنڈی بازوں سے مشابہ ہے یعنی خشوع اور خضوع مشرکوں اور ان لوگوں کو جو محض اغراض دنیویہ کی بناء پر خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اس نطفہ سے مشابہت رکھتا ہے جو حرام کا عورتوں کے اندام نہانی میں جا کر باعث لذت ہوتا ہے بہر حال جیسا کہ نطفہ میں تعلق پکڑنے کی استعداد ہے حالت خشوع میں بھی تعلق پکڑنے کی استعداد ہے مگر صرف حالتِ خشوع اور رقت اور سوز اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ وہ تعلق ہو بھی گیا ہے جیسا کہ نطفہ کی

صورت میں جو اس روحانی صورت کے مقابل پر ہی مشاہدہ ظاہر کر رہا ہے اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے اور منی عورت کے اندام نہانی میں داخل ہو جائے اور اس کو اس فعل سے کمال لذت حاصل ہو تو یہ لذت اس بات پر دلالت نہیں کرے گی کہ حمل ضرور ہو گیا ہے پس ایسا ہی خشوع اور سوز و گداز کی حالت گو وہ کیسی ہے لذت اور سرور کے ساتھ ہو خدا سے تعلق پکڑنے کیلئے کوئی لازمی علامت نہیں ہے''۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم: روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 193)

مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اور پھر ایک اور مشابہت خشوع اور نطفہ میں ہے اور وہ یہ کہ جب ایک شخص کا نطفہ اسکی بیوی یا کسی اور عورت کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس نطفہ کا اندام نہانی کے اندر داخل ہونا اور انزال کی صورت پکڑ کر رواں ہو جانا بعینہٖ رونے کی صورت پر ہوتا ہے جیسا کہ خشوع کا نتیجہ بھی رونا ہی ہوتا ہے اور جیسے بے اختیار نطفہ اُچھل کر صورت انزال اختیار کرتا ہے یہی صورت کمال خشوع کے وقت میں رونے کی ہوتی ہے کہ رونا آنکھوں سے اُچھلتا ہے اور جیسی انزال کی لذت کبھی حلال طور پر ہوتی ہے جب کہ اپنی بیوی سے انسان صحبت کرتا ہے اور کبھی حرام طور پر جبکہ انسان کسی حرام کار عورت سے صحبت کرتا ہے یہی صورت خشوع اور سوز و گداز اور گریہ وزاری کی ہے یعنی کبھی خشوع اور سوز و گداز محض خدائے واحد لاشریک کے لیے ہوتا ہے۔ جس کے ساتھ کسی بدعت اور شرک کا رنگ نہیں ہوتا۔ پس وہ لذت سوز و گداز کی ایک لذت حلال ہوتی ہے مگر کبھی خشوع اور سوز و گداز اور اسکی لذت بدعات کی آمیزش سے یا مخلوق کی پرستش اور بتوں اور دیویوں کی پوجا میں بھی حاصل ہوتی ہے مگر وہ لذت حرام کاری کے جماع سے مشابہ ہوتی ہے''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم: روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 196)

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے خشوع وخضوع اور ذوق وشوق کی جو کیفیت پیدا ہوتی ہے مرزا صاحب اسے کس کام سے تشبیہ دے رہے ہیں کیا کوئی احمدی ساتھی کسی کو سمجھانے کی غرض سے بھی کہہ سکتا ہے کہ میری عبادت کے خشوع وخضوع کی حالت ویسی ہی ہے جیسی بیوی سے جماع

کے وقت کی لذت؟ احمدی احباب سے میری درخواست ہے کہ تاویلات کو چھوڑ کر مرزا صاحب کی کتاب ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے 192 سے 197 تک کے صفحات کا مطالعہ کریں اور خود سے سوال کریں کہ انبیاء علیہم السلام کے کمالات کا مجموعہ ہونے کے دعویدار کے لیے اس طرز تحریر کو اختیار کرنا ممکن ہے؟

مرزا صاحب نے مرد و عورت کے جنسی تعلق کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''مرد اور کئی وجوہات اور موجبات سے ایک سے زیادہ بیوی کرنے کیلئے مجبور ہوتا ہے مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تغیر عمر یا کسی بیماری کی وجہ سے بدشکل ہو جائے تو مرد کی قوت فاعلی جس پر سارا مدار عورت کی کاروائی کا ہے بے کار اور معطل ہو جاتی ہے لیکن اگر مرد بدشکل ہو تو عورت کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ کاروائی کی کل مرد کو دی گئی ہے اور عورت کی تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے ہاں اگر مرد اپنی قوت مردی میں قصور یا عجز رکھتا ہے تو قرآنی حکم کے رو سے عورت اس سے طلاق لے سکتی ہے اور اگر پوری پوری تسلی کرنے پر قادر ہو تو عورت یہ عذر نہیں کر سکتی کہ دوسری بیوی کیوں کی ہے۔ کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی عورت ذمہ دار اور کار برار نہیں ہو سکتی اور اس سے مرد کا استحقاق دوسری بیوی کرنے کیلئے قائم رہتا ہے''۔ (آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 282)

ہندو قوم اپنے خدا کو پرمیشر کہتی ہے مرزا صاحب نے اسی پرمیشر کے بارے میں لکھا ہے:

''پرمیشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے''۔ (سمجھنے والے سمجھ لیں)

(چشمہ معرفت: روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 114)

مرزا صاحب اپنے ماننے والوں کو کیا بتانا اور سمجھانا چاہ رہے ہیں؟ میں انتہائی معذرت سے کہتا ہوں کہ مجھے تو علم نہیں کہ مرزا صاحب نے پیمائش کر کے ناف سے دس انگلی نیچے فرمایا ہے یا اندازے سے دس انگلی لکھ دیا ہے خیر کوئی بھی صورت ہو لیکن کیا کسی کے غلط عقیدے کا اس انداز سے رد اسلامی و اخلاقی لحاظ سے درست ہے؟

مرزا صاحب نے ہندوؤں کی رسم نیوگ کے خلاف بھی اشعار کہے ہیں ان میں سے چند اشعار پیش

خدمت ہیں:

چپکے چپکے حرام کروانا آریوں کا اصول بھاری ہے
زن بیگانہ پر یہ شیدا ہے جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ سخت خبث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے ساری شہوت کی بیقراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی ہے زنا لیکن پاک دامن ابھی بچاری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو ایسی جورو کی پاسداری ہے
اسکے یاروں کو دیکھنے کے لئے سر بازار ان کی باری ہے

(آریہ دھرم: روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 76,75)

دوستو! ان اشعار کے بارے میں مربیان سلسلہ سے پوچھیں کہ کیا مذہبی اختلاف کی وجہ سے مخالف مذہب کی عورتوں کے بارے ایسے نظریات بیان کیے جاسکتے ہیں؟ کیا قرآن میں مخالفین اسلام سے اسی انداز میں گفتگو کا حکم دیا گیا ہے؟ کیا کبھی آنحضرت ﷺ نے مخالفین اسلام کے رد میں اس انداز کو اپنایا؟ آخر مرزا صاحب کیوں اشتعال انگیز گفتگو کے عادی ہیں؟ کیا قرآن نے مخالفین اسلام کے خداؤں کو گالی دینے سے منع نہیں فرمایا؟ جبکہ مرزا صاحب کا اپنا اقرار ہے ہندوؤں میں موجود رسم نیوگ کے اصل مجرم ہندو مرد ہیں نہ کہ ان کی عورتیں تو جب عورتیں قصوروار ہی نہیں تو پھر ان کو گالیاں کیوں نکالی جارہی ہیں؟ مرزا صاحب نے رسم نیوگ کے بارے میں اپنی کتاب آریہ دھرم کے صفحہ 31 تا 33 پر کہانی بھی لکھی ہے۔ میں اس کے چند اقتباسات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ مکمل کہانی سے استفادے کے لیے مرزا صاحب کی کتاب کا مطالعہ مفید ہوگا۔

''ایک معزز آریہ کے گھر میں اولاد نہیں ہوتی دوسری شادی کر نہیں سکتا کہ وید کی رو سے

حرام ہے آخر نیوگ کی ٹھہرتی ہے یار دوست مشورہ دیتے ہیں کہ لالہ صاحب نیوگ کرائیے اولاد بہت ہو جائے گی ایک بول اٹھتا ہے کہ مہر سنگھ جو اسی محلّہ میں رہتا ہے اس کام کے بہت لائق ہے لالہ بہاری لال نے اُس سے نیوگ کرایا تھا لڑکا پیدا ہو گیا۔ یہ لالہ لڑکا پیدا ہونے کا نام سن کر باغ باغ ہو گیا بولا مہاراج آپ ہی نے سب کام کرنے ہیں میں تو مہر سنگھ کا واقف بھی نہیں۔ مہاراج شریرالنفس بولے کے ہاں ہم سمجھا دیں گے رات کو آ جائے گا مہر سنگھ کو خبر دی گئی وہ محلّہ میں ایک مشہور قمار باز اول نمبر کا بدمعاش اور حرام کار تھا سنتے ہی بہت خوش ہو گیا اور انہیں کاموں کو وہ چاہتا تھا پھر اس سے زیادہ اُس کو کیا چاہیے تھا۔ ایک نوجوان عورت اور پھر خوبصورت شام ہوتے ہی آ موجود ہوا۔ لالہ صاحب نے پہلے ہی دلالہ عورتوں کی طرح ایک کوٹھری میں نرم بستر بچھوا رکھا تھا اور کچھ دودھ اور حلوہ بھی دو برتنوں میں سرہانے کی طاق میں رکھوا دیا تھا تا اگر بیراج داتا کو ضعف ہو تو کھا پی لیوے پھر کیا تھا آتے ہی بیراج داتا نے لالہ دیوث کے نام و ناموس کا شیشہ توڑ دیا اور بدبخت عورت تمام رات اُس سے منہ کالا کراتی رہی اور اس پلید جو شہوت کا مارا تھا نہایت قابل شرم اس عورت سے حرکتیں کیں اور لالہ باہر کے دالان میں سوئے اور تمام رات اپنے کانوں سے بے حیائی کے باتیں سنتے رہے بلکہ تختوں کی دراڑوں سے مشاہدہ بھی کرتے رہے۔ صبح وہ خبیث اچھی طرح لالہ کی ناک کاٹ کر کوٹھری سے باہر نکلا لالہ تو منتظر ہی تھے دیکھ کر اُس کی طرف دوڑے اور بڑے ادب سے اس پلید بدمعاش کو کہا سردار صاحب رات کیا کیفیت گذری اُس نے مسکرا کر مبارکباد دی اور اشاروں میں جتا دیا کہ حمل ٹھہر گیا لالہ دیوث سُن کر بہت خوش ہوئے''۔

''پھر اس کے بعد مہر سنگھ تو رخصت ہوا اور لالہ گھر کی طرف خوش خوش آیا اور اسے یقین تھا کہ اُس کی ہستری رام دئی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہوگی کیونکہ مراد پوری ہوئی۔ لیکن اس نے اپنے گمان کے برخلاف اپنی عورت کو روتے پایا اور اس کو دیکھ کر تو وہ بہت روئی یہاں تک کہ چیخیں نکل گئیں۔ اور ہچکی آنی شروع ہوئی لالہ نے حیران سا ہو کر اپنی عورت کو کہا کہ '' ہے بھاگوان آج تو خوشی کا دن ہے کہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں اور بیج ٹھہر گیا پھر تو روتی کیوں ہے؟ بولی میں کیوں نہ روؤں

تو نے سارے کنبے میں میری مٹی پلید کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری بھی اس سے بہتر تھا کہ میں پہلے ہی مر جاتی۔ لالہ دیوث بولا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر اب بچہ کی بھی کس قدر خوشی ہوگی وہ خوشیاں بھی تو تو ہی کرے گی مگر رام دئی شاید کوئی نیک اصل کی تھی اُس نے تُرت جواب دیا کہ حرام کے بچہ پر کوئی حرام کا ہی ہو تو خوشی مناوے لالہ تیز ہو کر بولا کہ ہے ہے کیا کہہ دیا یہ تو وید آ گیا ہے عورت کو یہ بات سن کر آگ لگ گئی بولی میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیسا وید ہے جو بدکاری سکھلاتا ہے اور زنا کاری کی تعلیم دیتا ہے یوں تو دنیا کے مذاہب ہزاروں باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں مگر یہ کبھی نہیں سنا کہ کسی مذہب نے وید کے سوا یہ تعلیم بھی دی ہو کہ اپنی پاک دامن عورتوں کو دوسروں سے ہم بستر کراؤ۔ آخر مذہب پاکیزگی سکھلانے کے لیے ہوتا ہے نہ بدکاری اور حرام کاری میں ترقی دینے کیلئے جب رام دئی یہ سب باتیں کہہ چکی تو لالہ نے کہا چپ رہو اب جو ہوا سو ہوا ایسا نہ ہو کہ شریک سنیں اور میرا ناک کاٹیں''۔

''بیٹے کا نام سن کر عورت زہر خندہ ہنسی اور کہا کہ تجھے کس طرح اور کیونکر یقین ہوا کہ ضرور بیٹا ہوگا اول تو پیٹ ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر ہو بھی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ لڑکا ہی ہوگا کیا بیٹا ہونا کسی کے اختیار میں رکھا ہے کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا ہو جائے یا لڑکی پیدا ہو لالہ دیوث بولے کہ اگر حمل خطا ہو گیا تو میں کھڑک سنگھ کو جو اسی محلّہ میں رہتا ہے نیوگ کے لئے بلاؤں گا عورت نہایت غصہ سے بولی کہ اگر کھڑک سنگھ بھی کچھ نہ کر سکا تو پھر کیا کرے گا لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ نرائن سنگھ بھی ان دونوں سے کم نہیں اس کو بلاؤں گا پھر اگر ضرورت پڑی تو جیمل سنگھ، لہنا سنگھ، بوڑ سنگھ، جیون سنگھ، صوبا سنگھ، خزان سنگھ، ارجن سنگھ، رام سنگھ، کشن سنگھ، دیال سنگھ سب اس محلّہ میں رہتے ہیں اور زور اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں عورت بولی کے میں اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بازار میں ہی بٹھا دے تب دس بیس کیا ہزاروں لاکھوں آ سکتے ہیں منہ کالا جو ہونا تھا۔ وہ تو ہو چکا''۔

(آریہ دھرم: روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31,32,33)

یہ خصوصیت صرف مرزا صاحب کو ہی حاصل نہ تھی بلکہ مرزا صاحب کے متبعین بھی اسی راستے کے مسافر بنے ہیں۔ مرزا صاحب کے بیٹے مرزا البشیر الدین محمود نے لکھا ہے:

''حضرت مسیح موعود کے قریباً ہم عمر مولوی محمد حسین بٹالوی بھی تھے ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا اگر ان کو حضرت اقدس مسیح موعود کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا محمد رسول اللہ ﷺ کے ظل اور بروز کے مقابلے میں وہی کام کریگا جو آنحضرت ﷺ کے مقابلے میں ابو جہل نے کیا تھا تو وہ اپنا آلہ تناسل کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا''

(روز نامہ الفضل قادیان 2 نومبر 1922 جلد 10 شمار 350)

مرزا صاحب کے ایک مرید نے مرزا صاحب کی تحریر ان الفاظ میں نقل کی ہے:

''جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ جہاں سے نکلے ہیں وہیں داخل ہو جاتے ہیں''۔ (حیات احمد جلد اول حصہ 3 صفحہ 350,347 طبع جدید)

مرزا صاحب کی اور ان کے متبعین کی تحریروں سے چند حوالے پیش کیے ہیں احمدی احباب ان حوالوں پر نظر ثانی کریں اور بتائیں کیا ایسی تحریریں کسی مہذب انسان کی طرف سے پیش کی جا سکتی ہیں؟ کیا احمدی احباب یہ تحریرات گھر کی خواتین کے سامنے پڑھ سکتے ہیں؟ خود نہ سہی گھر کی خواتین کو یہ تحریرات پڑھنے کیلئے دینے کی جرأت کر سکتے ہیں؟ کیا مرزا صاحب کے تہذیب یافتہ اور با اخلاق ہونے کے دعوے کو سچا ثابت کر سکتے ہیں؟

دوستو! خدارا ہوش کے ناخن لو، کیوں تہذیب کے نام پر بدتہذیبی کو سینے سے لگائے ہوئے ہو؟ کوئی ایک بات ہوتی تو تم تاویل کر لیتے لیکن تم کس کس بات کی تاویل کرو گے؟ یقیناً ایسی بات کی تاویلات سے تمہارا ضمیر کبھی مطمئن نہیں ہو سکتا آؤ اپنے ضمیر کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے اپنے عقل مند ہونے کا اعلان کر دو اور اپنی خداداد صلاحیت اور عقل سے فیصلہ لو۔

مجھے اس بات پر پورا شرح صدر ہے کہ جماعت احمدیہ میں نہ تو تعلیم یافتہ افراد کی کمی ہے

اور نہ ہی مخلصین جماعت کی تعداد کم ہے اور نہ ہی جماعتی مشن کے ساتھ والہانہ اور مخلصانہ تعلق رکھنے والوں کی کمی ہے ہاں اگر کمی ہے تو ایسے افراد کی جو جماعتی دباؤ سے باہر آ کر حق کی تحقیق کیلئے اپنے آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کو چھوڑنے والے ہوں اور اپنے مربیوں کے سیاہ و سفید کو سچ اور حق کی کسوٹی پر پرکھنے کی جرأت رکھتے ہوں۔

اگر احمدی احباب مرزا صاحب کی شخصیت و کردار سے متعلق کسی بھی پہلو کا غیر جانبدار ہو کر بنظر غائر مطالعہ کریں تو بڑا امکان ہے کہ درست رائے قائم کرنے میں آسانی ہوگی۔

جماعت میں رائج چندوں کا نظام:

احمدی احباب سے میری گزارش ہے کہ مرزا صاحب کے دعوؤں، الہامات، طرز دعوت و مزاج کو عام انسانوں پر قیاس نہ کریں بلکہ مرزا صاحب کو معیار نبوت پر پرکھیں اور دیکھیں کہ کیا مرزا صاحب نبوت کے معیار پر پورے اترتے ہیں اس ضمن میں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام زہد و توکل میں اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوتے ہیں اور تبلیغ دین اور اشاعت مذہب کے ذریعے مال جمع نہیں کرتے اور نہ تبلیغ دین پر کسی قسم کی اجرت کا مطالبہ کرتے ہیں قرآن مجید میں جابجا اس بات کا اعلان ہے سورہ الشعراء میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ (الشعرا80)

اور میں تم سے اس تبلیغ پر کسی قسم کے بدلے کا سوال نہیں کرتا میرا اجر تو اللہ رب العالمین کے ذمے ہے۔

لیکن مرزا صاحب نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیم کے خلاف اپنے مشن کی ابتدا ہی سے چندوں کا مطالبہ شروع کر دیا تھا کبھی حقانیت اسلام پر کتابیں لکھنے کا اعلان کر کے، کبھی برصغیر میں عیسائیت کی کوششوں کا ذکر کر کے، اور کبھی امداد باہمی اور اسلامی ہمدردی کے نام پر غرض یہ کہ مختلف طریقوں سے مرزا صاحب نے اتنا مال جمع کر لیا کہ سیالکوٹ کچہری کی نوکری سے اس کا عشر عشیر بھی نہ کر سکتے۔ مرزا صاحب نے خود لکھا ہے:

''مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ 10 روپے ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اس نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے اور شاید اس سے زیادہ ہو''۔ (حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 221)

دوسری جگہ لکھا ہے:

''جو کچھ مری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا میں اک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا''۔

(نصرۃ الحق: روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 19)

یہ بات مسلّم ہے کہ دنیا کی کوئی مذہبی، سماجی، تنظیم ہو اسے چلانے کیلئے مال کی ضرورت ہوتی ہے یہ تنظیم کا حق ہے کہ وہ اپنے ممبران، ہمدردوں اور تنظیمی مقاصد سے اتفاق کرنے والوں سے مدد طلب کرے اور حاصل ہونے والی رقم کو مقاصد کی ترویج و تکمیل کیلئے خرچ کرے لیکن مال کے حصول و خرچ کیلئے کچھ اصول مقررہ ہیں جو درج ذیل ہیں۔

1۔ وہ پیسے اس قدر زیادہ نہ ہوں جو کسی پر بوجھ بن جائے۔

2۔ اس پیسے کا حصول و خرچ آئین اور قانون کے خلاف نہ ہو۔

3۔ چندے سے حاصل شدہ رقم کو باقاعدہ شائع کرے کہ کہاں اور کس مد میں خرچ ہوئی ہے۔

4۔ یہ پیسے کسی کی ذاتی ملکیت نہ بنے اور نہ ہی کسی کی ذاتی جائیداد بنائی جائے۔

5۔ اس پیسے کے حصول کے لیے ذلت اختیار نہ کی جائے۔

جبکہ جماعت احمدیہ چندوں کے حصول میں تمام تر اصولوں کو نظر انداز کیے ہوئے ہے اب ہم ترتیب وار جماعت احمدیہ کے چندوں کے نظام کی تفصیلات پیش کر کے اپنے دعوے کو ثابت کریں گے۔

اکثر احمدی احباب کو یہ جان کر سخت حیرت ہوگی کہ جماعت احمدیہ میں 50 سے زیادہ اقسام کے چندے مقرر ہیں ان میں سے بعض چندے تو ایسے ہیں جو ہر احمدی خواہ امیر ہو یا غریب سب سے وصول کیے جاتے ہیں اور بعض چندے اوقات کیساتھ مخصوص ہیں میں اختصار کے ساتھ

بعض چندوں کے نام لکھتا ہوں۔تفصیلات جماعت کے مرکزی احباب سے لی جاسکتی ہیں۔

1۔ چندہ عام ہر شخص کی آمدن کا سولہواں حصہ (لازمی) 2۔ چندہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے خواہشمندوں کی آمدن کا اور کل جائیداد کا دسواں حصہ۔ 3۔ چندہ جلسہ سالانہ 4۔ چندہ تحریک جدید 5۔ چندہ وقف جدید 6۔ چندہ انصاراللہ آمدن کا سولہواں حصہ 7۔ چندہ اشاعت انصار اللہ (لازمی) 8۔ چندہ سالانہ اجتماع انصار اللہ (لازمی) 9۔ چندہ خدام الاحمدیہ (لازمی) 10۔ چندہ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ (لازمی) 11۔ چندہ اشاعت خدام الاحمدیہ (لازمی) 12۔ چندہ اطفال الاحمدیہ (لازمی) 13۔ چندہ سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ (لازمی) 14۔ چندہ اشاعت اطفال الاحمدیہ (لازمی) 15۔ چندہ لجنہ اماء اللہ (لازمی) 16۔ چندہ سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ 17۔ چندہ اشاعت لجنہ اماء اللہ (لازمی) 18۔ چندہ ناصرات الاحمدیہ (لازمی) 19۔ چندہ سالانہ اجتماع ناصرات الاحمدیہ (لازمی) 20۔ چندہ اشاعت ناصرات الاحمدیہ (لازمی) 21۔ چندہ مساجد بیرون ملک (وعدہ لازمی اور بعد میں ادائیگی لازمی ہے) 22۔ چندہ مساجد اندرون ملک (وعدہ لازمی ہے اور بعد میں ادائیگی لازمی ہے) 23۔ ایم ٹی اے (نیم لازمی) 24۔ صدقہ (سیکرٹری مال یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصولی کرے) 25۔ زکوٰۃ (سیکرٹری مال یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصولی کرے) 26۔ بیوت الحمد (پہلے وعدہ تو لازمی لکھوائیں اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی ہے) 27۔ درویش قادیان فنڈ (سیکرٹری مال یاددہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصولی کرے) 28۔ افریقہ فنڈ (پہلے وعدہ تو لازمی لکھوائیں اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی ہے) 29۔ یتامیٰ فنڈ (سیکرٹری مال یاددہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصولی کرتا رہے) 30۔ غرباء فنڈ (سیکرٹری مال یاددہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصولی کرے) 31۔ نصرت جہاں فنڈ (پہلے وعدہ تو لازمی لکھوائیں اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی ہے) 32۔ فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ (پہلے وعدہ لازمی اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی) 33۔ مریم جہیز فنڈ (سیکرٹری مال یاددہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصولی کرے) 34۔ طلباء فنڈ (سیکرٹری

مال یاددہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصولی کرے) 35۔ بیوگان فنڈ (سیکرٹری مال یاددہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصولی کرے) 36۔ سومساجد جرمنی فنڈ (پہلے وعدہ لازمی اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی) 37۔ سومساجد افریقہ فنڈ (پہلے وعدہ تو لازمی لکھوائیں اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی ہے) 38۔ عید فنڈ (یہ فطرانہ کے علاوہ ہے، جو عید کی نماز سے پہلے یا بعد وصول کیا جاتا ہے) 39۔ فطرانہ 40۔ عطیہ جات برائے ہیومینٹی فرسٹ (اسکے لیے وقتاً فوقتاً اپلیں ہوتی رہتیں ہیں)۔

احمدی احباب بتائیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے دین میں زکوٰۃ وعشر اور فطرانہ کے علاوہ کوئی مالی قربانی واجب ہے؟ قرآن مقدس نے تو خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے

جماعت احمدیہ کی چندہ لینے کی ترتیب بھی وہی ہے جو مرزا صاحب کے دعوؤں کی تھی یعنی جب کوئی احمدی چندہ دینے کے ادنیٰ معیار کو پہنچ جاتا ہے تو اسے مسلسل ترغیب دی جاتی ہے کہ چندوں کو قربانی کے اعلیٰ معیار پر لیکر جاؤ، پھر ذہن سازی کی جاتی ہے نظام وصیت میں شامل ہو کر اپنی کل جائیداد کا 10 فیصد جماعت کے نام کرو اس نظام میں موصی شخص دو گواہوں کے سامنے اقرار کرتا ہے کہ تاحیات وہ اپنی ہر قسم کی کل آمدن کا دسواں حصہ باقاعدگی سے ادا کریگا جبکہ دوسرے اقسام کے چندے بھی معیاری دے گا نیز اپنی موجودہ اور آئندہ بنائی جانے والی جائیداد کا دسواں حصہ جماعت کے نام منتقل کرے گا یا جماعت کی طرف سے مقرر کردہ قیمت جمع کروائے گا اس اعلان کو اخباروں میں شائع کیا جاتا ہے اور قانونی حیثیت دی جاتی ہے اس کے بعد وہ موصی کہلاتا ہے اور اسکے ہاتھ میں ایک سرٹیفکیٹ پکڑا دیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم بہشتی مقبرے کے امیدواروں کی لائن میں کھڑے ہونے کے حقدار ہو گئے ہو اب اگر مزید سات شرطیں بھی پوری ہوئیں تو تمہیں بہشتی مقبرے میں دفن کیا جائے گا لیکن میرے علم وتحقیق کے مطابق آج تک ایسا نہیں ہوا کہ کسی احمدی مردے کے چندوں کے بقایا جات مکمل ہوں اور دوسری سات شرائط موجود نہ ہوں تو اسے بہشتی مقبرے میں دفن کیلئے جگہ نہ ملی ہو ہاں البتہ ایسا بہت دفعہ ہوا کہ اگر سب شرائط پوری ہوں لیکن چندہ

جات بقایا ہوں تو اسے دفن نہیں کیا جائے گا بلکہ جب تک بقایا جات وصول نہ ہو جائیں اسے بہشتی مقبرے میں دفن کے لیے جگہ نہیں ملتی اس طرح درجہ بدرجہ احمدی احباب کو نچوڑا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ کے سابق مربی محترم نذیر احمد صاحب نے مجھے بتایا کہ ہمارا چندوں کی وصولی کیلئے طریقہ کار یہ ہوتا تھا کہ پہلے ایک احمدی کو خوب جوش وغیرت دلا کر چندے میں بڑی رقم دینے پر آمادہ کیا جاتا تھا پھر انکی قربانی اور اخلاص کو دوسرے احمدیوں کے سامنے بیان کر کے ان سے مقررہ چندے سے زیادہ وصول کیا جاتا تھا نظام وصیت بھی زیادہ چندہ وصول کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ لیکن تعجب تو اس بات پر ہے کہ مرزا صاحب نے ان تمام تر مالی قربانیوں سے خود کو اور اپنے خاندان کو بری کیا ہوا ہے چنانچہ مرزا صاحب نے جب بہشتی مقبرے کا اعلان کیا تو اس میں دفن ہونے والوں کیلئے دس شرائط کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لیے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی...... (اس کے علاوہ)...... متفرق مصارف کے لیے دو ہزار روپیہ (مزید) درکار ہوگا، سو کل یہ تین ہزار روپیہ ہوا جو اس تمام کام کی تکمیل کیلئے خرچ ہوگا۔ سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے۔ اور یہ چندہ محض انہی لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے بالفعل یہ چندہ اخویم مکرم مولوی نورالدین صاحب کے پاس آنا چاہیے لیکن اگر خدا نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا.... دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدائت سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا. اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا. تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو وہ سچا اور

صاف مسلمان (احمدی) ہو" (خلاصہ تحریر، رسالہ الوصیت: روحانی خزائن، جلد 20 صفحات 318 تا 320)

مرزا صاحب نے بہشتی مقبرے میں دفن ہونے کے خواہش مند ہو کر وصیت کرنے والے کے لیے کچھ ایسے اصول بھی بیان کیے ہیں اگر موصی شخص کسی وجہ سے بہشتی مقبرے میں دفن نہ بھی ہو تب بھی اس کی جائیداد کا دسواں حصہ نا قابل واپسی ہو جائے ملاحظہ کیجئے:

''اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیۃ کی رو سے وصیت کرتا ہے مجذوم ہو (یعنی اسے کوڑھ کا مرض ہو۔ ناقل) جس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ اس قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے کہ اس قبرستان میں لایا جائے لیکن اگر اپنی وصیت پر قائم ہوگا (یعنی اپنی جائیداد کے دسویں حصے کے واپسی کا مطالبہ نہیں کرتا۔ ناقل) تو اس کو وہی درجہ ملے گا جیسا کہ دفن ہونے والے کو''۔ (رسالہ الوصیت: روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 326)

''اگر کوئی صاحب دسویں حصہ جائیداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میّت کو لانا متعذر رہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر لکھ کر نصب کیا جائے۔ اگر کوئی خدانخواستہ طاعون کی مرض سے فوت ہوں جنہوں نے رسالہ الوصیۃ کے تمام شرائط پورے کر دیئے ہوں انکی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان پر امانت کے طور پر دفن کیے جائیں اور دو برس کے بعد ایسے موسم میں لائے جائیں کہ اس فوت ہونے کے مقام اور قادیان میں طاعون نہ ہو۔ (رسالہ الوصیت: روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 325,324)

دوستو! خدارا سوچو کیا ان سب حدود و قیود اور شرائط کا مقصد ماسوائے چندے کے حصول کے کچھ اور نکلتا ہے؟ کیا کسی خدائی مذہب، تنظیم یا جماعت میں اس حرص کے ساتھ چندہ کیا جاتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والی جماعت و افراد کی یہی حالت ہوتی ہے؟

جب مرزا صاحب بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی یہ شرائط لکھ چکا تو انہیں خیال آیا کہ کہیں

میرے بعد میری اولاد اور خاندان سے بھی چندہ نہ طلب کیا جائے تو اس نے اس رسالہ الوصیت کا ایک ضمیمہ لکھا جس میں مزید 20 امور کا اضافہ کیا جن میں سے بعض بڑے مضحکہ خیز ہیں انہی میں سب سے آخر میں لکھا:

''میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو اُن کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔

(رسالہ الوصیت: روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 327)

یعنی مرزا صاحب کے اہل وعیال اور اس کی نسل میں سے چاہے کوئی متقی نہ ہو، محرمات سے پرہیز کرنے والا نہ ہو وہ بھی اس قبرستان میں دفن ہونے کا مجاز ہوگا، نیز اس کے اہل وعیال میں سے کسی سے بھی چندہ نہیں لیا جائے گا اور نہ اسے اپنے ترکہ کا دس فیصد دینا ضروری ہے نیز اگر کوئی بھی اس کاروبار کے خلاف آواز بلند کرے گا تو اسے پہلے ہی منافق کہہ دیا گیا۔ یعنی کسی کو اعتراض کرنے کی جرأت ہی نہ ہو سکے اور جو کوئی ہمت کرتے ہوئے پوچھ بھی لیں کہ حضرات انبیاء اور ان کی اولادیں تو باقی امت سے زیادہ جسمانی و مالی قربانی کرنے والی ہوتی ہیں تو جماعت کے مربی اسے منافق کہہ دیں۔

میرا احمدی احباب سے سوال ہے کہ جماعتی مشن کے پرچار کے لیے مرزا صاحب اور ان کے خاندان کو اپنا مال صدقہ کرنا ممنوع کیوں ہے کیا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنا مال راہ خدا میں نہیں لٹاتے؟

ان تمام تر مضحکہ خیزیوں کے علاوہ ایک مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ تقسیم ہند کے بعد پاکستان کے ضلع چنیوٹ میں واقع اپنے مرکز ربوہ میں واقع ایک قبرستان کو بہشتی مقبرہ کا نام دے دیا گیا اور وہاں بھی دفن ہونے کے لئے دس فیصد چندہ کی وصیت لازمی قرار دی گئی جبکہ یہ مرزا صاحب کا قائم کردہ بہشتی مقبرہ نہیں ہے۔ میرا احمدی احباب سے سوال ہے کہ چلو تمہارے عقیدے کے مطابق مرزا صاحب نبی، مسیح اور مہدی تھے اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہوئے کوئی نیا نظریہ یا

عقیدہ دیا تو آپ کا تسلیم کرنا سمجھ میں آتا ہے لیکن مرزا صاحب کی وفات کے تقریباً پچاس سال بعد ربوہ میں کس نبی کے کہنے پر بہشتی مقبرے کی برانچ کھولی گئی ہے؟ اور مزید طرفہ یہ کہ اب لندن میں بھی برانچ اوپن ہو چکی ہے فیا للعجب۔

احمدی احباب کے علم میں ہے کہ ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں جب بھی کوئی احمدی دفن کرنے کے لیے لایا جاتا ہے تو بجائے اس کی تدفین کرنے کے پوچھا جاتا ہے کہ چندے ادا کر دیئے ہیں یا نہیں؟ اپنے ترکہ کے دسویں حصہ کی وصیت کی ہوئی ہے یا نہیں؟ اس کے ورثا نے دسواں حصہ جماعت کے کھاتے میں منتقل کرنے کی دستاویز پر دستخط کر دیئے ہیں یا نہیں؟ اگر اس کا سارا حساب صاف اور کلیئر ہے تو ٹھیک ورنہ اسے بہشتی مقبرہ میں دفن نہیں کیا جا سکتا بلکہ اگر لاش کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو بہشتی مقبرے سے باہر قائم عارضی مقبرہ میں امانتاً دفن کیا جاتا ہے، اور پھر حساب کتاب صاف ہونے کے بعد اسے بہشتی مقبرہ میں منتقل کیا جاتا ہے اور اگر حساب صاف نہ ہو تو پھر بہشتی مقبرہ کے بازو میں قائم عام مقبرہ میں دفن کیا جاتا ہے یا جہاں اس کے عزیز و اقارب دفن کرنا چاہیں۔

دوستو! انصاف و غیرت کو سامنے رکھتے ہوئے بتاؤ کیا مرنے والے کے ساتھ یہ مذاق نہیں ہے؟ کیا یہ مردے کی بے حرمتی نہیں ہے؟ کیا قبروں کی تجارت والا مذہب آسمانی مذہب کہلانے کے قابل ہے؟

جب جماعت کے کسی مربی سے اس موضوع پر گفتگو ہو تو وہ کہتا ہے کہ ہر احمدی اپنی خوشی سے چندہ دیتا ہے اس پر جماعت کی طرف سے کوئی دباؤ نہیں ہوتا حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ جماعتی سطح پر یہ بات طے شدہ ہے ہر احمدی کو چندہ دینا ہے اور ہر صورت میں لازمی دینا ہے اور چندہ نہ دینے والے کو کسی صورت میں چھوڑا نہیں جاتا جماعت اس کے خلاف کوئی نہ کوئی ایکشن ضرور لیتی ہے اول تو چندہ دینے سے انکار کا کوئی احمدی سوچ بھی نہیں سکتا اور اگر کوئی جرأت کرتے ہوئے کہہ بھی دے کہ میں تو اسلامی عقیدے کے مطابق صرف زکوۃ دوں گا مزید کا ثبوت قرآن و سنت میں کہی بھی نہیں ہے تو اسکو کم از کم جماعت میں تماشہ بنا دیا جاتا ہے بلکہ بعض اوقات تو جماعت سے اخراج

جیسی سزا سے نوازا جاتا ہے بدقسمتی سے عام احمدی کے پاس چندوں سے بچنے کا کوئی باعزت راستہ نہیں ہوتا بعض اوقات چندہ نہ دینے کے جرم عظیم میں والدین، بیوی، بچوں، دوست، عزیز رشتہ دار وغیرہ سے ہاتھ دھونا پڑ جاتا ہے۔ایسے احمدی سے کوئی شادی نہیں کرسکتا ظلم کی انتہا تو یہ ہے کہ ایسا شخص مرجائے تو اس کا جنازہ نہ کوئی پڑھنے والا ہوتا ہے نہ پڑھانے والا اب ایک عام احمدی کے سامنے اسکی ایک یا دو ماہ کی خون پسینے کی کمائی ہوتی ہے جواس نے سال میں ایک بار جماعت کے مرکزی احباب تک پہنچانی ہوتی ہیں اور دوسری طرف اسکی زندگی تباہ ہورہی ہوتی ہے اس لیے اس احمدی کے لیے چندہ دینا اپنے مخصوص معاشرے سے کٹنے کی نسبت آسان ہوتا ہےاور وہ اس چندے کوادا کرنے میں ہی عافیت سمجھتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے چندہ اکٹھا کرنے کی ترتیب بھی بڑی عجیب ہے دوتین جماعتی عہدیدار جن میں عموماً ایک صدر یا مربی ہوتا ہے گھر گھر جا کر طے شدہ لازم چندے تو اکٹھے کرتے ہی ہیں لیکن اکثر کسی نئے پروجیکٹ کے بارے میں بھی بتاتے ہیں اور بتایا جاتا ہے کہ پروجیکٹ پر اتنا خرچ ہے فی کس ہر احمدی کے ذمہ اتنی رقم بنتی ہے حیرت کی بات یہ ہے کہ اس فی کس میں ایک دن کا بچہ بھی شامل ہوتا ہے اگر کوئی مطلوبہ مخصوص رقم دینے سے قاصر ہوتو قسطیں قائم کر کے رقم وصول کر لی جاتی ہےاور خوف اور ذہنی غلامی کی انتہا یہ ہے کہ کسی احمدی میں جرأت نہیں ہوتی کہ وہ پوچھ سکے کہ پہلے جو اربوں روپے کے چندے ہو چکے ہیں ان سے ہونے والی تعمیرات کہاں تک پہنچی ہیں؟ کیا کوئی احمدی یہ پوچھنے کے قابل ہے کہ چندوں کی انوسٹمنٹ کہاں ہوتی ہے؟ کیا کسی احمدی کو چندوں کا کوئی بنک آڈٹ ملتا ہے؟

مرزا صاحب کا اولین کارنامہ ”براہین احمدیہ“:

مرزا صاحب نے اپنی مذہبی زندگی کا آغاز ”براہین احمدیہ“ نامی کتاب لکھنے کے اعلان سے کیا تھا اس کتاب کے متعلق مرزا صاحب نے دعویٰ کیا تھا کہ اس میں صداقت اسلام پر تین سو مضبوط دلائل ہونگے جن میں سے کسی ایک دلیل کا جواب بھی ہر ایک بس سے باہر ہوگا اور یہ کتاب

پچاس حصوں پر مشتمل ہوگی مرزا صاحب نے اس کتاب کے لیے علماء سے علمی اور عوام الناس سے مالی معاونت مانگی مرزا صاحب نے ابتداءً اس کتاب کی قیمت 5 روپے رکھی تھی لیکن جب علماء کے تعاون سے لوگوں نے کتاب کی خریداری کے سلسلے میں قیمت بطور ایڈوانس بھیجنا شروع کی تو مرزا صاحب نے کتاب کی قیمت بڑھا کر دس روپے کردی اور وعدہ کیا کہ یہ کتاب جنوری 1880ء میں طبع ہوکر فروری میں شائع ہوجائے گی لیکن 1882ء تک کتاب کے صرف دو حصے چھپ سکے تھے اور پھر مرزا صاحب نے مرفہ الحال مسلمانوں اور غیر مسلموں کیلئے کتاب کی قیمت بڑھا کر 25 روپے طے کردی بلکہ ایسے لوگوں سے 25 روپے سے 100 روپے تک وصول کیے جانے لگے اور اس کے بعد تو مرزا صاحب نے قیمت کا ذکر ہی ختم کردیا اور مختلف شوق بڑھانے والے جملوں کے ذریعے ترغیب دیتے رہے کہ ہر صاحب اپنی حیثیت کے مطابق اس کارخیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے اور مالوں کے عوض میں بہشت جاودانی خرید لیں جبکہ تعاون نہ کرنے والوں کو تنگ ظرف اور نادار وغیرہ کے طعنے دیئے۔ مرزا صاحب نے اس کتاب کے بارے میں کہا کہ اس میں صداقت قرآن شریف اور حقانیت اسلام پر 300 دلائل ہوں گے جن میں سے ایک دلیل کا رد بھی ناممکن ہوگا ان بڑے بڑے دعوؤں کے بعد ہوا کیا مرزا صاحب نے 1882ء میں دو حصے جبکہ 1884ء میں مزید دو حصے شائع کیے ان چار حصوں میں موضوع پر ایک دلیل بھی مکمل نہیں تھی ان چار حصوں کو آج بھی روحانی خزائن کی جلد اول کی صورت میں چھاپہ جارہا ہے بہرحال ان چار حصوں کے بعد مرزا صاحب نے دیگر موضوعات پر رسائل لکھنے شروع کردیئے تو لوگوں کی طرف سے بقیہ 46 حصوں کا تقاضہ ہونے لگا لیکن مرزا صاحب کی طرف سے کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔ جب ایک لمبا عرصہ گزر گیا اور لوگوں کا تقاضہ شدت پکڑ گیا کہ یا تو ہماری باقی رقم واپس کردیں یا وعدے کے موافق بقیہ 46 جلدیں دیں پھر 21 سال بعد 1905ء میں مرزا صاحب نے ''نصرۃ الحق'' نامی کتاب لکھنا شروع کی تو صفحہ نمبر 73 پر جاکر خیال آیا کہ اسی کتاب کو براہین احمدیہ حصہ پنجم کے نام سے شائع کردیا جائے۔ حالانکہ اس کتاب کا موضوع الگ تھا کتاب کے 73 صفحات ''نصرۃ الحق'' کے نام سے لکھے

لیکن آگے آنے والے صفحات کو براہین احمدیہ حصہ پنجم کا نام دے دیا چنانچہ آج بھی روحانی خزائن کی جلد نمبر 21 میں یہ کتاب موجود ہے جس کے 73 صفحے تک ''نصرۃ الحق'' لکھا ہے 74 صفحے سے آگے براہین احمدیہ حصہ پنجم لکھا ہے۔ پھر اس کتاب کے دیباچے میں صفحہ 9 پر لکھا کہ:

''پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا لیکن پچاس سے پانچ پر اکتفاء کرتا ہوں اور چونکہ پچاس اور پانچ میں ایک نقطہ کا فرق ہے اس لیے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم: روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 9)

واہ! کیا شاندار منطق ہے اس شاعرانہ خیال آفرینی کے متعلق التماس ہے کہ اس قسم کی طفل تسلیاں اور تاویلات خود احمدی احباب قبول کر سکتے ہیں؟ کیا دنیا کا کوئی صحیح العقل انسان اس سے مطمئن ہو سکتا ہے؟ پچاس اور پانچ میں نقطے کا فرق ہے یا 45 کا؟ اگر پچاس کا وعدہ پانچ سے پورا ہو سکتا ہے تو کیا ایسا ممکن ہے کہ کسی شخص کے ذمے پانچ ہزار روپے قرض ہو اور وہ قرض خواہ پانچ سو روپے دے کر اس قسم کی منطق سے مطمئن کر لے لیکن داد دیتا ہوں مربیوں کو جو اس عجیب منطق کی بھی حیلہ سازی اور تاویل کاری کرتے ہیں چنانچہ جب کبھی مربیوں سے یہ بات کی جاتی ہے کہ مرزا صاحب نے پچاس جلدوں کی رقم وصول کی لیکن چار جلدیں دی اور باقی پانچویں جلد لکھ کر کہہ دیا کہ پانچ سے پچاس والا میرا وعدہ پورا ہو گیا تو جواب میں مربی صاحبان مزید نرالی منطق چلاتے ہوئے کہتے ہیں:

اگر مرزا صاحب نے ایسا کر لیا تو کیا ہوا آنحضرت ﷺ بھی تو جب معراج پر گئے تو انہیں پچاس نمازیں دی گئی تھیں تو انہوں نے معاف کراتے کراتے پانچ کرالی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ اب بھی پانچ پڑھنے والوں کو پچاس کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔

احمدی احباب کا مرزا صاحب کے اس معاملے کو معراج پر قیاس کرنا درست نہیں کیونکہ دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ مرزا صاحب نے لوگوں سے پچاس جلدوں کے روپے لئے تھے اور بدلے میں کم یعنی پچاس کی جگہ پانچ جلدیں لکھیں اور چار جلدیں دیں جبکہ اللہ تعالیٰ پانچ نمازیں لیتے

ہیں اور زائد یعنی پچاس نمازوں کا ثواب دیتے ہیں۔

پچاس کی پانچ میں مسلمانوں کا فائدہ ہے یعنی پڑھو پانچ اور ثواب پچاس کا لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹ ہے کہ رقم تو پچاس کی ادا کی اور کتابیں پانچ ملیں، وہاں فائدہ ہے اور یہاں نقصان۔

مرزا صاحب کا انہماک:

میں انتہائی معذرت سے عرض کرتا ہوں کہ مرزا صاحب کی زرطلبی میں اس قدر انہماک اور توجہ تھی کہ اکثر الہامات بھی روپے پیسے کے ہوتے تھے اور خواب میں روپے پیسے آتے دکھائی دیتے تھے اور مرزا صاحب اپنے الہامات و کشوف اور خوابوں کو اپنے 10 لاکھ معجزات میں شمار کر لیتے تھے۔اور پیسے بھیجنے والوں کو ایک خوشامدی خط کے ذریعے مزید بھیجنے کی ترغیب دیتے تھے مرزا صاحب کے چند الہامات، کشوف اور خواب اور خطوط ملاحظہ کیجئے۔

''ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہوا ہے جس پر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ ایک ہندو کسی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے ''کرشن جی کہاں ہیں؟'' جس سے سوال کیا گیا وہ میری طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ یہ ہے پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے۔ اتنے میں ہجوم میں سے ایک ہندو بولتا ہے کہ کرشن جی روڈ ر گوپال''۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 444 طبع جدید)

''دو دفعہ ہم نے رؤیا (میں) دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے سامنے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور پھر ہمارے سامنے نذریں دیتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 201، طبع جدید)

''13 مئی 1905ء خواب میں دیکھا کہ جیسے ہم ایک عدالت میں ہیں اور ایک مقدمہ پیش ہے شبہ گزرتا ہے کہ مجسٹریٹ ایک شخص ڈپٹی قائم علی ہے اور اس کا سررشتہ دار ہمارے بھائی غلام قادر صاحب مرحوم ہیں اور ہم تینوں اک ہی جگہ بیٹھے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم مدعی ہیں اور مدعی علیہ کو بلوانا ہے مجسٹریٹ نے سررشتہ دار کے کان میں کچھ کہا جس کو ہم نے بھی سن لیا ہے وہ کہتا ہے یہ ۲۵ روپیہ طلبانہ داخل کر دیں اور فریق ثانی کو بلایا جاوے۔ ہم نے جیب سے پچیس روپیہ دے دیئے

اور فریق مخالف کو طلب کیا گیا''۔ (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 462 طبع چہارم)

''5 مارچ 1905ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں۔ (حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 346)

''ایک دفعہ صبح کے وقت وحی الٰہی سے میری زبان پر جاری ہوا عبداللہ خان ڈیرہ اسمٰعیل خان اور تفہیم ہوئی کہ اس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا''۔

(حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 275)

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا جو چیزیں تحائف کے طور پر ہوں ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کی نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔

(حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 346)

محبی ومکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی ڈاک میں بذریعہ تار مبلغ پانچ سو روپیہ مرسلہ آنمکرم مجھ کو پہنچ گیا۔ خدا تعالیٰ آپ کو ان للّٰہی خدمات کا دونوں جہان میں وہ اجر بخشے جو اپنے مخلص اور وفادار بندوں کو بخشتا ہے۔ آمین ثم آمین یہ بات فی الواقعہ سچ ہے کہ مجھ کو آپ کے روپیہ سے اس قدر دینی کام میں مدد پہنچ رہی ہے کہ اس کی نظیر میرے پاس بہت ہی کم ہے۔۔۔ آگے سے آگے بڑھانا کچھ بڑی بات نہیں ہے''۔

(مکتوبات احمدیہ جلد دوم صفحہ 335 مکتوب نمبر 5)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

''عنایت نامہ پہنچا جو کچھ آپ نے لکھا ہے آپ کے صدق واخلاص پر قوی نشانی ہے میں نے جو خط لکھا تھا اس کے لکھنے کے لیے یہ تحریک پیدا ہوئی تھی جو چند ہفتہ پہلے ہوئے ہیں مجھے الہام

ہوا تھا غشم لہ۔ دفعہ من مالہ دفعتہ اس میں تفہیم ہوئی تھی کہ کوئی شخص کسی مطلب کے حصول پر بہت سا حصہ اپنے مال میں سے بطور نذرانہ بھجوائے گا۔۔لیکن چوں کہ میرا دل آنمکرم کی کامیابی کی طرف لگا ہوا ہے اس لیے طبیعت نے یہی چاہا کہ کسی وقت اس کے مصداق آپ ہی ہوں اور خدا تعالیٰ ایسا کرے کیا اللہ جلّ شانہ کے نزدیک لاکھ دو لاکھ کچھ بڑی بات ہے''۔

(مکتوبات احمدیہ جلد دوم صفحہ 375 مکتوب نمبر 53)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

''پہلے خط کے روانہ کرنے کے بعد آج مبلغ سو روپیہ مرسلہ آنمکرم بذریعہ ڈاک مجھ کو ملا میں آپ کے اس صدق واخلاص سے نہایت امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ مجھے آپ کے روپیہ سے اپنے کاروبار میں اس قدر مدد ملتی ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا''۔

(مکتوبات احمدیہ جلد دوم صفحہ 385)

''مرزا صاحب کا دعویٰ آنحضرت ﷺ کے ظل اور بروز ہونے کا تھا احمدی احباب سے میرا سوال ہے کہ کیا یہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم کا اتباع ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور نیک بندوں کے دل ودماغ میں مال ودولت اور دنیا کی محبت وچاہت ہوتی ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو روپے پیسوں کے الہامات ہوتے اور خواب آتے ہیں؟ کیا اس طرح کی خوشامدی خطوط زہد وتوکل اور استغناء کے خلاف نہیں ہیں؟

مرزا صاحب اوران کے خلفاء نے چندہ دینے والوں کو جہاں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں وہاں چندہ نہ دینے والوں یا سستی کرنے والوں کے بارے میں مرزا صاحب کا اعلان بھی سماعت فرمالیں۔ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں مجھے خدا نے بتلایا ہے میرا انہیں سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدائے تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں سو ہر ایک

شخص کو چاہیے کہ اس نئی انتظامیہ کے بعد نئے سرے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے......اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا۔ کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کیلئے قبول کرتا ہے اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائیگا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ بھیجنے سے لاپرواہی کی تو اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اسکے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 469,468)

عام طور پر احمدی احباب کے علم میں نہیں ہے کہ مرزا صاحب اپنے گھر کا خرچ چندوں سے نکالا کرتے تھے۔ اسی لیے مرزا صاحب کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ میں اس بات پر جھگڑا رہتا تھا کہ مرزا صاحب کے اہل وعیال کو خرچ کہاں سے دیا جائے؟ اس جھگڑے کے فیصلے کی غرض سے ایک مشہور احمدی نے اظہار حقیقت کے نام سے کتابچہ تحریر کیا اور اس میں وضاحت کی کہ مرزا صاحب کے خاندان کو اجتماعی چندے میں سے خرچ دیا جائے گا۔ وہ لکھتا ہے:

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مہدی معہود (مرزا صاحب) اپنی زندگی میں اپنے اہل وعیال اور اقارب کو اسی مد میں سے خرچ دیتے تھے جو جماعت کی طرف سے آپکی خدمت میں پیش ہوتی تھی یا کسی اور سبیل سے یہ بات ہر ایک فرد جانتا ہے کہ حضور (مرزا صاحب) اسی آمدنی سے خرچ دیا کرتے تھے۔ پس آپ کے بعد انجمن (احمدیہ قادیان) کا فرض یہ ہے کہ ان کو اسی آمد میں سے اسی انداز پر دیں جس طرح حضرت مسیح موعود دیتے تھے کیوں کہ انجمن مسیح موعود سے بڑھ کر امین نہیں ہو سکتی۔ (اظہار حقیقت صفحہ 13 مورخہ 28 نومبر 1913ء)

بہت سے احمدی احباب کے علم میں یہ بات نہیں کہ آج تک دین کے نام پر احمدیوں سے حاصل ہونے والے چندوں میں سے ایک مخصوص حصہ مرزا صاحب کے خاندان کی نظر کر دیا جاتا ہے عام احمدی اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندے کا انتظام کرتا ہے جو کہ مرزا صاحب کے خاندان کے

اخراجات پورے کرنے پر استعمال ہوجاتا ہے اور مرزا صاحب کا خاندان لاکھ پتی سے کروڑ پتی اور ارب پتی بنتا چلا جارہا ہے جس کے حساب کے تقاضے کی کسی احمدی میں جرأت نہیں ہے اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر کوئی احمدی دوست جرأت کرکے جماعت سے حساب کتاب دیکھنے کا تقاضہ کرے تو یقیناً اس کے خلاف سخت تادیبی کاروائی ہوگی جو پرتشدد کاروائی یا جماعت سے اخراج کی صورت بھی اختیار کرسکتی ہے۔

مرزا صاحب اور گورنمنٹ برطانیہ:

جماعت احمدیہ کے عقائد کے مطابق مرزا صاحب نبی اور رسول ہیں اس لئے مرزا صاحب کی ذات، اخلاق، عقائد اور تعلیمات کو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی ذات، اخلاق، عقائد اور تعلیمات پر قیاس کرنا چاہیے یعنی مرزا صاحب کی ہر پہلو اور زاویہ سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً آنحضرت ﷺ سے یکسانیت ضروری ہے لیکن احمدی احباب کے لیے افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ مرزا صاحب کسی بھی زاویے سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے یکسانیت نہیں رکھتے چنانچہ حضرات انبیاء علیہم السلام بعثت کے بعد کسی حکومت کی ماتحتی میں نہیں رہتے اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبہ کے لیے ہمیشہ اعداء اللہ سے برسرپیکار رہتے ہیں اور اگر کسی نبی کو نظر ثانی حکومت کے ملک میں دین کے پرچار کی غرض سے رہنا بھی پڑے تو یہ حضرات بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ حق کا اعلان کرتے ہیں ان نفوس قدسیہ کے دل میں مخلوق خدا کا ذرہ بھی خوف نہیں ہوتا خود سرکار دو جہاں ﷺ نے جب مختلف بادشاہوں کو دعوت اسلام کے لیے خط لکھے وہ اپنے اندر نہایت رعب ودبدبہ رکھتے تھے حتی کہ ہرقل جو روم کا بادشاہ تھا اور جو نصف دنیا کا مالک تھا اس کی طرف پیغام بھیجا تو لکھا اسلم، تسلم ''ایمان لا سلامت رہیگا'' اسی طرح دیگر انبیاء مثلاً جناب حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اسی خدائی جلال اور رعب ودبدبہ کے ساتھ اپنے وقت کے حکمرانوں کو دعوت حق دی ہے اور ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کے دعوت دینے کا یہی اسلوب رہا ہے لیکن مرزا صاحب کا معاملہ بالکل جدا ہے کہ یہ حکومت برطانیہ کے سامنے آنکھیں بچھا رہے ہیں اور

اس کے ساتھ جہاد کرنے کو بڑی شدومد کے ساتھ حرام قرار دے رہے ہیں اور اس کی نافرمانی کو خدا اور رسول کی نافرمانی قرار دے رہے ہیں جہاں حکومت برطانیہ (عیسائیت) کو دجال کہتے تھے وہاں ان کی غلامی پر فخر بھی کرتے تھے اور ان کی حکومت کو نعمت عظمیٰ بھی جانتے ہیں۔ مرزا صاحب نے ایک کافر حکومت کی خوشامد کرتے ہوئے اس کی تعریف میں جس طرح زمین و آسمان کے قلابے ملائے اس کی نظیر انبیاء میں تو کیا، کسی معمولی جرأت و غیرت مند انسان کی تحریر وتقریر میں بھی ،نہیں پائی جاسکتی ملاحظہ کیجئے:

مرزا صاحب نے اپنے خاندان کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا ہے:

''سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایسے خاندان سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے ان تمام تحریرات سے ثابت ہے کہ میرے والد صاحب اور میرا خاندان ابتداء سے سرکار انگریز کے بدل و جان خیر خواہ اور وفادار ہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا ہے کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے......ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے اس آرام وراحت کا ذکر کرسکیں جو اس گورنمنٹ سے ہم کو حاصل ہوئی۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 12,10,9)

''سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کرچکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چھٹیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا''

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 21)

''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔

(کتاب البریہ ص 5,4,3: روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 4)

اسلامی تعلیمات کے مطابق اسلام کے دو بنیادی حصے ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور دوسری رسول اللہ ﷺ کی اطاعت لیکن مرزا صاحب رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی جگہ انگریز کی اطاعت کو ضروری قرار دیتے ہیں مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے''۔

(شہادۃ القرآن: روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380)

قرآن مقدس میں اہل اسلام کو ارشاد ہے۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (نساء 59)

'اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں'

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے اُولِی الْاَمْر کے ساتھ منکم کی قید لگائی ہے یعنی ان حاکموں یا صاحبان امر کا حکم مانو جو تم میں سے یعنی اہل ایمان میں سے ہوں۔

جبکہ مرزا صاحب نے اس آیت کی بابت میں لکھا ہے:

''میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں'' (ضرورۃ الامام: روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 493)

میرا مربیان سلسلہ سے سوال ہے کہ کیا سرکار انگریز" منکم "کا مصداق بن سکتا ہے؟ اس طرح اس کا معنی تو یہ ہوگا کہ مرزا صاحب اور انگریز دونوں کا مذہب ایک ہے اور انگریز مرزا صاحب ہی کے مذہب سے ہیں اس طرح آیت کا یہ معنی بنے گا کہ جس طرح اللہ اور اس کے رسولوں کی اطاعت فرض ہے اسی طرح انگریز کی اطاعت بھی فرض ہے اور جیسے اللہ اور اس کے رسولوں کی اطاعت سے سرکشی کا انجام عذاب جہنم ہے ایسے ہی انگریز کے سرکشی و نافرمانی کا انجام بھی عذاب جہنم ہے۔ احمدی احباب کے لئے مقام غور ہے کہ کیا اللہ و رسول کی اطاعت کے برابر کافر حکومت کی اطاعت ہوسکتی ہے؟ مرزا صاحب نے ایک جگہ انگریز کی اطاعت کو فرض قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''بیشک ہمارا فرض ہے کہ اس گورنمنٹ محسنہ کے سچے دل سے خیر خواہ ہوں اور ضرورت کے وقت جان فدا کرنے کو بھی طیّار رہوں''۔ (البلاغ: روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 400)

''اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے'' (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 337,336)

قرآن مقدس نے جابجا کافروں کی اطاعت نہ کرنے کا حکم دیا ہے سورہ احزاب میں آنحضرت ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَ لَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ۔

''اے نبی اللہ سے ڈریں اور کافروں کی اطاعت مت کریں''۔ (الاحزاب: 1)

اسی طرح سورہ فرقان میں ارشاد ہے:

فَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ۔ کہ کافروں کی اطاعت مت کیجئے۔ (الفرقان: 52)

لیکن تعجب ہے مرزا صاحب قرآن مجید ہی کی رو سے انگریز کی اطاعت کو فرض قرار دے رہے ہیں۔

مرزا صاحب انگریزی حکومت کے بارے میں کیا عقائد و نظریات رکھتے تھے اور سرکار

انگریز کی حکومت سے کتنے مطمئن اور خوش تھے ملاحظہ کیجئے۔

''اگر چہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے کیوں کہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے اگر چہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی''۔ (تحفہ قیصریہ: روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 283,284)

''میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں اور نہ سلطانِ روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں''۔

(تریاق القلوب: روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 156)

''میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگر چہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے اگر چہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔ اب میں حضور ملکہ معظمہ میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں کہ اے قادر کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لئے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے'' آمین ثم آمین

(تحفہ قیصریہ: روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 284,283)

''گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت مسلمانوں کیلئے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے

ایک باران رحمت بھیجا، ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اسلام کا یہ ہرگز اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اس کا احسان اٹھا دوے۔ اس کے ظل حمایت میں بامن و آسائش رہ کر اپنا مقسوم دکھاوے اس کے انعام متواترہ سے پرورش پاوے پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے۔

اور دعا سے بھی انہوں نے اس گورنمنٹ کو بہت دفعہ یاد کیا ہے۔ ان کی آخری دعا ان کے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں جس کی بیس ہزار کاپی چھپوا کر ہند اور انگلینڈ میں انہوں نے شائع کرنی چاہی ہے یہ کلمات دعائیہ مرقوم ہیں انگریز جن کی شائستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لیے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دین و دنیا کے لیے دل سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا کہ ان کے گورے وسپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی ومنور ہوں''۔

(شہادۃ القرآن: روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 388 تا 393)

دوستو! حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے آپ کو کوئی ایک نبی بھی کافر حکومت کے ماتحت مطمئن اور خوش نظر نہیں آئے گا بلکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام تو انسانوں کو کافروں کی اطاعت سے نکال کر ایک اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی حکومت کے ماتحت لانے کی جدوجہد میں مصروف رہے اور یہی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا حقیقی مقصد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ نظام نافذ ہو جائے۔

مرزا صاحب کو سرکار انگریز کی حمایت پر دو طرف سے دکھ کا سامنا کرنا پڑا ایک تو خود انگریز نے مرزا صاحب کی خدمات کو اس قدر سراہا نہیں جس قدر مرزا صاحب کو امید تھی تو دوسری طرف مرزا صاحب کے عقائد ونظریات اور انگریزی حکومت کی تائید پر علماء کرام کی طرف سے بھی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا مرزا صاحب نے اپنے انہی دکھوں کا اظہار بہت سی جگہوں پر کیا ہے مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''بارہا بے اختیار دل میں یہ بھی گزرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمت گزاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد میں اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے اس گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کررہے ہیں''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 445)

''افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ 18 برس کی تالیفات کو (مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے فرض ہونے کے متعلق) جن میں بہت سی پرزور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اس کا اثر محسوس نہیں ہوا''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 13)

''اب میں اس محسنہ گورنمنٹ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں صرف ایک رنج اور درد وغم مجھے لاحق حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لیے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی، مسلمان اوران کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دکھ دیتے ہیں''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 143)

''اے ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند ہم عاجزانہ ادب کے ساتھ تیرے حضور میں کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں کہ تو اس خوشی کے وقت جو شصت سالہ جوبلی کا وقت ہے یسوع کے چھوڑنے کیلئے کوشش کر''۔ (تحفہ قیصریہ: روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 277)

دوستو! ملاحظہ کیجئے مرزا صاحب جو کہ انبیاء کا مظہر ہونے کے دعویدار کس رعب ودبدبے اور جلال وو قار کے ساتھ کفر چھوڑنے کی دعوت دے رہے ہیں۔

''اور یہ مؤلف (مرزا صاحب) تاج عزت جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کے باادب گزارش کرتا ہے کہ براہ غریب پروری وکرم گستری اور اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے''۔ (کشف الغطاء: روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 177)

جناب عالی! التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے......... اس خود کاشتہ پودا کی نسبت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہائے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ (مجموعہ اشتہارات: جلد 3 صفحہ 21)

احمدی احباب مرزا صاحب کی کتابوں سے نقل کیے گئے اقتباسات کو بنظر غور و انصاف پڑھیں اور پھر بتائیں کیا حضرت انبیاء کرام علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نفوس سے یہ طرز دعوت ممکن ہے؟ کیا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کافروں کے سامنے یوں ہی بچھ جاتے تھے؟ کیا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کافروں کو ایسے ایسے القابات سے نوازتے تھے؟ کیا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کافروں کی غلامی میں یا غلاموں کی صفوں میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں؟ احمدی احباب مرزا صاحب کے دعوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے سوچیں کیا یہ باتیں اس قدر بلند و بالا مقام کے دعویدار شخص کے لائق ہیں؟ میں احمدی احباب کی توجہ مرزا صاحب کی کتاب تحفہ قیصریہ اور ستارہ قیصریہ کی طرف کروانا چاہتا ہوں جو مرزا صاحب نے ملکہ برطانیہ کے نام لکھا تھا چند اقتباسات ملاحظہ کیجئے:

"یہ عریضہ مبارکبادی اس شخص کی طرف سے ہے جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھڑانے آیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ امن اور نرمی کے ساتھ دنیا میں سچائی قائم کرے.........اور اپنے بادشاہ ملکہ معظمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں سچی اطاعت کا طریق سمجھائے.... یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکر گزاری ہے کہ جو عالی جناب قیصرہ ہند ملکہ معظمہ والی انگلستان و ہند دام اقبالہا بالقابہا کے حضور میں بتقریب جلسہ جوبلی شصت سالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا ہے۔ مبارک! مبارک! مبارک!!! اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھایا.......

جس قدر اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی کون اس کو اندازہ کرسکتا ہے؟........اور ایسا ہو کہ جلسہ جوبلی کی تقریب پر (جس کی خوشی سے کروڑ ہا دل برٹش انڈیا اور انگلستان کے جوش نشاط میں ان پھولوں کی طرح حرکت کررہے ہیں جو نسیم صبا کی ٹھنڈی ہوا سے شگفتہ ہوکر پرندوں کی طرح اپنے پروں کو ہلاتے ہیں) جس زور وشور سے زمین مبارکباد کے لئے اچھل رہی ہے......اگرچہ میں نے اس شکرگزاری کے لئے بہت سی کتابیں اردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں اسلامی دنیا میں پھیلائی ہیں اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی ہے (عیسائیوں کی۔ناقل) لیکن میرے لیے یہ ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں بھی پہنچاؤں۔

(تحفہ قیصریہ:روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 255,254,253)

ہم تیرے وجود کو اس ملک کے لئے خدا کا ایک بڑا فضل سمجھتے ہیں (اگر تثلیت پھیلانے والوں کی روحانی سربراہ اور اسکے ماننے والے خدا کا فضل ہیں تو کیا کوئی باہوش خدا کے فضل کے خلاف بھی چلتا، لڑتا یا جھٹلاتا ہے؟۔ناقل) اور ہم ان الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہیں۔جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کرسکتے (غرض یہ کہ پوری کتاب اسی طرح کی ''بہادرانہ اور پُر جوش باتوں'' سے پُر ہے ناقل)۔ (تحفہ قیصریہ:روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 266)

لیکن ملکہ برطانیہ کی طرف سے کوئی جوابی پیغام موصول نہیں ہوا تو مرزا صاحب نے تحفہ قیصرہ میں کچھ ردو بدل کر کے نئی کتاب ستارہ قیصرہ کے نام سے بھیج دی مرزا صاحب اس کتاب میں کیا لکھتے ہیں چند اقتباسات آپ بھی پڑھیے:

''اس عاجز کو......وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص، محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا انداز بیان کرسکوں۔اس سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب

ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائیگی اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا....مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا.......لہٰذا اس حُسنِ ظن نے جو میں حضور ملکہ معظّمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں، دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس رسالہ یعنی تحفہ قیصرہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں''۔

(ستارہ قیصریہ: روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 111، 112)

''میں دعا کرتا ہوں کہ خیر و عافیت اور خوشی کے وقت خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچادے اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے، اپنی پاک فراست سے اسے شناخت کرلیں اور رعیت پروری کی رو سے مجھے پُر رحمت جواب سے ممنون فرمائیں''۔

(ستارہ قیصریہ: روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 115)

میرا سوال ہے کہ کیا کسی کافر کی فراست پاک ہوسکتی ہے؟ کیا اللہ کے برگزیدہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر کافر سے رحمت طلب کرسکتے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کے نبی کاسہ لیسی سے کام لیتے ہیں؟ کیا اللہ کے نبی کلمات شاہانہ کے طلب گار ہوتے ہیں؟۔

مرزا صاحب کی چند خلاف واقع باتیں:

صرف اسلام ہی نہیں بلکہ آپ دنیا کے دیگر مذاہب کا مطالعہ کریں آپ کو ہر مذہب میں جھوٹ کی مذمت ملے گی۔ جھوٹ بولنا ایک معاشرتی اور اخلاقی عیب بھی ہے جسے خود بہت سے احمدی احباب بھی برا جانتے ہیں۔ احمدی احباب اگر انصاف اور غیر جانبداری سے مرزا صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو انہیں مرزا صاحب کی کتابوں میں سینکڑوں باتیں جھوٹ، افتراء اور مبالغہ آمیزی پر مبنی ملیں گی۔ بلکہ خود مرزا صاحب نے بھی جھوٹ کی مذمت بیان کی ہے۔ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''جھوٹ بولنے سے بدتر کام دنیا میں اور کوئی کام نہیں''۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 459)

''جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا''۔

(خدا کا فیصلہ: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 43)

''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں'' (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 56)

''وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں'' (میں یہاں اس پر تبصرہ نہیں کرتا کہ مرزا صاحب اپنی تحریرات میں ایسے سخت الفاظ استعمال کیوں کرتے ہیں)

(شحنہ حق، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 386)

''جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے''۔ (حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 215)

''سچ بات تو یہ ہے کہ جب انسان جھوٹ بولنا روا رکھ لیتا ہے تو حیا اور خدا کا خوف بھی کم ہو جاتا ہے''۔

(تتمہ حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 573)

اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مرزا صاحب کی تحریرات میں ایک بھی ایسی بات نہ ہوتی جسکے متعلق جھوٹ کا کوئی شائبہ بھی ہو سکتا لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کی کتابوں میں دوسو سے زائد باتیں ایسی ہیں جن کے جھوٹ ہونے کے بارے میں ذرا برابر بھی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ چند تحریرات ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا صاحب نے بیعت میں شامل ہونے والوں کو اپنا مقام بتاتے ہوئے لکھا ہے:

''اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص (مرزا صاحب) کو تم نے دیکھ لیا ہے جس کے دیکھنے کے لیے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔

(اربعین نمبر 4: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 442)

میں احمدی احباب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ خود تحقیق کریں کہ کون کون سے انبیاء ہیں جنہوں نے مرزا صاحب کی آمد کی بشارت دی تھی اور کون کون سے انبیاء ہیں جنہوں نے مرزا صاحب کو دیکھنے کی خواہش کی تھی؟ اور اگر تحقیق کی فرصت یا ہمت نہ ہو تو پھر کسی مربی سے اس بات کی

تحقیق کریں علماء حضرات تو ایک سو سال سے تقاضہ کر رہے ہیں لیکن جماعتی مبلغین، مناظرین اور محققین ایک بھی نبی کے نام کو مرزا صاحب کی صداقت کے اظہار میں پیش نہیں کر سکے مرزا صاحب نے ایک دوسری جگہ اپنی صداقت کے اظہار میں دلیل پیش کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اولیاء گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگا دی ہے کہ وہ (مرزا صاحب) چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا''۔

(اربعین نمبر 2: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 371)

احمدی احباب پر مرزا صاحب کی اس تحریر کا صدق و کذب بالکل واضح ہو جائیگا اگر وہ مربیان سلسلہ سے اس بات کا ثبوت مانگے کہ کون کون سے اولیاء اللہ ہیں جنہوں نے کشف دیکھنے کے بعد پیشگوئی کی کہ مسیح و مہدی نے چودھویں صدی میں آنا ہے اور نیز پنجاب میں آنا ہے اور کیا قرآن و حدیث میں بیان کردہ علامات مسیح علیہ السلام و مہدی علیہ الرضوان کے مقابل میں کسی کا کشف حجت بن سکتا ہے؟

مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کا اپنی تعداد کے بارے میں مبالغہ آرائی:

مرزا صاحب نے اپنے مریدین کی تسلی کیلئے جہاں انبیاء گذشتہ اور اولیاء گزشتہ کے نام سے خلاف واقع باتیں نقل کی ہیں وہاں قرآن وحدیث کا نام لیکر بھی بہت سی بے اصل باتیں نقل کی ہیں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ:

''ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا''۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ: روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 359)

مرزا صاحب نے اس عبارت میں ''احادیث'' جمع کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہوا کہ بہت سی صحیح حدیثوں میں مسیح موعود کے صدی کے سر پر آنے اور چودھویں صدی کے مجدد ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔

میری احمدی احباب سے گزارش ہے کہ کسی بھی کتب خانے سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور

اگر استطاعت ہوتو باقی احادیث کی کتب خرید کر مرزا صاحب کے بیان کردہ مضمون کی حدیثیں تلاش کریں۔ یقیناً کوئی ایک حدیث بھی اس مضمون کی نہیں پائیں گے میں گزارش کروں گا کہ اگر از خود تحقیق مشکل ہوتو مربی کے پاس یہ عبارت لکھ کر لے جائیں اور اس سے ایسے مضمون کی حدیث کا مطالبہ کریں جس میں آنحضرت ﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں اعلان فرمایا ہو کہ وہ چودہویں صدی کے سر پر آئیں گے اور صدی کے مجدد ہوں گے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مربی صاحب کی طرف سے آپکو ٹال مٹول اور تاویل کے سوا کچھ نہیں ملے گا آزمائش شرط ہے۔

دوستو! مبالغہ آمیزی بھی درحقیقت جھوٹ ہی کی ایک قسم ہے اور مبالغہ کرنا افسانہ گوشاعروں کی تحریروں میں پایا جاتا ہے اس لئے انبیاء کرام علیہم السلام کا کلام جس طرح جھوٹ سے پاک ہوتا ہے ایسے ہی ہر قسم کے افسانے اور مبالغے سے بھی پاک ہوتا ہے جبکہ مرزا صاحب کی کتابوں میں بکثرت مبالغوں پر مبنی تحریریں پائی جاتی ہیں بطور مثال دو عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''ہر روز کروڑ ہا انسان دنیا سے گزرتے ہیں اور کروڑ ہا پیدا ہوتے ہیں''

(کشتی نوح: روحانی خزائن جلد 19 ص 37)

دیکھئے اس عبارت میں مرزا صاحب کس قدر مبالغے سے اللہ تعالیٰ کی صفت اہلاک کا ذکر فرما رہے ہیں اگر مرزا صاحب کی اس تحریر کو درست مان لیا جائے تو دنیا کا عجیب نقشہ سامنے آتا ہے۔ مرزا صاحب نے اپنے مریدین کی تسلی اور حوصلہ افزائی کیلئے بھی مبالغوں سے کام لیا ہے مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آچکے ہیں اور اگر خطوط بھی اس کے ساتھ شامل کیے جائیں تو شاید اندازہ کروڑ تک پہنچ جائے گا''۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم: روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 75)

مرزا صاحب نے 1880ء سے براہین احمدیہ کا اعلان کر کے اپنی نئی مذہبی زندگی کا آغاز کیا ہے جبکہ 1908ء میں فوت ہو گئے۔ یعنی مرزا صاحب کو کل 27 سال ملے جبکہ مرزا صاحب کی

تحریک کو آہستہ آہستہ ترقی ملنی شروع ہوئی۔ ابتداء میں چند سال کام خاصہ ہلکا رہا۔ لیکن اگر کل 27 سال برابر مان لیے جائیں تب بھی مرزا صاحب کے بیان کے مطابق روزانہ ایک ہزار سے زائد خطوط اور مہمانوں کی آمد بنتی ہے اور اگر غیر مساوی مانے جائیں تو آخری سالوں میں کئی ہزار خطوط اور مہمانوں کی روزانہ قادیان آمد بنتی ہے۔

جماعت احمدیہ بھی کی اپنی تعداد کے بارے میں نہایت مبالغہ کرتی ہیں بلکہ خود مرزا صاحب کی تحریرات میں مبالغے پر مبنی نہایت متضاد باتیں کی گئی ہیں۔ مرزا صاحب اپنی بیعت میں شامل ہونے والوں کی تعداد کے بارے میں لکھتے ہیں:

''میرے ہاتھ پر چار لاکھ کے قریب لوگوں نے اپنے معاصی اور گناہوں اور شرک سے توبہ کی اور ایک جماعت ہندوؤں اور انگریزوں کی بھی مشرف با اسلام ہوئی''۔

(تجلیات الٰہی: روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 397)

ایک اشتہار میں لکھا'' میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہٖ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے''۔

(مجموعہ اشتہارات: جلد 3 صفحہ 582)

احمدی احباب! مرزا صاحب کی تحریرات کا تجزیہ کریں کہ ستمبر 1902 میں تعداد ایک لاکھ اور پھر تین سال پانچ ماہ اور گیارہ دن بعد مارچ 1906ء میں تعداد 4 لاکھ سے متجاوز ہوگئی۔ یعنی ساڑھے تین سال میں 3 لاکھ لوگ مرزا صاحب کی بیعت میں شامل ہوئے اب اگر آپ 3 لاکھ کو ساڑھے تین سالوں پر تقسیم کریں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ مرزا صاحب روزانہ صبح 6 بجے سے شام 6 بجے تک ہر تین منٹ کے وقفہ سے آنے والے سے حال احوال پوچھ کر اور دس شرائط بیعت کا اقرار کروا کر بیعت کیا کرتے تھے۔ جو یقیناً حالات اور واقعات کے خلاف ہے اور مذکورہ بالا تحریرات کے مطابق ستمبر 1906 میں مرزا صاحب کے مریدین کی تعداد 4 لاکھ سے متجاوز ہو چکی تھی۔ لیکن 1908ء میں مرزا صاحب کی وفات کے بعد برطانیہ کے فارم آفس کے مطابق احمدیوں کی تعداد

19 ہزار تھی پھر 1921ء کی مردم شماری میں یہ تعداد 30 ہزار ہوگئی اور 1930 اور 1931ء کی مردم شماری کے مطابق احمدیوں کی تعداد 56 ہزار بیان کی گئی ہے۔

مرزا صاحب کے بڑے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے اس تعداد کو قدر تسلیم کرتے ہوئے اپنے ایک بیان میں کہا:

''ہماری جماعت مردم شماری کی رو سے پنجاب میں 56 ہزار ہے گویا بالکل غلط ہے مگر فرض کرلو کہ یہ تعداد درست ہے اور فرض کرلو باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے 20 ہزار افراد رہتے ہیں تب بھی یہ 76,75 ہزار آدمی بن جاتے ہیں۔ (الفضل 21 جون 1934ء)

پاکستان بننے کے بعد جسٹس منیر نے انکوائری رپورٹ میں پوری دنیا میں احمدی احباب کی کل تعداد 2 لاکھ بتائی جب کہ 1981ء کی آخری مردم شماری کے مطابق پاکستان میں احمدیوں کی تعداد ایک لاکھ تین ہزار بتائی گئی اب اگر آبادی کے بڑھنے کے تناسب کو دیکھتے ہوئے احمدیوں کی تعداد کا اندازہ لگایا جائے تو یہ تعداد تقریباً 2 لاکھ بنتی ہے لیکن جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر صاحب کے زمانہ میں احمدیت میں داخل ہونے والوں کی تعداد میں کس قدر مبالغہ کیا گیا ہے کہ جس سے یوں محسوس ہوگا کہ آئندہ چند سالوں میں پوری دنیا میں احمدی ہی احمدی ہونگے ملاحظہ فرمائیں:

جماعت احمدیہ کے دعوے کے مطابق:

1993ء میں 2 لاکھ 4 ہزار 3 سو آٹھ نئے افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔

1994ء میں 4 لاکھ 21 ہزار 7 سو 53 افراد

1995ء میں 8 لاکھ 47 ہزار 7 سو 25 افراد

1996ء میں 16 لاکھ 2 ہزار 7 سو 21 افراد

1997ء میں 30 لاکھ 4 ہزار 5 سو 91 افراد

1998ء میں 50 لاکھ 4 ہزار 5 سو 91 افراد

1999ء میں 1 کروڑ 8 لاکھ 20 ہزار 2 سو 26 افراد

2000ء میں 4 کروڑ 13 لاکھ 8 ہزار 9 سو 75 افراد

2001ء میں 8 کروڑ 10 لاکھ 6 ہزار 7 سو 21 افراد

2002ء میں 2 کروڑ 6 لاکھ 54 ہزار

حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ 2001ء اور 2002ء میں جو 10 کروڑ 16 لاکھ 60 ہزار لوگ احمدی ہوئے تھے وہ زیادہ نہیں تو کم از کم اتنی تعداد میں مزید لوگوں کو احمدی کرتے لیکن 2003ء میں معاملہ اس کے برعکس ہوا کہ اس سال احمدیت قبول کرنے والوں کی تعداد 10 سال پیچھے چلی گئی ملاحظہ کیجئے۔

2003ء میں 8 لاکھ 52 ہزار 4 سو 3 افراد

2004ء میں 3 لاکھ 4 ہزار 9 سو 10 افراد

2005ء میں 2 لاکھ 9 ہزار 7 سو 99 افراد

2006ء میں 2 لاکھ 93 ہزار 1 سو 88 افراد

2007ء میں 2 لاکھ 61 ہزار 9 سو 69 افراد

جبکہ 2008ء میں 3 لاکھ 54 ہزار 6 سو 38 افراد جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔

اس طرح گذشتہ سولہ سالوں میں 16 کروڑ 71 لاکھ 93 ہزار 2 سو پانچ (16,71,93,205) نئے افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 3 اگست 2005ء، 2 اگست 2006، یکم اگست 2007ء، 29 جولائی 2008ء)

بحرحال یہ سچ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے آپ اگر 2012 اور 2013 کی الفضل کی رپورٹ پڑھے تو آپ کو جماعت کے پروپیگنڈے کی حقیقت پتہ چل سکے گی ملاحظہ کیجئے روزنامہ الفضل نے 2012ء میں دنیا بھر میں موجود احمدیوں کی تعداد 200 ملین یعنی 20 کرور بتائی ہے الفضل لکھتا ہے:

''پوری دنیا میں اس جماعت کی تعداد کئی ملین کی ہے محتاط اندازے کے مطابق یہ تعداد

200 ملین کے قریب ہے زیادہ تر پاکستان میں رہتے ہیں۔ (روزنامہ الفضل 4 جون 2012ء)

2012ء میں تعداد 200 ملین یعنی 20 کروڑ تھی لیکن 2013ء میں یہ تعداد پچاس ملین (پانچ کروڑ) کم ہوکر ایک سو پچاس ملین یعنی 15 کروڑ رہ جاتی ہے ملاحظہ کیجئے:

1908ء میں جب حضرت اقدس مسیح موعود کی وفات ہوئی تو اس وقت تقریباً نصف ملین احمدی تھے۔ اب ہم ایک سو پچاس ملین ہیں۔ (روزنامہ الفضل 24 اکتوبر 2013ء)

کیا احمدی احباب بیان سلسلہ سے پوچھنے کی جسارت کر سکتے ہیں کہ آخر ایک سال میں 5 کروڑ احمدی کہاں گئے؟

جماعت احمدیہ کے ذمہ داران اگر جماعت کی تعداد کے حوالے سے اسی طرح غلو سے کام لیتے رہے تو یہ تعداد آئندہ چند سالوں میں شاید دنیا کی اصل تعداد سے بڑھ جائے۔ جماعت احمدیہ کا اپنی تعداد کے حوالے سے مبالغہ آرائی سے کام لینے کا مقصد صرف اور صرف اپنے اراکین کو جھوٹی تسلیاں دینا اور سبز باغ دکھانا ہے تاکہ وہ اس خوش فہمی میں مبتلا رہیں کہ جماعت روز بروز پھیل رہی ہے جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے محض کاغذی گھوڑے دوڑائے جا رہے ہیں۔ میں پورے دعویٰ اور وثوق سے کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہر سال اپنی تعداد کے حوالہ سے جھوٹ بولتی ہے اور اس سلسلہ میں ان کے پاس کوئی ریکارڈ یا ثبوت نہیں ہے حالانکہ جماعت احمدیہ کے پاس ایک ایک احمدی کا مکمل ریکارڈ موجود ہے۔

جماعت احمدیہ کی آبادی میں اضافہ کا اعلان اس عہد کا بدترین جھوٹ ہے۔ ہر جلسہ سالانہ (لندن) کے موقع پر بغیر تحقیق اور غور وفکر کے ستائشی نعروں کی گونج میں کروڑوں کی تعداد کا اعلان پر اعلان کر کے آخر کس کو بیوقوف بنایا جا رہا ہے؟ مبالغے اور جھوٹ کی کوئی حد ہوتی ہے۔ یہ سستی شہرت، خودستائی، مدح سرائی اور مبالغہ گوئی کی انتہا ہے۔

ہر سال سالانہ جلسہ لندن کے موقع پر اپنے اخبارات وجرائد، اپنے ٹی وی چینل یا انٹرنیٹ ویب سائٹ پر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت جماعت احمدیہ میں نئے داخل ہونے والے افراد

کی مبالغہ آمیز فرضی تعداد درج کر دینا دراصل حقائق سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔اس کے لیے ثبوت درکار ہیں کہ کس ملک کے، کس شہر کے، کس علاقہ کے، کون سے لوگ، کس بنا پر احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔آخر کروڑوں کی تعداد میں شامل ہونے والوں میں سے کسی ایک نے بھی اپنا انٹرویو، حالات، تاثرات یا کوئی پیغام کیوں نہیں دیا؟ آخر کیوں؟ بقول جماعت احمدیہ 2001ء میں 8 کروڑ 10 لاکھ 6 ہزار 7 سو 21 نئے افراد ''احمدیت'' میں داخل ہوئے ہیں۔ جب کہ دنیا میں مسلمانوں کی کل تعداد تقریباً ڈیڑھ ارب ہے تو اس حساب سے ہر 15 مسلمانوں میں سے ایک مسلمان نے احمدیت قبول کی ہے جبکہ جماعت احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ اس وقت ہماری تعداد بیس کروڑ یعنی ہر ساتواں آٹھواں مسلمان جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتا ہے کیا یہ باتیں حقائق سے ذرا بھی تعلق رکھتی ہیں۔2001ء کے سال تو جماعت احمدیہ کو پوری دنیا میں عظیم الشان جشن منانا چاہیے تھا اور مرزا غلام احمد صاحب کی ''پیش گوئیوں'' میں سے کوئی پیشگوئی تلاش کر کے اس اہم واقعہ پر چسپاں کرنی چاہیے تھی۔مشاہدہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں اگر ایک بھی نیا شخص داخل ہو جائے تو ان کے اخبارات ورسائل، ٹی وی چینل اور ویب سائٹ وغیرہ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں لیکن یہاں کروڑوں کی تعداد میں نئے داخل ہونے والوں کی کسی کو خبر ہی نہیں، مکمل سکوت اور خاموشی ہے۔آخر کیوں؟

میری احمدی احباب سے گزارش ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ آپ کے علاقے میں کتنے لوگ احمدیت قبول کر رہے ہیں یا کر چکے ہیں....؟ آپ کے شہروں میں کتنے لوگ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں یا ہو چکے اور آپ کے ملک کے کتنے فیصد لوگ احمدیت قبول کر چکے؟ اپنی عبادت گاہوں میں جائیں اور دیکھیں کہ ہر ہفتے کتنے نئے لوگ احمدیت میں داخل ہوتے ہیں؟ اپنے ماہانہ اجلاس میں دیکھیں کہ احمدیت قبول کرنے والے افراد کی تعداد کتنی ہے؟ رشتہ داروں، دوستوں میں سے کتنے لوگ احمدیت کو سینے سے لگا چکے.....؟ یقیناً آپکے سامنے سارے حقائق کھل کر آ جائیں گے۔

جب کوئی احمدی ساتھی اپنی جماعت کے مرکزی ذمہ داران سے سوال کرتا ہے کہ آخر کہاں

پر احمدیوں کی تعداد میں ریکارڈ توڑ اضافہ ہوا؟ تو اگر اس سائل کا تعلق لاہور سے ہوتو دیگر شہروں کا نام دیا جاتا ہے اگر فیصل آباد سے کوئی احمدی سوال کرے تو کہا جاتا ہے کہ لاہور میں احمدیت تیزی سے پھیل رہی ہے اور راولپنڈی کے سائل کو گوجرانوالہ کا نام پیش کیا جاتا ہے غرض یہ کہ ہر ایک کو اندھیرے میں رکھا جارہا ہے اور تعجب تو ان احمدی دوستوں پر ہے جو دنیاوی معاملات میں خوب سمجھدار ہیں اور بعض اپنے اپنے شعبوں میں عبور بھی رکھتے ہیں لیکن اپنی آخرت کے بارے میں یوں اندھا اعتماد ہے۔ فیاللعجب

احمدی احباب عموماً بیرون ممالک خاص کر لندن اور جرمنی میں ہونے والے جلسوں میں شرکاء کی تعداد کو دیکھ کر مطمئن ہوجاتے ہیں حالانکہ عموماً ان جلسوں میں دنیا بھر سے مختلف ممالک کے لوگ شریک ہوتے ہیں اس کے باوجود کل شرکاء کی تعداد 50 ہزار سے زائد نہیں ہوتی اور اگر آپ ان شرکاء کی تفصیلات کو حاصل کریں تو آپکو 90 فیصد ایسے لوگ ملیں گے جن کے باپ دادا نے احمدیت قبول کی تھی اور اب وہ انہیں کی تقلید اور انہیں پر اعتماد کرتے ہوئے احمدی ہونگے بلکہ آپ صرف اپنے علاقے کی عبادت گاہ میں آنے والے احمدیوں کی تفصیلات حاصل کریں تو آپکو 95 فیصد سے زائد موروثی احمدی ملیں گے۔ اس سے آپ آسانی سے احمدیت کے بڑھنے کا تناسب اور بیان کردہ تعداد میں فرق نکال سکتے ہیں۔

احمدی احباب! بتائیں کیا خداتعالیٰ کے پسندیدہ بندے اور خداتعالیٰ کی پسندیدہ جماعت یونہی جھوٹ بولتی ہے؟ کیا خداتعالیٰ کی پسندیدہ جماعت یونہی طفل تسلیوں سے کام چلاتی ہے؟ کیا خداتعالیٰ کی پسندیدہ جماعت یونہی احساس کمتری میں مبتلا ہوتی ہے؟

مرزا صاحب اور ان کے دعوے:

یہ بات بہت کم احمدی جانتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کتنے اور کون کون سے دعوے کیے تھے عام طور پر احمدی احباب مرزا صاحب کے صرف دعویٰ مجددیت، دعویٰ مہدویت، دعویٰ مسیحیت اور دعویٰ نبوت ہی کو جانتے ہیں۔ حالانکہ مرزا صاحب نے 50 سے زائد مختلف قسم کے دعوے کیے

ہیں اگر مرزا صاحب کی تحریرات اور دعویٰ جات کو دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں وہ شخص ہوں جس کا اولین و آخرین کو انتظار تھا اور مجھے اولین و آخرین کے کمالات کا جامع بنایا گیا ہے اور میں ایک ہی وقت میں مختلف حیثیتیں اور نسبتیں اپنے اندر رکھتا ہوں۔

مرزا صاحب کے چند دعوے ملاحظہ کیجئے:

مرزا صاحب کا کہنا ہے انہیں الہام ہوا کہ:

''امین الملک جے سنگھ بہادر''۔ (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات:صفحہ 568 طبع چہارم)

ہندو قوم ایک اوتار کی منتظر ہے جو دنیا میں آکر امن وامان قائم کر دیگا مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ میں ہندوؤں کیلئے اوتار بھی ہوں مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کے لیے بطور اوتار کے ہوں''۔ (لیکچر سیالکوٹ:روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 228)

لیکن جیسے مرزا صاحب کی مسیحیت کو مسلمان اور عیسائی ہر دو قوم نے رد کر دیا ایسے ہی ہندوؤں نے بھی اوتار ماننے سے انکار کر دیا۔

مرزا صاحب نے ایک جگہ کرشن ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تُو ہی ہے آریوں کا بادشاہ''۔

(تتمہ حقیقت الوحی:روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 522,521)

مرزا صاحب گورنمنٹ برطانیہ کیلئے تعویذ ہونے کے دعوے دار بھی ہیں۔

''پس میں یہ دعویٰ کرسکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کیلئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچاوے''۔

(نورالحق حصہ اول: روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 44,45)

قارئین کرام! آپ ماقبل مرزا صاحب کی تحریرات پڑھ چکے ہیں جن میں مرزا صاحب نے اقرار کیا ہے کہ مرزا صاحب گورنمنٹ انگریزی کو اپنے لیے اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت جانتے تھے کیونکہ مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو سرکار انگریز نے تحفظ فراہم کیا ہوا تھا۔ اور مرزا صاحب اپنی تعلیمات سرکار انگریز کی سرپرستی میں ہی چلا سکتے تھے۔ جبکہ کسی بھی اسلامی حکومت میں ان کے لئے اپنی تعلیمات کا پرچار ناممکن تھا لیکن مذکورہ تحریر میں مرزا صاحب دعویٰ کر رہے ہیں کہ انگریز کو برصغیر میں آفتوں اور مصیبتوں سے بچانے والے مرزا صاحب ہیں۔

مرزا صاحب بڑے عجیب وغریب دعوؤں کے بھی حامل تھے۔ ملاحظہ کیجئے:

"یکے پائے من مے بوسید ومن مے گفتم کہ حجراسود منم"

ترجمہ: ایک شخص نے میرے پاؤں کو چوما اور میں نے (اسے) کہا کہ حجراسود میں ہوں۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 29 طبع چہارم)

"خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے" (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 28 طبع چہارم)

مَا اَنَا اِلَّا کَالْقُرْآنِ۔

ترجمہ: میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں۔ (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 570 طبع چہارم)

مرزا صاحب تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے صفات کا مجموعہ اور افضل ہونے کے بھی دعویدار ہیں مرزا صاحب دعویٰ کرتے ہیں:

"اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں اُن کے نمونے ظاہر کیے جائیں تو وہ میں ہوں"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم: روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 118,117)

ترجمہ: "اس نے ہر نبی کو جام دیا ہے مگر وہی جام مجھے لبالب بھر کر دیا ہے"۔

(نزول المسیح: روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 477)

''کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا''۔

(حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 92)

مرزا صاحب کی علمی حیثیت:

احمدی احباب کے ذہن میں بھی لاشعوری طور پر یہ بٹھایا گیا ہے کہ مرزا صاحب کے سامنے کسی بھی نبی کی کوئی خاص حیثیت نہیں ہے بلکہ مرزا صاحب کو انبیاء کرام میں سپریم نبی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔اور یہ کہ مرزا صاحب کو ایسی عظیم الشان دینی خدمت کیلئے چنا گیا ہے جس کے اہل گزشتہ انبیاء میں سے بھی کوئی نہیں تھے۔ میں گزشتہ صفحات میں مرزا صاحب کی عملی واخلاقی حالت پر کچھ حوالہ جات پیش کر چکا ہوں لیکن اگر آپ مرزا صاحب کی علمی وجسمانی حالت بھی دیکھیں تو شاید آپ بھی حیرت وتعجب سے انگشت بدندان رہ جائیں گے۔ حالانکہ امام الزمان کی علمی حالت کے بارے میں مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''امام الزمان کو مخالفوں اور عام سائلوں کے مقابل پر اس قدر الہام کی ضرورت نہیں جس قدر علمی قوت کی ضرورت ہے کیونکہ شریعت پر ہر ایک قسم کے اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں۔

(ضرورۃ الامام: روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 480)

مرزا صاحب نے اپنے الہام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

'' تُو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ہم نے تیرا نام متوکّل رکھا اور اپنی طرف سے علم سکھایا''۔ (ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 476)

اور مجھے وہ کچھ سکھایا جو میرے سوا کسی اور انسان کو اس زمانے میں معلوم نہ تھا۔

(مکتوب احمد: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 75)

میں بغیر کسی پیچیدہ علمی مباحث میں گئے چند ایسی باتیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جن کا علم معمولی دینی معلومات رکھنے والے شخص کو بھی ہوتا ہے لیکن مرزا صاحب ایسی بنیادی باتوں کا کس

قدر علم رکھتے تھے ملاحظہ کیجئے:

''تاریخ کو دیکھو آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا''۔ (پیغام صلح: روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 465)

سیرت النبی ﷺ سے معمولی واقفیت رکھنے والا ابتدائی طالب علم بھی جانتا ہے کہ حضرت نبی پاک ﷺ کے والد محترم آپ ﷺ کی ولادت سے قبل ہی انتقال فرما گئے تھے۔

تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔ (چشمہ معرفت: روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 299)

اسلامی تاریخ کے مطابق تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے عطاء فرمائے تھے۔

سب جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں۔

1۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا

2۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

3۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

4۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

لیکن مرزا صاحب نے آپ ﷺ کی بارہ صاحبزادیاں بتائی ہیں۔ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

دیکھو ہمارے پیغمبر ﷺ کے ہاں 12 لڑکیاں ہویں لیکن آپ ﷺ نے کبھی نہیں کہا کہ لڑکا کیوں نہیں ہوا۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 372)

مرزا صاحب اور ان کے امراض:

یہ بات مسلّم ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے روحانی و جسمانی قویٰ بالکل بے عیب اور عام لوگوں کے قویٰ سے مضبوط اور مختار و برتر ہوتے ہیں ہاں بشریت کی وجہ سے عارضی طور پر بعض معمولی بیماریاں مثلاً بخار، دردسر وغیرہ ان کے بھی عائد حال ہوتی تھیں لیکن یہ کبھی نہ ہوا کہ کسی نبی کو کوئی بیماری سایہ کی طرح موت تک ساتھ ہی لگی رہی ہو اور نہ ہی کبھی کسی نبی میں مختلف اقسام کی

بیماریاں جمع ہوتیں ہیں جبکہ مرزا صاحب کی ذات میں مختلف اقسام کی بیسیوں بیماریاں جمع تھیں حالانکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ نے میری صحت کے بارے میں وعدہ کیا ہوا ہے۔ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا''

(اربعین نمبر 3: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 419)

دوسری جگہ کہ مجھے الہام ہوا:

''ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے''۔ (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 685 طبع چہارم)

لیکن خدائی حفاظت کے وعدے اور ٹھیکے کے باوجود مرزا صاحب کی ذات مجموعہ امراض تھی چند امراض ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا صاحب کو ہسٹریا کا مرض تھا مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم۔اے نے سیرت المہدی میں لکھا ہے کہ:

''مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اول (ہمارا ایک بڑا بھائی ہوتا تھا جو ۱۸۸۸ء میں فوت ہوگیا تھا) کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے اتھو آیا۔ اس کے بعد طبیعت خراب ہوگئی مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ایک دفعہ نماز کے لیے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرما گئے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک پرانے مخلص خادم تھے اب فوت ہو چکے ہیں) نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کردو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت (مرزا صاحب) کی طبیعت خراب ہوگی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے شیخ حامد علی نے کہا کہ کچھ خراب ہوگئی ہے۔ میں پردہ کرا کے مسجد میں چلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے میں جب پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی لیکن اب افاقہ ہے میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں

نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد آپ کو سے باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے خاکسار نے پوچھا کہ دورہ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا۔ اور اس وقت اپنے بدن کو سہارا نہیں دے سکتے تھے شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے پھر اس کے بعد دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی''۔

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 14,15 طبع جدید)

''حضرت (مرزا) صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر درد، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھی''۔

(رسالہ ریویو قادیان بابت مئی 1937ء)

''ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کی آنکھ میں مائی اوپیا تھا اس وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے''۔ (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 624 طبع جدید)

مرزا صاحب کو جو امراض لاحق تھیں ان میں ایک مرض نامردی کا تھا خود مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''ایک ابتلاء مجھ کو اس (دہلی کی) شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور درد سر مع دورانِ سر قدیم سے میری شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا اس لئے حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لیے میری اس شادی پر بعض دوستوں نے افسوس کیا''۔ (تریاق القلوب: روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203)

مرزا صاحب نے اپنے قریبی دوست حکیم نورالدین جو جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ بھی تھے کو اپنی بیماری کے متعلق خط لکھا تھا وہ بھی ملاحظہ کیجیے:

''جس قدر ضعف دماغ کے عارضے میں یہ عاجز مبتلا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی

عارضہ ہو جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں''۔

(مکتوبات احمدیہ جلد 2 صفحہ 27 طبع جدید)

مرزا صاحب نامردی کے علاج کے لیے خاصے متفکر بھی رہے ہیں اور اپنے مخلص مرید حکیم نورالدین صاحب سے مستقل مشاورت میں رہے ہیں ملاحظہ کیجئے:

مخدومی مکرمی مولوی نورالدین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

''وہ دوا جس میں مروارید داخل ہیں جو کسی قدر آپ لے گئے تھے اس کے استعمال سے بفضلہٖ تعالیٰ مجھ کو بہت فائدہ ہوا، قوت باہ کو ایک عجیب فائدہ یہ دوا پہنچاتی ہے اور مقوی معدہ ہے اور کاہلی سستی کو دور کرتی ہے اور کئی عوارض کا نافع ہے آپ ضرور استعمال کر کے مجھ کو اطلاع دیں مجھ کو تو بہت ہی موافق آ گئی''۔ (مکتوبات احمدیہ جلد 2 صفحہ 19 طبع جدید)

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

''عنایت نامہ پہنچا مجھے نہایت تعجب ہے کہ دوا معلومہ سے آں مخدوم کو کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ یہ وہی قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے۔ بعض ادویہ بعض ابدان کے مناسب حال ہوتی ہیں اور بعض دیگر کے نہیں مجھے یہ دوا ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کاہلی وسستی ورطوبات معدہ اس سے دور ہو گئے ہیں ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ وقت لیٹنے کی حالت میں نعوظ بکلی (شرم گاہ کا تناؤ) جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں۔

(مکتوبات احمدیہ جلد دوم: صفحہ 20 طبع جدید)

میرا احمدی احباب سے سوال ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے انبیاء اس طرح کے شرمندہ اور رسوا کر دینے والے امراض میں مبتلا ہوتے ہیں؟ کیا ازدواجی زندگی کے حالات کو عام کرنا شرم وحیا اور اسلامی مزاج کے خلاف نہیں؟

ان امراض کے علاوہ مرزا صاحب میں ایک نہایت خطرناک مرض ''مراق'' بھی تھا مراق کے بارے میں اطباء کی رائے یہ ہے کہ مراق مالیخولیا کی ایک قسم ہے اور مالیخولیا ایک دماغی مرض ہے جو انسان کو غور و تدبر، فکر صحیح اور انجام پر نظر سے باز رکھتا ہے اس مرض میں مبتلا شخص کو عموماً ایسی باتیں سوجھتی ہیں جو سراسر عقل کے خلاف ہوں۔

یہ صحیح ہے کہ انبیاء کرام کو بھی دشمنان دین بغض و عناد کی وجہ سے دیوانگی کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن نہ تو ان حضرات سے اس قسم کی کوئی حرکت سرزد ہوئی جو ان کے اختلال حواس پر ملامت کرتی ہو اور نہ کسی نبی نے اس الزام کو صحیح تسلیم کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کی اپنی کتب و صحائف میں ان افتروؤں کی تردید کی اس کے برخلاف مرزا قادیانی کی زندگی کے بے شمار واقعات کے علاوہ جو اس کے حواس باختہ اور مراقی ہونے پر دلالت کرتے ہیں مرزا صاحب کا خود اپنے مراقی ہونے کا اقرار موجود ہے۔

''دیکھو میری بیماری کی نسبت آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو سو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول''۔ (ملفوظات جلد پنجم: صفحہ 33,32 طبع جدید)

''میرا تو یہ حال ہے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہا ہوں پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا ہوں، حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے مگر میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کیے جاتا ہوں''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 565 طبع جدید)

''حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا کہ حضور! غلام نبی کو مراق ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے اور مجھ کو بھی

ہے''۔ (سیرۃ المہدی: جلداوّل صفحہ 822 جلد طبع جدید)

مرزا صاحب کے اس اقرار واعتراف سے قطع نظر مرزا صاحب میں مراق کی علامات بھی کامل طور پر جمع تھیں مرزا بشیر احمد ایم اے نے اپنی کتاب سیرۃ المہدی میں اپنے ماموں ڈاکٹر محمد اسماعیل قادیانی کی ''ماہرانہ شہادت'' نقل کی ہے ملاحظہ کیجئے:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے''۔

(سیرۃ المہدی: جلداوّل صفحہ 340 طبع جدید)

اگر احمدی احباب نیوٹرل ہو کر بردباری اور تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے مرزا صاحب میں علامات مراق پڑھیں تو وہ مرزا صاحب میں 100 فیصد علامات پائیں گے مرزا صاحب کی حالات زندگی پر لکھی جانے والی احمدی کتابوں میں سے چند حوالہ جات پیش خدمت ہے۔

''یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر اخبار الحکم قادیاں نے کتاب ''حیات النبی''، میں لکھا کہ سردی کا موسم تھا مرزا صاحب نے چمڑے کے موزے پہن رکھے تھے رات کو سونے لگے تو پاؤں سے جوتا نکالا ایک جوتا نکل گیا اور دوسرا پاؤں ہی میں رہا۔ اس جوتے سمیت ہی رات بھر سوئے رہے۔ اٹھے تو جوتے کی تلاش ہوئی۔ ادھر ادھر بہتیرا دیکھا پتہ نہیں چلتا ایک پاؤں موجود ہے اور یہ خیال نہیں آتا کہ دوسرا پاؤں میں رہ گیا ہوگا۔ خادم نے کہا کہ شاید کتا لے کر گیا ہوگا اور اس خیال سے وہ ادھر اُدھر دیکھنے بھاگنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد جو اتفاق سے مسیح صاحب کا ہاتھ اپنے پاؤں سے چھوا تو معاً فرمانے لگے اوہو یہ تو پاؤں ہی میں ہے اور ہم یہ خیال کرتے رہے کہ صرف جراب ہے خیر خادم کو آواز دی کہ جوتا مل گیا پاؤں ہی میں رہ گیا تھا''۔ (حیات النبی جلد اول صفحہ 191)

''آپ کے ایک بچے نے آپ کی واسکٹ کی ایک جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈال دی آپ جب لیٹتے تو وہ اینٹ چبھتی کئی دن ایسا ہی ہوتا رہا ایک دن ایک خادم کو کہنے لگے کہ میری پسلی میں درد ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ

پھیرنے لگا اس کا ہاتھ اینٹ پر جالگا جھٹ جیب سے نکال لی دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ چند روز ہوئے محمود نے میری جیب میں ڈال دی تھی اور کہا تھا کہ اسے نکالنا نہیں میں اس سے کھیلوں گا''۔

(مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ طبع چہارم صفحہ 53)

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لیے گرگابی ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا تھا کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے''۔ (سیرت المہدی: جلد اول صفحہ 344 طبع جدید)

''بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے''۔

(سیرت المہدی: جلد اول صفحہ 417 طبع جدید)

''ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لیے گرگابی لے آیا، آپ نے پہن لی مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا، کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے، ان (انگریز) کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لیے نشان لگا دیئے تھے مگر باوجود اس کے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے''۔

(سیرت المہدی: جلد اول صفحہ 60 طبع جدید)

''جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے بعض اوقات زیادہ

سردی میں دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی، کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی، کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی''۔ (سیرت المہدی: جلد اول صفحہ 418 طبع جدید)

دوستو! مرزا صاحب کی شخصیت کے چند احوال بیان کرنے کی جسارت کی ہے اب احمدی احباب خود سوچیں کہ کیا ایسے احوال والے شخص کو کسی گروہ کا رہبر پیشواہ بنایا جا سکتا ہے؟ کیا ایسا شخص وحی الٰہی اور القائے شیطانی میں فرق کر سکتا ہے؟ کیا انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کوئی نبی مسلوب الحواس ہوا ہے؟

میں نے مرزا صاحب کی شخصیت سے متعلق سینکڑوں حوالہ جات میں سے چند آپکی خدمت میں پیش کیے ہیں میں درخواست کرتا ہوں احمدی احباب آزادانہ رائے اور خود مختار ہونے کی حیثیت سے ان حوالہ جات کو پڑھیں اور یہ تمام رسائل اور کتب آپکو چناب نگر خلافت لائبریری سے مل جائیں گی اور جماعت احمدیہ کی ویب سائٹ alislam.org کا وزٹ کریں تو وہاں بھی یہ کتابیں موجود ہیں حوالہ جات نوٹ کریں اور پھر کتاب کو سیاق وسباق سمیت صرف ایک بار نہیں تین بار پڑھیں اور پھر ان حوالہ جات پر میرے تبصرے کو پڑھیں اگر کوئی بات خلاف واقع ہو تو بے شک رد کر دیں لیکن اگر یہ حوالہ جات درست ہوں تو خدارا ہر طرح کی ضد اور تعصب کو چھوڑ کر اور خاندان ،رشتے دار، دوست واحباب ہر طرح کے سابقہ تعلقات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنے دین و آخرت کو سنواریئے بے شک ایمان سب سے قیمتی اور بڑی دولت ہے اس عظیم نعمت و دولت کے سامنے سب ہیچ ہیں ہمت فرمائیں آگے بڑھیں رب تعالیٰ کی رحمت آپ کی منتظر ہے۔ یقیناً اس کی طرف بڑھنے والے کو کبھی پچھتاوا نہیں ہوتا۔

مرزا صاحب اوران کا دعویٰ مسیحیت:

وفات مسیح علیہ السلام ہر احمدی کا من پسند موضوع ہے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے اس موضوع کی خصوصی تیاری کروائی جاتی ہے احمدی احباب کو بتایا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کی بنیاد وفات مسیح کے عقیدے پر ہے اور اہل اسلام سے ہمارا یہی اصل اختلافی موضوع ہے اس لیے ہر احمدی کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ وہ مسلمان سے اسی موضوع پر گفتگو کرے اس سلسلے میں جب بھی

کسی احمدی کی سادہ لوح مسلمان سے گفتگو ہوتو وہ یہی کہتا ہے کہ ہمارا عام مسلمانوں سے اصل اختلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ووفات میں ہے اگر کوئی مسلمان یہ ثابت کردے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور دوبارہ آئیں گے تو میں اقرار کرلوں گا کہ احمدیت غلط ہے۔

دوستو! اہل اسلام کا جماعت احمدیہ سے اصل اختلاف رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام میں نہیں ہے اور نہ ہی مرزا صاحب کا صرف وفات مسیح کا دعویٰ ہے بلکہ مرزا صاحب کے دو دعوے ہیں ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اور دوسرا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ۔ اب اگر بالفرض کوئی احمدی آیات قرآنیہ میں تحریف، احادیث نزول مسیح علیہ السلام کی پوری تاویل اور اجماع امت کا انکار کرتے ہوئے وفات مسیح علیہ السلام ثابت بھی کردے تو تب بھی مسئلہ حل نہیں ہوتا کیونکہ مرزا صاحب کے دوسرے دعوے (مسیح موعود) کا ثبوت احمدیوں کے ذمے رہے گا اور پھر ہماری طرف سے یہ سوال ہوگا کہ مرزا صاحب مسیح کیسے؟ کیا مرزا صاحب میں احادیث میں بیان کی گئی علامات پائی جاتی ہیں؟ کیا مرزا صاحب کے عقائد اسلامی عقائد کہلائے جاسکتے ہیں؟ غرض یہ کہ حیات ووفات عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پھر گفتگو مرزا صاحب کے عقائد ونظریات اور ان کے صدق وکذب پر آجائے گی تو جب لمبی چوڑی بحث کے بعد پھر گفتگو مرزا صاحب کے عقائد ونظریات اور صدق وکذب پر ہی ہونی ہے تو ابتداء ہی اس موضوع پر گفتگو کرلینی چاہیے اور ویسے بھی مرزا صاحب کے عقائد ونظریات اور ان کے صدق وکذب پر بات کرنے سے زیادہ عام فہم اور فیصلہ کن موضوع اور کوئی نہیں ہے۔ اس موضوع میں جن کتابوں کا حوالہ دیا جاتا ہے وہ اُردو میں اور خود مرزا صاحب اور اس کے خلفاء کے قلم سے لکھی ہوئی ان کی اپنی تحریریں ہیں اس لیے اس موضوع پر بات کرنے سے عوام الناس کو فائدہ حاصل کرنے کا موقع زیادہ ہے اور نتیجہ تک پہنچنا آسان۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ احمدیوں کے علاوہ یہودی، بہائی اور منکرین حدیث بھی حیات اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں لیکن احمدی طبقہ ان لوگوں کو اپنی جماعت کا فرد (احمدی) نہیں سمجھتے وجہ یہی ہے کہ یہ سب اگرچہ وفات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ تو رکھتے ہیں لیکن

مرزا صاحب کو مجدد، مہدی، مسیح اور نبی نہیں مانتے اس لیے احمدیوں کے نزدیک جیسے حیات اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھنے والے (مسلمان) گمراہ، کافر اور مشرک ہیں ایسے ہی یہ لوگ (یہودی، بہائی وغیرہ) وفات عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرنے کے باوجود گمراہ ہیں وجہ یہی ہے کہ یہ لوگ اگرچہ وفات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں لیکن مرزا صاحب کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہیں تو اسلام اور کفر کی اصل وجہ تو مرزا صاحب کو ماننا اور نہ ماننا ہوئی نہ کہ حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام اس لیے اہل اسلام ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کے عقائد ونظریات پر گفتگو ہونی چاہیے تا کہ کوئی نتیجہ برآمد ہو سکے۔

ان عقلی دلائل کے علاوہ مرزا صاحب اوران کے جانشینوں کے نزدیک بھی مدعی کی شخصیت وکردار اوراس کے عقائد ونظریات ہی اصل ہیں جبکہ حیات و وفات اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کا موضوع غیر اہم ہے۔

مرزا صاحب نے خود لکھا ہے:

''اول تو یہ جاننا چاہئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانے تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانے تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہوگیا''۔ (ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد3 صفحہ 171)

اس حوالے سے چند امور واضح ہوئے:

۱۔ عقیدہ نزول مسیح ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے۔
۲۔ یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے کوئی رکن نہیں ہے۔
۳۔ یہ ایک پیش گوئی ہے اس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔
۴۔ اس کے بیان نہ کرنے سے اسلام ناقص نہیں ہوتا اور بیان کرنے سے کامل نہیں ہوتا۔

مرزا صاحب نے مزید لکھا ہے:

''اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے''۔

(حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 32)

اس حوالے سے جو امور واضح ہوئے ہیں:

۱۔ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے معتقد پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

۲۔ یہ محض اجتہادی خطا ہے اور اس قسم کی خطا اسرائیلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی۔

مرزا صاحب نے اس مسئلے کے پوزیشن کو مزید واضح کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیحؑ کی وفات و حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو یہ ادنیٰ سی بات ہے''۔ (ملفوظات: جلد 1 صفحہ 352 طبع جدید)

دوستو! اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ جب یہ مسئلہ ایمانیات کی جز نہیں، جب یہ دین کے رکنوں میں سے رکن نہیں، جب اسے اسلام کی حقیقت سے کچھ بھی تعلق نہیں اور اس کے بیان کرنے اور نہ کرنے سے ایمان کامل و ناقص نہیں ہوتا، جب اس عقیدہ کے رکھنے والے پر گناہ نہیں، جب یہ محض اجتہادی خطا ہے، جب یہ ایسا مسئلہ نہیں جس پر بحث و مباحثہ ہو اور یہ اختلاف بالکل ادنیٰ سی بات ہے تو پھر کیوں اس موضوع پر گفتگو کی جائے بلکہ گفتگو اُس موضوع پر ہونی چاہیے جو اہم بھی ہو اور جس پر گفتگو کرنے سے بات کسی نتیجے تک بھی پہنچ سکتی ہو اور وہ موضوع مرزا صاحب کی سیرت و کردار ہے اسی لیے اس موضوع پر گفتگو ضروری ہے۔

لیکن بعض احمدی احباب بضد رہتے ہیں کہ گفتگو اسی موضوع پر کرنی ہے تو میں ایسے احباب سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر واقعتاً آپ اس مسئلے کو بھی سمجھنا چاہتے ہیں تو اس کا سب سے آسان حل یہ ہے کہ آپ جس آیت کا بھی ترجمہ اور مفہوم سمجھنا چاہتے ہیں اسے امت کے قدیم

مفسرین، مجددین وغیرھم کی تفہیم کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں۔جس آیت کا بھی معنی ومراد سمجھنا ہوتو دیکھ لیا جائے کہ چودہ سو سال سے امت نے اس آیت سے کیا سمجھا ہے جو معنی ومراد قدیم مفسرین، مجددین نے بیان کئے ہوں اس کو لے لیا جائے کیونکہ ایک شخص کے سمجھنے میں غلطی کا احتمال زیادہ ہے لیکن ساری امت شروع سے غلطی پر ہو یہ امت محمدیہ کے حق میں ناممکن ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ قرآن کی فلاں آیت کی مراد سمجھنے میں مفسرین سے غلطی ہوئی ہے تو ایسی صورت میں یقیناً قرآن سے اعتماد اٹھ جاتا ہے کہ قرآن کی صحیح مراد تک چودہ سو سال سے امت نہیں پہنچ سکی لہٰذا اب جو مراد بتلائی جارہی ہے۔بہت امکان ہے آئندہ وہ بھی باطل ہو جائے ،اس لیے آسان اور مختصر حل یہی ہے کہ ہر متنازع آیت کو لیں اور پھر مختلف تفاسیر دیکھ لیں مفسرین نے جو تفسیر بیان کی ہو اسے مان لیں میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اسلام کے چودہ سو سالہ دور کے سینکڑوں مفسرین میں سے ایک بھی مسلمہ مفسر ایسا نہیں جس نے اہل اسلام اور احمدیت کے مابین متنازع آیات کے ضمن میں احمدیوں کے عقائد کی تائید کی ہو۔احمدی احباب تو وفات مسیح کے موضوع پر بڑی جان لڑاتے ہیں۔لیکن انہیں یہ جان کر بہت حیرت ہوتی ہے کہ مرزا صاحب نے خود اپنی زندگی کے 52 سال تک رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کو تسلیم کے لیے رکھا ہے۔کیونکہ مرزا صاحب نے وفات مسیح علیہ السلام اور دعویٰ مسیحیت دونوں میں تدریجی پالیسی پر عمل کیا۔

دعویٰ مسیحیت میں تدریجی پالیسی:

مرزا صاحب کی کل عمر تقریباً 68یا69 سال 4 ماہ اور 25 دن ہے مرزا صاحب اپنی عمر کے 52 سال 4 ماہ اور 25 دن تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ونزول کا اقرار کرتے رہے ہیں اس عرصہ میں مرزا صاحب یہی لکھتے اور کہتے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور ان کے آنے سے اسلام جمیع آفاق میں پھیل جائے گا اور اسلام کو خوب شان و شوکت حاصل ہوگی۔لیکن مرزا صاحب اس زمانے میں خود کو بعض عادات واطوار میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ بھی ٹھہراتے رہے تاکہ متنبہ مقصد (دعویٰ مسیحیت) تک رسائی آسان ہو سکے

مرزا صاحب کی کتب سے چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

"ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ"

"یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں"۔

(براہین احمدیہ: روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593)

"عسی ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکفرین حصیرا"

نوٹ: قرآن مجید میں آیت عسی ربکم ان یرحکم ہے لیکن مرزا صاحب نے ان یرحم علیکم لکھا ہے۔

"خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے وہ تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی کے طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لیے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا میں اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا"۔ (براہین احمدیہ: روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 602,601)

''حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے''۔

(براہین احمدیہ: روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 431)

☆ مذکورہ عبارات سے حاصل ہونے والے نتائج:۔

ا۔ حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ قرآن مجید کی آیات قطعیہ سے ثابت ہے۔

۲۔ ھو الذی ارسل رسولہ۔۔۔الخ یہ آیت جسمانی وسیاست ملکی کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے۔

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا۔

۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بعد دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔

۵۔ مرزا صاحب پر ظاہر کیا گیا (بذریعہ الہام) کہ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی زندگی کے مشابہ ہے قابل توجہ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے یہاں ''پہلی زندگی'' لکھا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوسری زندگی بھی ہوگی ورنہ مرزا صاحب صرف یہ لکھتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہے۔

۶۔ عسی ربکم ان یرحم علیکم۔۔۔الخ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جلدی ظہور کی پیش گوئی ہے۔

۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلالت شان کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔

۸۔ اس زمانے میں جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست ونابود کردے گا۔

۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیل کو ناقص چھوڑ کر آسمان پر گئے (ظاہر ہے واپس بھی آئیں گے)

۱۰۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ مخلوق پر اتمام حجت کرے گا۔

مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ سے تین حوالے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں جن میں مرزا صاحب صراحت سے حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کا اقرار کر رہے ہیں بلکہ پہلے دو حوالوں میں آیات قرآنیہ سے حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کو ثابت کیا ہے عام احمدی جب ایسے حوالہ جات

کی نسبت کسی مربی سے سوال کرتا ہے تو ایسے احمدی کو تاویلات کے ذریعے مطمئن کرنے کی کوشش کی جاتی ہے مثلاً کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں رسمی عقیدہ لکھا ہے۔

حالانکہ مربیوں کا یہ عذر قطعاً قابل قبول نہیں ہے اولاً اس لیے کہ

☆ مرزا صاحب نے براہین میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا جو عقیدہ درج کیا ہے وہ قرآنی آیات سے ثابت کیا ہے مربیان سلسلہ بتائیں کہ کیا قرآن مجید میں رسمی عقائد درج ہیں؟ کیا آیات قرآنیہ سے رسمی عقیدے کو ثابت کیا جا سکتا ہے؟

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے براہین احمدیہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ماموراور ملہم ہونے کی حالت میں لکھی ہے اور مامور کے متعلق مرزا صاحب کا قول ہے:

''جو لوگ خدائے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بُلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کرتے۔

(ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 197)

''مرزا صاحب کا دعوی ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت میرے ساتھ ہوتی ہے''

(ملخصاً آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 93)

''اور مرزا صاحب کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ کتاب براہین احمدیہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے لکھی ہے''

(ملخصاً مجموعہ اشتہارات: جلد 1 صفحہ 23)

پھر جب مرزا صاحب نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کو لکھا تو کیوں روح القدس کی قدسیت نے امداد نہ کی؟ کیوں مرزا صاحب کے قلم کو نہیں روکا؟ کیوں مرزا صاحب کو اتنی بڑی غلطی پر متنبہ نہ کیا؟

☆ مرزا صاحب کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ یہ کتاب بارگاہ رسالت ﷺ سے قبولیت پا چکی ہے۔

(ملخصاً براہین احمدیہ: روحانی خزائن جلد 1 ص 275)

مرزا صاحب کا یہ کہنا بھی ہے کہ انبیاء علیھم السلام غلطی پر نہیں رکھے جاتے۔

(اعجاز احمدی: روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 133)

اب اگر کہا جائے کہ براہین میں رسمی عقیدہ درج ہے تو یہ الزام نعوذ باللہ حضور ﷺ کی ذات پر ہوتا ہے جنہوں نے اس کتاب کی تصدیق کی اللہ ایسی بے باکی سے محفوظ رکھیں۔

مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کو اپنی تصدیق میں پیش کیا ہے۔ کیا کسی رسمی عقیدے کو تصدیق میں پیش کیا جا سکتا ہے؟

ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا پورے ہوش و ہواس میں مکمل شرح صدر سے لکھا ہے میں معذرت سے کہتا ہوں کہ اصل بات یہ تھی کہ براہین مرزا صاحب کی پہلی تصنیف تھی اور مرزا صاحب کا ابتدائی زمانہ تھا اس لیے اتنی جرأت نہ ہو سکی کہ اپنے نئے عقائد کا اظہار کھلے لفظوں میں کر سکتے اور دوسرا براہین میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کو اس لیے بھی لکھ دیا تا کہ علماء کی حمایت حاصل ہو جائے اور عوام قریب آ جائے پھر جب آہستہ آہستہ زمین ہموار ہو جائے اور کچھ خلقت معتقد ہو جائے تو پھر وفات عیسیٰ علیہ السلام کا اعلان کیا جائے گا۔

حیات و وفات مسیح علیہ السلام کے بارے میں دوسرا دور وہ ہے جب مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کیا اور ابتداءً کہا کہ قرآن مجید کی تین آیات سے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی وفات ثابت ہے اور اس زمانے میں مرزا صاحب نے رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام کو فروعی مسئلہ اور وفات مسیح کے منکر یعنی اجتہادی خطاء کے طور پر ذکر کیا ہے جبکہ اس زمانے میں دعوائے مسیحیت بھی کھلے الفاظ میں نہیں کیا بلکہ بعض حالات میں دعوائے مسیحیت سے انکار کر کے مثیل مسیح کے دعوے پر قناعت کی ہے ملاحظہ کیجئے:

اول تو جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہماری ایمانیات کی کوئی جُز یا ہمارے دین کے رُکنوں میں سے کوئی رُکن ہو۔

(ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 171)

رفع جسمانی بصورت معراج نبوی اور رفع جسمانی مسیح دونوں ایک ہی نوعیت کے اُمور ہیں تو جیسے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر اصحاب معراج جسمانی کے قائل نہ

تھے مگر ان پر فتویٰ کفر نہیں ایسے ہی رفع جسمانی مسیح کا انکار بھی کفر نہیں ہوگا۔

(ملخصاً ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 248)

دوبارہ وفات وحیات مسیح میرا اور مسلمانوں کا اختلاف فروعی اور جزوی ہے۔ جس میں فتویٰ تکفیر نہیں چل سکتا۔ (ازالہ اوہام: ملخصاً روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 421)

مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں کئی مقامات پر حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کو جزوی اور فرعی مسئلہ لکھا ہے اور کھلے لفظوں میں دعویٰ مسیحیت بھی نہیں کیا لیکن علماء اسلام نے مرزا صاحب کی تحریرات کو دیکھتے ہوئے کہہ دیا کہ مرزا صاحب نہ صرف وفات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں بلکہ مسیحیت کا بھی دعویٰ کرتے ہیں اس پر مرزا صاحب نے دعوے مسیحیت کا ہی انکار کر دیا ملاحظہ کیجئے:

''اے برادران دین وعلمائے شرع متین آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ عاجز نے جو مثیل مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جس کو عام لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدا تعالیٰ سے پا کر براھین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا۔ جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگادے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میرے طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادات اور اخلاق وغیرہ کو خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں اور دوسرے کئی اُمور جن کی تصریح اِنہیں رسالوں میں کر چکا ہوں میری زندگی کو مسیح بن مریم کی زندگی سے اتنی مشابہت ہے''۔

(ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 192)

ایک جگہ لکھا ہے:

یہ بات سچ ہے کہ اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا

ہے میں اسی الہام کی بنا پر اپنے آپ کو موعود مثیل سمجھتا ہوں جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 2017)

لیکن مرزا صاحب کے اس دعوے پر بھی جب علماء اسلام کی طرف سے گرفت ہوئی تو مرزا صاحب نے اس پر ایک اور نیا نظریہ بیان کر دیا کہ یہ میرا دعویٰ مسیحیت کا کوئی نیا دعویٰ نہیں ہے پہلے انبیاء کے مثیل بھی دنیا میں آتے رہے ہیں اور میرا یہ دعویٰ بھی نہیں کہ میں پہلا اور آخری مثیل ہوں بلکہ ہزاروں مثیل میرے بعد آسکتے ہیں ملاحظہ کیجئے:

''ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں''۔ (ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 180,179)

اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتے ہیں اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال واقبال کے ساتھ بھی آئے اور ممکن ہے کہ اول وہ دمشق میں ہی نازل ہو۔ (ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 251)

لیکن پھر اپنی موجودگی میں کسی اور کے مثیل ہونے کا بھی انکار کر دیا مرزا صاحب نے لکھا ہے:

میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مسیح ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں اور ہاں اس زمانہ کے لیے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کا انتظار بے سود ہے۔ (ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 197)

ناظرین کرام ملاحظہ کیجیے ان مذکورہ عبارات میں مرزا صاحب کس طرح سے اپنے اصل مقصد کی طرف گامزن ہے پہلی تصنیف میں حیات ونزول کا اقرار کیا اور بعض اُمور میں اپنی مشابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ٹھہرائی پھر وفات کا اعلان کر کے دعویٰ مسیحیت کے لیے انداز یہ اپنایا کہ میں مثیل مسیح ہوں اور مثیل ہونا کوئی انہونی بات نہیں کیونکہ گزشتہ انبیاء کے مثیل بھی اس دنیا میں آتے

رہے ہیں اور نہ ہی مثیل کا آنا مجھ پر ختم ہو گیا بلکہ اس وقت میں ہزاروں مثیل آ سکتے ہیں صراحت سے دعویٰ مسیحیت سے انکار کر دیا بلکہ جن لوگوں نے مرزا صاحب کو مسیح موعود کہا ہے انہیں مفتری اور کذاب کہہ دیا۔ لیکن پھر خود ہی مسیح موعود ہونے کا بھی دعویٰ کر دیا اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اسلام کا بنیادی نظریاتی اور قطعی عقیدہ قرار دے دیا جبکہ حیات مسیح علیہ السلام کے عقیدے کو شرک عظیم قرار دے دیا اور پھر وفات مسیح علیہ السلام کے عقیدے کو قرآن مجید کی تیس آیات سے ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ ملاحظہ کیجئے:

قرآن شریف کی وہ تیس آیتیں جن سے مسیح ابن مریم کا فوت ہونا ثابت ہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ 423: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ)

اعلم ان الوفاۃ حق ثابت بالنصوص الیقینیۃ القطعیۃ القرآنیہ والحدیثیہ۔

(آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 552)

ترجمہ: تم جان لو بے شک وفات مسیح قرآن وحدیث کا نصوص قطعیہ یقینیہ سے ثابت ہے۔

وفات مسیح علیہ السلام کے منکر کے بارے میں لکھا:

فمن سوء الادب ان یقال ان عیسیٰ مامات ان ھو الا شرك عظیم ۔

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی، الاستفتاء روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 660)

ترجمہ: یہ بڑی بے ادبی ہے کہ کہا جائے عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے یہ تو شرک عظیم ہے۔

غرض اسی طرح کئی مقامات پر اس مسئلے کو ترقی دی اور فروعی سے بنیادی اور قطعی بنا دیا اور اسی طرح پہلے منکرین وفات مسیح علیہ السلام مخطی اور نا قابل مواخذہ تھا اب بڑا مشرک بن گیا اور یہ مسئلہ اختلاف میں اصل اُصول ہو گیا۔ اور اس کے بعد کھلے لفظوں میں مسیح موعود ہونے کا بھی دعویٰ کر دیا ملاحظہ کیجئے:

''مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے تب میں نے معلوم کر لیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں ہے یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بہ تصریح

لکھا گیا ہے''۔ (کشتی نوح: روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 51)

میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔

(تحفہ گولڑویہ: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 295)

عجیب بات یہ ہے کہ پہلے قرآن مجید کی جن آیات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کرتے تھے اب انہی آیات سے اپنے دعویٰ مسیحیت کو ثابت کرنے لگے مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کردیں اور یہ بھی فرمایا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے''۔ (براہین احمدیہ پنجم: روحانی خزائن ج 21 صفحہ 111)

پھر آیات قرآنیہ کے مصداق کے بارے میں ہونے والے اس تضاد کے رفع کے لیے جو انداز اپنایا وہ بھی نہایت دلچسپ ہے مرزا صاحب نے لکھا ہے:

میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں اور اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اسی اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر سے نازل ہوں گے اس لیے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل نہ کرنا چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین میں شائع کیا لیکن بعد میں اس کے بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صد ہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لیے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کرتے ہوئے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا.....صد ہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن

شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات کے لیے مجبور کر دیا کہ میں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں میرے لیے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو جائے مجھے اس بات کی ہر گز تمنا نہ تھی میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے اس نے گوشۂ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا میں نے چاہا کہ میں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں پس یہ اس خدا سے پوچھو کہ ایسا تم نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہے۔

(حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 153)

احمدی احباب مذکورہ عبارت کو بار بار ملاحظہ فرمائیں اور دیانت داری سے فیصلہ کریں کہ کیا مرزا صاحب یہ نہیں کہہ رہے کہ مجھے زبردستی مسیح موعود بنایا گیا ہے مرزا صاحب کو براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت ہی بتا دیا گیا تھا کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور تو ہی وہ مسیح ہے جس کی احادیث میں خبر ہے لیکن مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ کی بات کو ماننے سے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ لوگوں کے خوف سے ایک رسمی شرکیہ عقیدہ کو آیات قرآنی کے ذریعے قطعی بنا دیا پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلسل بارہ سال بارش کی طرح پے درپے وحی ہوتی رہی کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو ہی مسیح موعود ہے مگر مرزا صاحب نے اس کا کوئی اثر نہیں لیا حتیٰ کہ زمین و آسمان دونوں نے تصدیق کی اور خدا تعالیٰ نے کئی اور نشانات ظاہر کیے تب جا کر مرزا صاحب راضی ہوئے۔ میرا احمدی احباب سے سوال ہے کہ کیا خدا تعالیٰ کے مامور ایسے ہوتے ہیں؟ کیا خدا تعالیٰ کے مامور ایک ہی اشارے پر سر تسلیم خم نہیں کر لیتے؟

مرزا صاحب کے تبدیلی عقیدہ پر احمدی احباب کا عذر:

جب کبھی مربیان سلسلہ کے سامنے مرزا صاحب کے اس تبدیلی عقیدہ کو پیش کیا جائے تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ مرزا صاحب نے ابتداءً حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ اپنی کتابوں میں نقل کیا تھا اور پھر ایک مدت کے بعد وفات مسیح کا عقیدہ اپنا لیا لیکن یہ تبدیلی عقیدہ قابل اعتراض بات نہیں ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ بھی تو پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا

فرماتے تھے پھر جب تبدیلی قبلہ کا حکم آیا تو آپ ﷺ نے کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز شروع فرمادی ،اسی طرح جب تک شراب کی حرمت کا حکم نہ آیا تھا مسلمان اسے استعمال کرتے تھے لیکن حرمت کا حکم آنے پر ترک کردی بالکل ایسے ہی مرزا صاحب پہلے حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ رکھتے تھے پھر جب وفات مسیح علیہ السلام کا حکم آیا تو وفات مسیح علیہ السلام کا اعلان عام کردیا۔

احمدیوں کا مرزا صاحب کے تبدیلی عقیدہ کو حرمت شراب اور تحویل قبلہ کے حکم پر قیاس کرنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ حرمت شراب اور تحویل قبلہ کا تعلق عقائد سے نہیں بلکہ احکام سے ہے اور احکام میں تنسیخ ،تدریج اور تبدیلی کا سلسلہ آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ میں چلتا رہا ہے آپ ﷺ کی زندگی میں بہت سے احکامات منسوخ ہوئے ،بہت سے احکامات تبدیل ہوئے اور بہت سے احکامات نئے نازل ہوئے ہیں جبکہ حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام کا تعلق احکام سے نہیں بلکہ عقیدے کے ساتھ ہے اور یہ اصولی بات ہے کہ نبی عقائد میں تبدیلی نہیں کرتا۔

دوسری بات یہ کہ نبی کریم ﷺ جو نمازیں بیت المقدس کی طرف رخ مبارک کر کے ادا فرمائیں تھیں وہ کسی غلطی کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہی یہی تھا پھر جب تحویل قبلہ کا حکم آگیا تو آپ ﷺ نے فوراً نماز ہی میں اپنا رخ مبارک بیت اللہ کی طرف فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی اور اسی طرح شراب کا استعمال حرمت کا حکم آنے سے قبل تھا لیکن جیسے ہی حرمت خمر کا حکم آگیا فوراً حکم کو بجالایا گیا اور شراب کے مٹکے اٹھا اٹھا کر پھینک دیئے گئے ۔غرض یہ کہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا اور شراب کا استعمال یہ کسی غلطی یا لاعلمی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ بہت سی حکمتوں کی وجہ سے ابتداءً احکام ہی ایسے تھے پھر تدریجی مراحل میں احکام تبدیل ہوتے رہے اور پھر جیسے ہی حرمت کا حکم آیا فوراً بغیر کسی قیل وقال حکم کی تعمیل ہوئی ہے جبکہ مرزا صاحب کا 52 سال تک حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھنا کسی غلطی یا لاعلمی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ مرزا صاحب نے تو استدلال میں قرآنی آیات کو پیش کیا ہے اور پھر احمدی عقیدے کے مطابق 52 سال میں سے 40 سال تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس مشرکانہ عقیدے کے بارے میں کوئی رہنمائی نہیں فرمائی اور بقیہ 12 سال مسلسل مختلف

نشانوں کے ساتھ سمجھایا تو مرزا صاحب کی سمجھ میں آیا اور پھر کہیں جا کر مرزا صاحب نے اپنے سابقہ عقیدے سے رجوع کیا۔

میں احمدی احباب سے پوچھتا ہوں کہ مرزا صاحب کی چالیس سال تک اس مشرکانہ عقیدے کی اصلاح کیوں نہ کی گئی اور پھر جب کی گئی تو مرزا صاحب اس مشرکانہ عقیدے پر 12 سال تک کیوں جمے رہے؟ کیوں اللہ تعالیٰ کے ایک ہی بار فرما دینے سے مرزا صاحب نے اس مشرکانہ عقیدے کو نہیں چھوڑا؟ ان بارہ سالوں میں مرزا صاحب کے ماننے والوں میں سے جو لوگ حیات مسیح علیہ السلام جیسے مشرکانہ عقیدے پر فوت ہو گئے اُن کا حساب کس کے ذمے ہوگا؟ اور احمدی احباب یہ بھی بتائیں کہ کیا 52 سال تک شرکیہ عقیدے پر قائم رہنے والا شخص مہدی، مسیح، نبی اور رسول بن سکتا ہے؟

احمدی احباب اس بات پر بھی غور کریں کہ کیا آنحضرت ﷺ نے حرمت خمر اور تحویل قبلہ کے حکم آ جانے کے بعد پہلے والے حکم کے بارے میں یہ فرمایا تھا کہ میں پہلے غلطی پر تھا اللہ کی طرف سے مجھے شراب کی حرمت اور بیت اللہ کے قبلہ ہو جانے کا حکم دیا جا چکا تھا لیکن میں نے اللہ کے حکم کو لوگوں کے خوف سے ظاہر پر محمول نہ کرنا چاہا (نعوذ باللہ) نہیں ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کو پہلے حکم ہی وہی ملا تھا اس لیے آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف رخ مبارک فرما کر نماز ادا کیا کرتے تھے پھر جب بیت اللہ شریف کی طرف رخ کرنے کا حکم ملا تو آپ ﷺ نے بیت اللہ کی طرف رخ مبارک فرما لیا دونوں حکم اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے ٹھیک تھے جبکہ مرزا صاحب نے پہلے 52 سال تک حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ اپنایا اور اُسی کا پرچار کیا اور اُس کے خلاف کو گمراہی سمجھا اور پھر بعد کے تقریباً سترہ سال وفات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ اپنایا اور اُسی کا پرچار کیا اور پھر اُس کے خلاف کو گمراہی سمجھا احمدی احباب بتائیں کہ کیا مرزا صاحب کے یہ دونوں عقیدے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھے؟ یہ دونوں متضاد نظریات کیسے جمع ہو سکتے ہیں؟ کیا مرزا صاحب نے پہلے عقیدہ کی تبدیلی پر ویسے ہی عمل کیا جیسا اسلام میں ہوا؟ اور کیا دنیا میں کوئی ایک نبی بھی ایسا ہے جس نے عقیدہ

سے رجوع کیا ہو کہ پہلے کسی عقیدے کو دین کی سربلندی دینے والا اور دین کو غالب کرنے والا عقیدہ کہہ دیا ہو اور پھر اُسی عقیدے کو کفریہ، شرکیہ بلکہ اس عقیدے کو شرک عظیم اور دین کی بنیاد پر حملہ کہہ دیا ہو؟

کیا مرزا صاحب مسیح موعود ہو سکتے ہیں؟

میں جانتا ہوں کہ اکثر احمدی احباب مرزا صاحب کو نبی، مسیح اور مہدی وغیرہ نہ تو کسی ذاتی غرض و مفاد کی وجہ سے نہیں مانتے ہیں اور نہ ہی کسی حاکم کے حکم یا کسی دنیاوی ڈر و خوف کی وجہ سے مرزا صاحب کے دعوؤں کی تصدیق کرتے ہیں بلکہ جماعت کے مربیوں اور ذمہ داروں کی طرف سے اُن کے دل میں یہ بات اتار دی گئی ہوتی ہے کہ مرزا صاحب ہی وہ مسیح و مہدی ہیں جس کے آنے کی بشارت آنحضرت ﷺ کے فرامین میں ہے یوں مربی صاحبان سادہ لوح احمدیوں کے جذبات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

میں احمدی احباب سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ بزعم خود مرزا صاحب کو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کی وجہ سے مانتے ہیں اس لیے مربی صاحبان کی جذباتی گفتگو چھوڑ کر اُن احادیث شریفہ کا مطالعہ کیجئے جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کی پیشن گوئی فرمائی گئی ہے اور ان احادیث میں آنے والے مسیح علیہ السلام کی جو علامات اور نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں اُن علامات کا مرزا صاحب سے موازنہ کیجئے اگر آپ نے غیر جانبداری سے تحقیق کی تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ آنے والے مسیح علیہ السلام کے بارے میں جو علامات احادیث مبارکہ میں بیان کی گئی ہیں ان میں ایک علامت بھی مرزا صاحب میں نہیں پائی جاتی احادیث میں بیان کردہ چند علامات مسیح علیہ السلام اور مرزا صاحب کے حالات ملاحظہ کیجئے۔

آنے والے مسیح علیہ السلام کے نام کے بارے میں نبی پاک ﷺ نے مختلف احادیث میں وضاحت فرمائی ہے کہ آنے والے کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا حدیث شریف میں ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْزِلُ عِيْسٰى ابْنُ مَرْيَمَ اِلٰى الْاَرْضِ ـــ الخ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے
آئندہ زمانے میں عیسیٰ ابن مریم زمین پر اتریں گے۔۔۔الخ

(مشکوٰۃ کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ صفحہ 480)

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا وَّعَدْلاً۔

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں ابن
مریم (مریم کا بیٹا) نازل ہوگا۔ (صحیح بخاری جلد اول صفحہ 490 حدیث نمبر 3448)

ایسی بیسیوں روایات ہیں جن میں آنے والے مسیح کے نام کی تصریح عیسیٰ ابن مریم، ابن مریم کے الفاظ سے کی گئی ہے۔ خاص کر مذکورہ بالا دوسری روایت میں تو سرکار دو جہاں ﷺ نے خدا کی قسم کھا کر آنے والے مسیح کا نام ابن مریم فرمایا ہے اور مربیوں کے لیے اس حدیث میں کسی قسم کی تاویل بھی نہیں کی جا سکتی کیونکہ مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ جو بات قسم کھا کر بیان کی جائے اس میں قطعاً تاویل واستثناء کی گنجائش نہیں۔

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر لا تاویل فیه ولا استثناء
والا فای فائدة کانت فی ذکر القسم۔

(حمامۃ البشریٰ: روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192)

ترجمہ: ''اور قسم اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خبر ظاہر پر محمول ہے اس میں نہ
تاویل ہو سکتی ہے اور نہ ہی استثناء ورنہ قسم کھانے کا کیا فائدہ ہے''۔

لیکن احمدی احباب آنحضرت ﷺ کی قسم کا عملاً انکار اور مرزا صاحب کے بیان کردہ اصول کے خلاف چلتے ہوئے اس حدیث کی تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں اس پیشن گوئی کا مصداق وہ عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں جو تیرہ سو سال سے امت سمجھی چلی آ رہی ہے بلکہ یہ استعارہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم جیسی صفات والے شخص نے آنا ہے اور وہ مرزا صاحب ہی ہیں احمدی

احباب دلائل چھوڑ کر صرف مندرجہ ذیل مثالوں پر غور کریں تو اصل حقیقت تک پہنچنا آسان ہوگا۔

۱۔ اگر کوئی آدمی کہے کہ مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مر گئے تو اس سے مراد مرزا صاحب ہی ہوں گے جنہوں نے دعویٰ نبوت و مسیحیت کیا اگر اس پر کوئی احمدی دوست کہے نہیں جناب اس سے مراد مرزا صاحب کا مثیل ہے تو اس کا کیا علاج؟

۲۔ اگر کہیں اعلان ہو جائے کہ احمدیوں کے لیڈر مرزا مسرور صاحب فلاں ملک آرہے ہیں لیکن مرزا مسرور صاحب کے پہنچنے سے پہلے ہی کوئی اور احمدی پہنچ کر دعویٰ کرے کہ میں ہی مسرور موعود ہوں اور مرزا مسرور کی آمد سے مراد مثیل مسرور کی آمد ہے تو یقیناً جماعت احمدیہ اس کے دعویٰ کو ہرگز نہیں مانے گی۔

۳۔ اگر کوئی احمدی سفر سے واپسی پر گھر اطلاع کرے کہ فلاں وقت واپس پہنچ رہا ہوں لیکن کوئی دوسرا احمدی پہلے ہی اس کے گھر پہنچ کر اس کی بیوی کو کہے کہ میں تمہارے شوہر کا مثیل ہوں یقیناً وہ مرزائی عورت اسے حق زوجیت نہ دے گی۔

دوستو! اگر ہر آدمی دوسرے کے الفاظ کا اسی طرح مطلب نکالنے لگے تو فرمایئے دنیا میں امن قائم رہ سکتا ہے؟ اور کیا ایک دوسرے کے کلام کا صحیح اور متعین مفہوم معلوم ہو سکتا ہے؟ قرآن کریم، احادیث نبویہ، اور تمام اسلامی کتابوں میں عیسیٰ ابن مریم، مسیح ابن مریم اور ابن مریم کے الفاظ آتے ہیں اور ساری امت بھی اس پیشگوئی کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سمجھتی آئی ہے آخر اگر مثیل ہی نے آنا تھا تو کسی ایک جگہ تو مثیل مسیح، مثیل عیسیٰ یا مثیل ابن مریم کے الفاظ آئے ہوتے۔

رسول کریم ﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک علامت اُن کا حج کرنا بھی بیان فرمائی ہے حدیث شریف میں ہے:

يُحَدِّثُ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجاً اَوْ مُعْتَمِرًا او لِيُثْنِيَنَّهُمَا۔

(صحیح مسلم صفحہ 408 جلد اول حدیث نمبر 316)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یقیناً ابن مریم فج روحاء کے مقام سے حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھیں گے۔

اس حدیث میں نبی پاک ﷺ نے قسم کھا کر حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک علامت ان کا حج کرنا بیان فرمایا ہے اس لیے آپ ضرور حج فرمائیں گے اور مرزا صاحب کا مسلم اصول ہے کہ قسم والی بات میں تاویل یا استثناء نہیں ہو سکتا اور ویسے بھی مرزا صاحب حج کرنے کو سچے مسیح کی علامت مانتے رہے ہیں چنانچہ جب مرزا صاحب سے حج کرنے سے متعلق سوال ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے تو نزول کے بعد حج کرنا ہے جبکہ آپ نے تو حج نہیں کیا تو مرزا صاحب نے اپنی کتاب ایام الصلح میں یہ تسلیم کیا کہ مسیح موعود نے حج کرنا ہے لیکن ساتھ ہی اس پیشن گوئی کی اہمیت کو کم کرنے کیلئے دو مختلف تاویلات اور بہانوں کا سہارا لینے کی کوشش کی مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''اگر بموجب نصوص قرآنیہ وحدیثیہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے نہ کہ دجال کی سرکوبی تو وہ آیات اور احادیث دکھلانی چاہئیں تا ان پر عمل کیا جائے''۔

(ایام الصلح: روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 416)

پھر علماء سے سوال کرتے ہوئے لکھا:

''آپ اس سوال کا جواب دیں کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا اول اس کا فرض ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہوتے ہی حج کو چلا جائے''۔ (ایام الصلح: روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 416)

احمدی احباب! توجہ کریں کہ ایک طرف تو پہلے ہی کہہ دیا کہ میرے دعویٰ مسیحیت کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ میری وحی ہے لیکن حج سے جان چھڑانے کیلئے علماء اسلام سے مشروط احادیث کا مطالبہ کر رہے ہیں بہرحال یہاں مرزا صاحب اقرار کر رہے ہیں کہ مسیح موعود کا حج کرنا فرض ہے لیکن پہلا فرض اس کا مسلمانوں کو فتنہ دجال سے نجات دینا ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب اپنے خود ساختہ

دجال کے فتنے سے مسلمانوں کو بچا سکے؟ کیا دنیا سے مرزا صاحب کے مزعومہ دجالی فتنہ کا خاتمہ ہو گیا؟ کیا مرزا صاحب فریضہ حج کو ادا کر سکے؟ نہیں بلکہ ساری زندگی حج کرنے کا اعلان تو کیا لیکن حج نہیں کر سکے اور اس سلسلے میں مختلف تاویلات کا سہارا لیتے رہے۔ حج نہ کرنے پر مرزا صاحب کا ایک اور عذر ملاحظہ کیجئے:

''ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا''۔

(ایام الصلح: روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 417)

یہاں مرزا صاحب نے اپنے حج کو دجال کے حج کرنے کے ساتھ مشروط کر دیا حالانکہ بمطابق حدیث صحیح دجال تمام دنیا میں فتنہ فساد پھیلائے گا لیکن حرمین شریفین میں داخل نہ ہو سکے گا اس لیے مرزا صاحب نے حج سے بچنے کیلئے یہ تاویل کر دی اب نہ دجال حج کرے گا اور نہ مرزا صاحب سے مطالبہ ہوگا۔

پھر ایک بار مرزا صاحب سے سوال کیا گیا کہ آپ حج پر کیوں نہیں جاتے تو جواب میں ایک نیا عذر پیش کرتے ہوئے لکھا:

''میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل اور صلیب کی شکست ہے ابھی تو میں خنزیروں کا قتل کر رہا ہوں بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں ان سے فرصت اور فراغت ہولے''۔ (ملفوظات جلد 2: صفحہ 283 طبع جدید)

قارئین کرام! نجانے کون سے خنزیر قتل ہوئے اور کون سے باقی تھے لیکن مرزا صاحب ساری زندگی اُن باقی خنزیروں کو قتل نہیں کر سکے اور نہ مرزا صاحب کو فرصت و فراغت مل سکی کہ حج کر سکیں۔ پھر کچھ عرصہ گزرنے پر مرزا صاحب سے حج کرنے سے متعلق سوال کیا گیا تو پھر نیا عذر تراشتے ہوئے جواب دیا۔

''تمام مسلمان علماء اوّل ایک اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب

ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد5: صفحہ 248 طبع جدید)

یعنی نہ نومن تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔ اب کون شخص ہے جو پوری امت کے علماء کرام کو تلاش کرے اور ان سے مرزا صاحب کے ایک سو دعوؤں پر مہر لگوائے اور پھر درخواست لکھوائے کہ آپ جناب حج کر آئیں تاکہ ہم آپ کی بیعت کر سکیں۔

دوستو! حضرت مسیح علیہ السلام کے حج کرنے کی پیش گوئی حدیث شریف میں بیان فرمائی گئی ہے لیکن آپ دیکھئے کہ مرزا صاحب حدیث شریف کی کیسی بودی تاویلات کر رہے ہیں اور پیشگوئی کو کیسی عجیب وغریب شرائط کے ساتھ مشروط کیا جا رہا ہے۔

احمدی احباب سے میرا سوال ہے کہ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کے حج کی پیش گوئی میں مرزا صاحب کی طرف سے عائد کردہ شرائط شریعت میں ہیں؟ قرآن کی کن آیات میں ان شرائط کا ذکر ہے؟ کن احادیث میں آپ ﷺ نے ان کو مسیح کے حج کے ساتھ مشروط کیا ہے؟

مرزا صاحب کے لڑکے بشیر احمد ایم اے نے مرزا صاحب کے حج نہ کرنے پر تین عذر پیش کیے ہیں اس نے لکھا ہے:

"(پہلا عذر) تو مرزا صاحب کے مالی حالات ایسے نہیں تھے جس سے آپ پر حج فرض ہوتا، (دوسرا عذر) مرزا صاحب تبلیغ اسلام میں مصروف رہے ہیں اور فرصت نہ مل سکی، (تیسرا عذر) بعد میں فتویٰ کفر کی وجہ سے سفر محفوظ نہیں رہا تھا"۔ (ملخصا سیرت المہدی جلد3: صفحہ 119 طبع اول)

پہلی بات تو یہ ہے کہ ان تینوں عذروں میں سے ایک عذر بھی مرزا صاحب نے خود بیان نہیں کیا بلکہ موت تک حج پر جانے کا دعویٰ کرتے رہے ہیں مرزا صاحب کے اس دعویٰ کے مقابل احمدیوں کے عذر کوئی حیثیت نہیں رکھتے لیکن اگر کوئی احمدی مرزا صاحب کی بات سے متفق نہ ہو تو پہلے عذر کے حوالے سے مرزائی جواب دیں کہ اگر مرزا قادیانی کی مالی حیثیت ایسی نہیں تھی تو انہوں نے براہین احمدیہ کے جواب لکھنے پر دس ہزار کا انعامی چیلنج کیوں دیا؟ اپنی تحریروں میں خود کو رئیس قادیان

کیوں لکھتے تھے؟ اپنی بیوی کو 80 تولے سونا کہاں سے پہنایا؟ 10 ہزار روپے کے منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے مالک ہونے کا اظہار کیوں کیا؟

سچی بات تو یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا حج کرنا بطور پیشگوئی ہے جس کے لیے صاحب نصاب ہونا شرط نہیں ہے اور پھر کیا جو صاحب نصاب نہ ہو وہ حج نہیں کر سکتا کیا؟ ہر سال ہزاروں خوش قسمت باوجود صاحب نصاب نہ ہونے کے حج کی سعادت حاصل نہیں کرتے۔

مرزا بشیر احمد کا دوسرا عذر بھی کوئی قوت وصداقت نہیں رکھتا کیونکہ مرزا صاحب خود مانتے رہے ہیں کہ فتنہ دجال کے خاتمے اور خنزیروں کے قتل سے فراغت پا کر میں حج کروں گا لیکن اس اقرار و دعوے کے باوجود مرزا صاحب کا حج نہ کر سکنا مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت کی حقیقت کو بیان کرتا ہے۔

مرزا بشیر احمد کا تیسرا عذر کہ راستے مامون ومحفوظ نہ تھے تو میرا سوال ہے کہ کیا حضرت مسیح علیہ السلام نے نزول کے بعد اہل کفار سے جنگ وقتال نہیں کرنا؟ کیا یہود ونصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کے مخالف نہ ہوں گے؟ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان کا حج کرنا بیان فرمایا ہے کیا مرزا صاحب کے حج نہ کرنے سے آنحضرت ﷺ کے فرمان کی صداقت باقی رہتی ہے؟ اور پھر مرزا صاحب کو اپنی جان کے بارے میں کیا خطرہ ہے۔

''مرزا صاحب کا تو الہام ہے کہ میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے قتل وغیرہ کے منصوبوں سے میں بچایا جاؤں گا''۔

(حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 234)

دوسری جگہ اپنے الہام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''خدا فرماتا ہے کہ لوگ تیرے ہلاک اور تباہ کرنے کے لیے کوشش کریں گے مگر ہم تیرے محافظ رہیں گے''۔ (براہین احمدیہ: روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 73)

بلکہ یہ بھی الہام ہے:

''خدا تجھے دشمنوں سے بچائے گا اور اس شخص پر حملہ کرے گا جو ظلم کی راہ سے تیرے پر حملہ کرے گا''۔ (تذکرہ الشہادتین: روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 8)

اور پھر مرزا صاحب کے خدا نے یہ بھی اعلان کر رکھا تھا کہ جو تیرا ارادہ ہے وہی میرا ارادہ ہے مزید یہ کہ مرزا صاحب کا دعویٰ بھی ہے کہ:

''ہم ایسے نہیں کہ کوئی موت ہمیں خدا کی راہ سے ہٹا دے اور اگرچہ خدا کی راہ میں ہم مجروح ہو جائیں یا ذبح کیے جائیں''۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ: روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 321)

اب اس سے بہتر کون سا موقع تھا اپنے الہامات کو سچا کر دکھانے کا اور چاہیے تھا کہ مرزا صاحب اللہ پر بھروسہ کرتے اور آنحضرت ﷺ کی بات کو پورا کرنے کیلئے نکل جاتے اور اگر کہیں دشمن کو دیکھتے ہوئے توکل ٹوٹ بھی جاتا تو بہترین موقع تھا خدا کی راہ میں ڈٹ کر مجروح ہونے یا ذبح ہو جانے کا لیکن دوستو! میں انتہائی معذرت سے کہتا ہوں کہ یہ ان لوگوں کا کام ہے جو خدا کے سچے مامور ہوتے ہیں اور جن سے خدا تعالیٰ وعدہ کرے تو انہیں خدائی وعدوں پر کامل بھروسہ رہتا ہے۔الغرض مرزا صاحب پوری زندگی حج وعمرہ ادا نہ کر سکے بلکہ مرزا صاحب مکہ ومدینہ کی زیارت سے بھی محروم رہے۔حالانکہ مرزا صاحب کا ایک دعویٰ یہ بھی تھا کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔
(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 503 طبع چہارم)

☆ ایک علامت حضرت مسیح علیہ السلام کی ان کا حاکم عادل ہونا بھی بیان فرمایا گیا ہے حدیث کے الفاظ ہیں:

وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا وَّعَدَلاً۔
(صحیح بخاری صفحہ 490 جلد 1 حدیث نمبر 3448)

ترجمہ: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے''۔

اس حدیث میں بھی نبی پاک ﷺ قسم کھا کر نزول عیسیٰ علیہ السلام کو بیان فرما رہے ہیں اس

لیے اس میں تاویل یا استثناء نہیں ہوگا بلکہ ظاہر پر عمل ہوگا اور ظاہر حدیث یہی ہے کہ وہ حاکم عادل بن کر دنیا میں زندگی گزاریں گے احمدی احباب بتائیں کیا مرزا صاحب کو زندگی بھر ایک بالشت پر بھی حکمرانی حاصل ہو سکی؟

☆ صحیح مسلم شریف کی ایک حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ نشانیاں بھی بیان فرمائی گئی ہیں۔

> اِذَا بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ بْنَ مَرْيَمَ يَنْزِلُ عِنْدَ الْمِنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيْ دِمَشْقِ بَيْنَ مَهْزُوْدَتَيْنِ وَاضِعاً كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ۔
>
> ترجمہ: اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم کو بھیج دے گا پس وہ دمشق کی شرقی جانب سفید منارے کے پاس زردی مائل دو چادریں پہنے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ (صحیح مسلم جلد 2: صفحہ 401 باب الذکر الدجال)

اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مکان دمشق شہر کے مشرقی حصہ کی جامع مسجد بیان فرمائی ہے جبکہ مرزا صاحب کو ساری زندگی دمشق دیکھنا بھی میسر نہ ہوا مرزا صاحب کے سامنے جب یہ روایت پیش کر کے سوال کیا گیا کہ آپ قادیان میں ہو جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول دمشق میں ہوگا مرزا صاحب نے جواباً لکھا کہ:

''میرا دعویٰ یہ تو نہیں.... کہ کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوگا بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے''۔ (ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 138)

لیکن جب کچھ لوگ معتقد ہو گئے تو مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی کر دیا اور صحیح مسلم کی مذکورہ حدیث کی صحت کا ہی انکار کر دیا چنانچہ حدیث مسلم کے بارے میں لکھا ہے:

''یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسمٰعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے''۔ (فتح الاسلام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 209,210)

لیکن جب خیال اس طرف گیا کہ اس حدیث میں تاویل ممکن ہے اور اس کو بنیاد بنا کر دیگر

فوائد بھی حاصل کیے جاسکتے ہیں تو مرزا صاحب نے حدیث کے الفاظ عند المنارة البیضاءِ شرقی دمشـــق کی یہ تاویل کی کہ دمشق کی مشرقی جانب سے مراد قادیان ہے کیونکہ قادیان دمشق کے مشرق میں ہے اور سفید مینارہ کی حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے قادیان میں مینارہ بنانے کی مہم شروع کر دی۔ اور اسی روایت کا حوالہ دے کر شوکت اسلام کے لیے چندے کی اپیل کردی چنانچہ ایک اشتہار شائع کیا جس کا مضمون یہ ہے:

''قادیان کی مسجد جو میرے والد صاحب مرحوم نے مختصر طور پر دو بازاروں کے وسط میں ایک اونچی زمین پر بنائی تھی اب شوکت اسلام کے لیے بہت وسیع کی گئی ہے......اب اس مسجد کی تکمیل کے لئے ایک اور تجویز قرار پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کی مشرقی طرف جیسا کہ حدیث رسول کا منشاء ہے ایک اونچا مینارہ بنایا جائے اور وہ مینارہ تین کاموں کے لیے مخصوص ہو''۔

(۱) اوّل یہ کہ مؤذن اس پر چڑھ کر پنج وقت بانگ نماز دیا کرے...........

(۲) دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس مینارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصے پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائے گا...........

(۳) تیسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس مینارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصے پر ایک بڑا گھنٹہ جو چار سو یا پانچ سو کی قیمت کا ہوگا نصب کر دیا جائے گا۔ (مجموعہ اشتہارات: جلد 3 صفحہ 283,282)

مزید حدیث مسلم کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''ایک روایت میں خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ مسیح موعود کا نزول مسجد اقصیٰ کے شرقی مینارے کے قریب ہوگا''۔ (مجموعہ اشتہارات: جلد 3 صفحہ 286)

ایک اشتہار میں مرزا صاحب نے مریدوں کو چندے کی ترغیب دیتے ہوئے لکھا:

''محمد مصطفیٰ ﷺ کی یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود خدا کی طرف سے اسلام کے ضعف اور عیسائیت کے غلبہ کے وقت میں نازل ہوگا اس کا نزول ایک سفید مینارہ کے قریب ہوگا جو دمشق سے مشرقی طرف واقع ہے''۔ (مجموعہ اشتہارات: جلد 3 صفحہ 315)

ایک اشتہار میں لکھا ہے:

''اور اس مینارۃ المسیح کا خرچ دس ہزار سے کم نہیں ہے اب جو دوست اس مینارہ کی تعمیر کے لیے مدد کریں گے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت کو انجام دیں گے''۔

(مجموعہ اشتہارات: جلد 3 صفحہ 295)

دوستو! مرزا صاحب کی اس تاویل کا جائزہ لیں تو ہنسی آتی ہے کیونکہ دمشق کے مشرقی جانب سے مراد شہر دمشق کا مشرقی حصہ ہے جیسے کوئی کہے کہ سرخ عمارت قادیان کے مغرب میں ہے تو اسے قصبہ قادیان کے مغربی حصہ میں دیکھا جائے گا نہ کہ روس میں حالانکہ روس بھی قادیان کے مغرب میں ہے۔ اور اگر حدیث مبارکہ کی مراد قادیان ہی تھی تو اتنا لمبا چکر نہ کاٹا جاتا بلکہ رسول کریم ﷺ مکہ یا مدینہ سے سمت بتاتے کیونکہ مخاطبین کی سہولت اسی میں تھی اور وہاں سے قادیان دمشق کی نسبت زیادہ مشرق میں ہے اور مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ قادیان دمشق کے مشرق میں ہے غلط ہے کیونکہ قادیان دمشق سے مشرق میں نہیں بلکہ جنوب مشرق میں واقع ہے اور " فینزل عند المنارۃ البیضاء " کا صاف معنی و مفہوم یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے سفید مینارہ موجود ہوگا جس پر آپ کا نزول ہوگا یہ مطلب نہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نزول کے بعد سفید مینارہ تعمیر کرائیں گے اور اس کی تعمیر کے لیے چندوں کی اپیل کریں گے بلکہ مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت کے وقت قادیان میں کیا دور دور تک کوئی سفید مینارہ نہ تھا اور جو تعمیر کرانا چاہا وہ بھی مرزا صاحب کی وفات کے 8 سال بعد 1916ء میں مکمل ہوا۔

☆ اس حدیث شریف میں دوسری علامت بیان فرمائی کہ وہ دو زرد رنگ کی چادریں پہنے نازل ہونگے۔ مرزا صاحب نے اس حدیث کی بڑی عجیب تاویل کی ہے مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی کہ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد رنگ کی چادریں اس نے لی ہوں گی سو مجھے بھی دو بیماریاں ہیں''۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔

(ملفوظات: جلد 5 صفحہ 33,32 طبع جدید)

مزید لکھا ہے:

جیسا کے مسیح موعود کی نسبت حدیثوں میں دو زرد رنگ چادروں کا ذکر ہے ایسے ہی میرے لاحق حال دو بیماریاں ہیں ایک بیماری بدن کے اوپر کے حصے میں ہے جو اوپر کی چادر ہے اور وہ دوران سر ہے۔جس کی شدت کی وجہ سے بعض وقت میں زمین پر گر جاتا ہوں اور دل کا دوران خون کم ہو جاتا ہے اور ہولناک صورت پیدا ہو جاتی ہے اور دوسری بیماری بدن کے نیچے کے حصے میں ہے جو مجھے کثرت پیشاب کی مرض ہے۔جس کو ذیابیطس بھی کہتے ہیں اور معمولی طور پر ہر روز پیشاب بکثرت آتا ہے اور پندرہ یا بیس دفعہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔بعض اوقات قریب سو دفعہ کے دن رات میں آتا ہے اس سے بھی ضعف بہت ہو جاتا ہے۔سو یہ زرد رنگ کی دو چادریں ہیں جو میرے حصہ میں آ گئی ہیں۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم: روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 373)

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ یہ کہیں زیادہ لغو، بیہودہ اور غلط خیال ہے کہ رسول پاک ﷺ کی پیشگوئی کا مصداق پاگل پن یعنی دائمی ذہنی مرض اور دائمی پیشاب و پاخانہ وغیرہ کے مریض کو قرار دیا جائے کیا اس پر یہ سوال نہیں ہو سکتا کہ اس مصداق نے قتل دجال اور غلبہ اسلام کرنا تھا (انتہائی معذرت سے عرض ہے) کہ یا یہ دکھانا تھا کہ ہسٹریا کے دورے کیسے پڑتے ہیں؟ یا اس نے دنیا کو یہ دکھانا تھا کہ دیکھو یہ شخص کتنا اولوالعزم ہے کہ دن میں سو سو بار بیت الخلاء جیسی جگہ کے چکر لگا سکتا ہے؟ تعجب ہے کہ آنحضرت ﷺ کی احادیث مبارکہ کا یہ مطلب سمجھا جائے کیا یہ توہین حدیث نہیں ہے؟ کیا کسی ایک محدث و مجدد نے حدیث شریف کا یہ معنی بیان کیا ہے؟ کیا دنیائے عرب میں یہ تفسیر مذاق نہیں سمجھی جائے گی؟ کیا احمدی احباب مرزا صاحب میں پائی جانے والی مذکورہ علامات کو شرح صدر سے تسلیم کرتے ہیں؟ کیا ایک شخص کو دن میں سو سو بار پیشاب آنا ممکن ہے؟ اور کیا اتنی بار پیشاب کے لیے بیت الخلاء کے چکر لگانے والا شخص کوئی کام سکون سے کر سکتا ہے؟ اور کسی کام کے لیے کھلا وقت دے سکتا ہے؟

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زمین پر قیام کی مدت کا دورانیہ بھی حدیث شریف میں بیان

فرمایا گیا ہے حدیث شریف میں ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ یَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ خَمْساً وَّ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً۔ (مشکوۃ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام فصل ثالث صفحہ 480)

ترجمہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف نازل ہوں گے وہ نکاح کریں گے اوران کی اولا دہوگی اور وہ (حضرت مسیح علیہ السلام) زمین پر 45 سال رہیں گے۔

جب کہ مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کے قیام کی مدت چالیس سال لکھی ہے اوراس سلسلے میں مرزا صاحب کا چہل سالہ دعوت کا الہام بھی ہے چنانچہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب نشان آسمانی میں شاہ نعمت اللہ کے مندرجہ ذیل شعر کو نقل کیا ہے:

''تا چہل سال اے برادرِ من دور آں شہسواری بینم

یعنی اس روز سے جو وہ امام ملہم ہوکر اپنے تئیں ظاہر کرے گا، چالیس برس تک زندگی کرے گا اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کیلئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ ۸۰ برس تک یا اسکے قریب تیری عمر ہے سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے جن میں سے دس برس کامل گزر بھی گئے''۔

(نشان آسمانی: روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 374)

مذکورہ الفاظ حدیث کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام بعد نزول کے پینتالیس سال زمین پر قیام فرمائیں گے جب کہ مرزا صاحب کے عقیدے کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کی نزول کے بعد قیام کی مدت چالیس سال ہے اب اگر دونوں اعتبار سے دیکھا جائے تو مرزا صاحب ہرگز مسیح نہیں بن سکتے کیونکہ مرزا صاحب نے دعویٰ مسیحیت 1894ء میں کیا اور 1908ء میں انتقال ہوگیا اس طرح مرزا صاحب کی مسیحیت کی کل مدت 14 سال ہوئی جبکہ حدیث شریف میں حضرت مسیح علیہ السلام کے قیام کی مدت 45 سال بیان فرمائی گئی ہے اور اگر دعویٰ مسیحیت کے سن کا حساب مرزا

صاحب کی مذکورہ تحریر نشان آسمانی رسالہ کی ہے جو کہ مرزا صاحب نے 1892ء میں تحریر کیا اب اس رسالہ میں یہ لکھنا کہ میرے دعویٰ مسیحیت کو دس برس کامل بھی گزر گئے اس اعتبار سے بھی دیکھا جائے تو مرزا صاحب کا دعویٰ مسیحیت کا سال 1882ء بنتا ہے جبکہ مرزا صاحب 1908ء میں انتقال ہوا اس طرح بھی دعویٰ مسیحیت کے کل 26 سال بنتے ہیں۔

فائدہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق احادیث میں نزول کا لفظ آیا ہے جس سے مراد آسمان سے اترنا ہے جبکہ مرزا صاحب آسمان سے نازل نہیں ہوئے بلکہ پیدا ہوئے تھے اس لیے اپنے دعویٰ مسیحیت کے لیے مرزا صاحب کو لفظ نزول کے معنی کو بھی بدلنا پڑا لیکن یہاں بھی مرزا صاحب متضاد نظریات کے حامل رہے ہیں اور نزول کے مختلف معنی لکھے ہیں چنانچہ ایک جگہ نزول کا معنی ''پیدا ہونا'' کیا ہے اب اگر نزول سے پیدائش مراد لی جائے تو پھر بمطابق مذکورہ حدیث جس میں مسیح کی عمر 45 سال درج ہے مرزا صاحب کی عمر پینتالیس سال ہونی چاہیے تھی جبکہ مرزا صاحب کی عمر 68 یا 69 سال ہوئی ہے۔

ایک جگہ مرزا صاحب نے نزول سے مراد ''دعویٰ مسیحیت'' لیا ہے مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا...... یہ معقول تعبیر ہوگی کہ حضرت مسیح اپنے ظہور کے وقت یعنی اس وقت میں کہ جب وہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کریں گے کسی قدر بیمار ہوں گے''۔

(ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 142,143)

اس عبارت میں مرزا صاحب نے نزول سے دعویٰ مسیحیت کا سن مراد لیا ہے اور مرزا صاحب نے دعویٰ مسیحیت 1894ء میں کیا لہٰذا اگر اس میں 45 سال ملائے جائیں تو مرزا صاحب کا 1936ء میں انتقال ہونا چاہیے تھا لیکن مرزا صاحب کا 1908ء میں انتقال ہوا ہے غرض یہ کہ کسی بھی زاویہ سے دیکھا جائے مرزا صاحب کسی طور پر احادیث شریف میں بیان کردہ مسیحیت کے معیار

پر پورا نہیں اترتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اسلامی نظریہ یہ ہے کہ وہ اپنی دوبارہ آمد پر جہاں یہود کے باطل عقائد کا رد کریں گے وہاں اپنی قوم نصاریٰ کے بگاڑ کی بھی اصلاح فرمائیں گے اور نصاریٰ کے اعتقادی بگاڑ کی ساری بنیاد عقیدہ تثلیث کے کنارہ اور صلیب پرستی پر ہے اس لیے آپ کی آمد سے ان کے باطل عقائد کی تردید ہو جائے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں اسلام پورے عالم پر غالب آجائے گا۔

مرزا صاحب نے بھی اس کا اقرار کرتے ہوئے لکھا ہے:

یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے " ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ " یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔

(چشمہ معرفت: روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 91)

" مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کو قتل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں میں آسمان سے اُترا ہوں ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے......... اگر میں چپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رکی بھی رہے تو تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لیے دئے گئے ہیں"۔

(فتح الاسلام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 11)

" میں بڑے زور سے اور پورے یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ

فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹادے اور اسلام کو غلبہ اور قوت دے اب کوئی ہاتھ اور کوئی طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کا مقابلہ کرے وہ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہے''۔

(لیکچر لدھیانہ: روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 290)

قاضی نظر حسین ایڈیٹر اخبار قلقل بجنور کے نام ایک خط میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''میرا کام جس کے لیے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں''۔ والسلام! فقط: غلام احمد۔

(مکتوبات احمدیہ: جلد 1 صفحہ 498)

مرزا صاحب کے اس اعلان کی مزید تائید ان کی مندرجہ ذیل تحریروں سے بھی ہوتی ہے:

''میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے پوری نہ ہو اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤں گا کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں سکتے اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا''۔

(حقیقت الوحی: (حاشیہ) روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 428,427)

پھر اس عبارت کے شروع میں یہ بھی ہے:

''میرا یہ اعلان صرف میری اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے''۔

(حقیقت الوحی (حاشیہ) روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 419,418)

مذکورہ تین اقتباسات سے مرزا صاحب کے مندرجہ ذیل دعوے سامنے آئے ہیں۔

☆ مرزا صاحب کی آمد سے دین اسلام کو عالمگیر غلبہ ملے گا۔

☆ مرزا صاحب کے زمانے میں تمام مذاہب اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔

☆ غلبہ اسلام اور نور توحید کو دنیا میں پھیلانے کیلئے اللہ نے مجھے بھیجا ہے۔

☆ مجھے اس لیے بھیجا گیا ہے تاکہ صلیبی عقیدہ پاش پاش ہو جائے۔

☆ اگر میں نہ کچھ کہوں نہ لکھوں تب بھی میرے ساتھ بھیجے فرشتوں کے ذریعے صلیب ٹوٹے گی اور خنزیر قتل کیے جائیں گے۔

☆ اب یقیناً اسلام دنیا پر غالب آئے گا اور مذاہب باطلہ مٹ جائیں گے۔

☆ اگر میرے زمانے میں بجائے تثلیث کے توحید نہ پھیلی تو میں جھوٹا ہوں۔

☆ جو کام مہدی و مسیح نے کرنے تھے وہ میں نے مکمل کر لیے تو سچا ورنہ جھوٹا ہوں۔

☆ جب تک میں نے اپنے کام پورے نہ کیے مجھے موت نہیں آنی۔

☆ میرے ذریعے سے غلبہ اسلام کا ہونا اور مذاہب باطلہ کا مٹ جانے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ ہو چکا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب مذکورہ مقاصد کو حاصل کر سکے؟ ہم مرزا صاحب کے گھر سے چلتے ہیں۔ کیا چھوٹی سی بستی قادیان کے کل ہندو، سکھ، آریہ، عیسائی مسلمان ہو گئے؟ کیا قادیان میں غلبہ اسلام اور نور توحید پھیل سکا؟ کیا قادیان سے صلیبی عقیدہ پاش پاش ہو گیا؟ کیا قادیان میں موجود مذاہب باطلہ مٹ گئے؟ احمدی احباب گورداس پور پھر پنجاب، پھر ہندوستان اور پھر ایشیا کے دیگر ممالک اور پھر پوری دنیا کا جائزہ لیں کیا مرزا صاحب کے ذریعے تمام دنیا میں صلیبی عقیدہ پاش پاش ہو گیا؟ کیا کسر صلیب ہو سکا؟ کیا نور توحید دنیا میں پھیل سکا؟ کیا اسلام غالب آ گیا؟ کیا مذاہب باطلہ مٹ گئے؟ اگر تو واقعتاً مرزا صاحب کو مذکورہ مقاصد میں کامیابی مل گئی تو وہ مسیح موعود ہیں لیکن اگر مرزا صاحب ان مقاصد میں کامیابی حاصل نہیں کر سکے تو احمدی احباب کو غور و فکر کرنا چاہیے اور حقیقت بھی ایسی ہی ہے کہ مرزا صاحب اپنے بیان کردہ مقاصد میں بری طرح ناکام ہوئے ہیں خود مرزا صاحب کا اپنا اقرار ہے کہ میرے زمانے میں عیسائیت کو بہت عروج ملا ہے مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''اور جب تیرھویں صدی نصف سے زیادہ گذر گئی تو یکدفعہ اس دجّالی گروہ کا خروج ہوا اور پھر ترقی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ اس صدی کے آخر میں بقول پادری ہیکر صاحب پانچ لاکھ تک صرف ہندوستان میں ہی کرسٹان شدہ لوگوں کی نوبت پہنچ گئی اور اندازہ کیا گیا کہ قریباً بارہ سال میں ایک لاکھ آدمی عیسائی مذہب میں داخل ہوجاتا ہے''۔

(ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ نمبر 364)

احمدی احباب بتائیں کیا یہی کسر صلیب ہے دوسری جگہ اپنی ناکامی و شکست کا اقرار کرتے ہوئے لکھا ہے:

''مجھے افسوس ہے کہ میں اس کی راہ میں اطاعت اور تقویٰ کا حق بجا نہیں لا سکا جو میری مراد تھی اور اس کے دین کی وہ خدمت نہیں کرسکا جو میری تمنا تھی میں اس درد کو ساتھ لے جاؤں گا کہ جو کچھ کرنا چاہیئے تھا میں کر نہیں سکا اس خدائے کریم نے میرے لیے اور میری تصدیق کیلئے وہ عجائب کام اپنی قدرت کے دکھلائے جو اپنے خاص برگزیدوں کیلئے دکھلاتا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ میں اس عزت اور اکرام کے لائق نہ تھا جو میرے خداوند نے میرے ساتھ معاملہ کیا۔ (یعنی کسر صلیب، غلبہ اسلام میں نہیں کرسکا) جب مجھے اپنے نقصان کی طرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیڑا ہوں نہ کہ آدمی اور مردہ ہوں نہ کہ زندہ''۔

(تتمہ حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 493)

معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کی ساری بھاگ دوڑ اور شور شرابہ محض فضول اور بے نتیجہ رہی مرزا صاحب اپنے بیان کردہ مقاصد کسر صلیب اور غلبہ اسلام میں قطعاً کامیاب نہ ہوسکے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کی آمد سے جو ترقی عیسائیت کو ملی ماضی میں کبھی حاصل نہیں ہوسکی مرزا صاحب کی وفات کے بعد بھی مرزا صاحب کے بیان کردہ مقاصد حاصل نہ ہوسکے اور عیسائیت روز بروز ترقی کرتی رہی مرزا صاحب کے لڑکے مرزا البشیر الدین محمود نے عیسائیت کی ترقی پر تبصرہ ملاحظہ کیجئے:

''کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کے 137 مشن کام کررہے

ہیں۔یعنی ہیڈ مشن۔ان کی برانچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے،ہیڈ مشن میں اٹھارہ سو سے زائد پادری کام کر رہے ہیں۔403 ہسپتال ہیں جن میں 500 ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔43 پریس ہیں اور تقریباً 100 اخبارات مختلف زبانوں میں چھپتے ہیں۔51 کالج 617 ہائی اسکول اور 61 ٹریننگ کالج ہیں۔ ان میں ساٹھ ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہیں ۔مکتی فوج میں 308 یورپین اور 2886 ہندوستانی مناد کام کرتے ہیں اس کے ماتحت 507 پرائمری اسکول ہیں جن میں 18675 طالب علم پڑھتے ہیں۔18 بستیاں اور گیارہ اخبارات ان کے اپنے ہیں،اس فوج کے مختلف اداروں کے ضمن میں 3290 آدمیوں کی پرورش ہورہی ہے اور ان سب کی کوششوں اور قربانیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے روزانہ 224 مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہورہے ہیں۔اس کے مقابلے میں مسلمان کیا کر رہے ہیں وہ تو اس کام کو شاید قابل توجہ بھی نہیں سمجھتے احمدی جماعت کو سوچنا چاہیے کہ عیسائی مشنریوں کے اس قدر وسیع جال کے مقابلہ میں اس کے مساعی کی حیثیت کیا ہے۔ ہندوستان بھر میں ہمارے دو درجن مبلغ ہیں اور وہ بھی جن مشکلات میں کام کر رہے ہیں،انہیں ہم لوگ خوب جانتے ہیں۔(یہ تو صرف ہندوستان کے حالات ہیں باقی دنیا کے اور ہیں) (روزنامہ الفضل قادیان مورخہ 19 جون 1941ء صفحہ 5)

الفضل کی یہ شہادت مرزا صاحب کی وفات سے 33 سال بعد کی ہے،جس سے معلوم ہوا کہ نہ مرزا صاحب کے دعوے سے عیسائیت کا کچھ بگڑا،نہ تثلیث کے بجائے توحید پھیلی،نہ عیسائیت کے پھیلاؤ کو روکنے میں انہیں کامیابی ہوئی۔

اب جب کہ مرزا صاحب کی وفات کو ایک صدی سے زائد کا عرصہ بیت چکا ہے عیسائیت کو مزید ترقی مل چکی ہے دنیا کی بہت بڑی تعداد آج بھی عقیدہ تثلیث کے شیدائی ہیں اور عقیدہ تثلیث کے معتقدات کے قائلین بڑی بڑی ریاستوں کے حکمران ہیں جبکہ دنیا کی معیشت پر بھی قابض ہیں اور خود جماعت احمدیت انہی کے باج پر گزارہ کر رہی ہے۔

اپنی کتاب انجام آتھم میں تو مرزا صاحب نے قسم کھا کر کہا ہے کہ مذکورہ بالا مقاصد مجھے

زندگی ہی میں حاصل ہو جائیں گے۔

مرزا صاحب اپنی کتاب ''انجام آتھم'' میں لکھتے ہیں:

''اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرجانا ضروری ہے یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہوا اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا اور خدا جانتا ہے کہ میں ہرگز کاذب نہیں''۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 314 تا 319)

مرزا صاحب کی یہ تحریر غالباً جنوری 1897 کی ہے، گویا سچا ہونے کی صورت میں مرزا صاحب کو 1903ء تک یہ سارے کارنامے انجام دینے تھے اور اگر وہ یہ شرط پوری نہ کر سکے تو انہوں نے اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لینے کی قسم کھا رکھی تھی۔ سات سال کے عرصے میں مرزا صاحب نے جن کارناموں کا وعدہ کیا تھا وہ ان سے ظاہر نہ ہو سکے نتیجہ ان تحریروں سے آپ خود اخذ کرلیں میں مختصراً عرض کر دیتا ہوں۔

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں ان کے ذریعہ سے تمام ادیان باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور دین اسلام کو ایسا غلبہ ہوگا کہ دنیا کی تمام قومیں ایک ہو جائیں گی۔ یعنی سب مسلمان ہو کر ایک قوم کہلائے گی۔ اس پر خوب نظر رہے کہ ان اقوال میں صرف ایک دین عیسائیت یا موسوی کے نیست و نابود کرنے کا دعویٰ نہیں کرتے بلکہ تمام باطل دینوں کے نیست و نابود کرنے کا دعویٰ ہے اور اس کی ابتدائی حالت یہ بیان کرتے ہیں کہ ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے گا۔ یعنی اسلام سے کوئی خارج نہ ہوگا بلکہ ہر طرف سے غیر مسلم اس میں داخل ہوں گے۔ یہ دعویٰ غالباً 1897ء کا ہے۔ اس کے بعد دس برس سے زیادہ مرزا صاحب زندہ رہے مگر

1908ء میں ان کا انتقال ہے اب انہیں مسیح موعود ماننے والے فرمائیں کہ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے مگر جو کام اس کا بیان کیا تھا یا اس کی ابتدائی حالت لکھی تھی کہ ہر طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے گا کیا اس کا وجود پایا گیا؟ اس بیان کے بعد خاص دین عیسوی کی نسبت کہتے ہیں کہ ''عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا''۔ اس جملہ سے یہ بھی بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ امور ان کے وقت میں ظاہر ہوں گے پہلے تمام ادیان باطلہ کے فنا ہونے کا لکھا تھا اس میں عیسائی مذہب کا فنا ہونا بھی آ گیا تھا مگر اس کے بعد خاص طور پر اس کا ذکر کرنا اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر دنیا پر اس کا غلبہ ہے۔ اس لیے یہ دعویٰ کیا گیا کہ مسیح موعود کی وہ شان ہے کہ دنیا کے تمام بادشاہ ان کے آگے سرنگوں ہو جائیں گے۔ یعنی اسلام لا کر مسیح موعود کے مطیع ہوں گے آخری جملہ بھی اس مطلب کا مؤید ہے۔ ''دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے'' کا مطلب یہی ہوگا کہ اس سے پہلے دنیا کفر سے بھری تھی اب مرزا صاحب کی وجہ سے اسلام سے بھر جائے گی اس اعلانیہ اور روشن دعوے کے بعد قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر مسیح موعود کی مذکورہ علامات کا ظہور میرے ذریعہ سے نہ ہو تو میں اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لوں گا۔ اس قسم کے بعد مرزا صاحب گیارہ برس سے زیادہ زندہ رہے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے خوب دیکھا کہ جو علامتیں مسیح موعود کی انہوں نے خود بیان کی تھیں وہ ان میں نہیں پائی گئیں۔

عجیب لطیفہ:

بہر حال مرزا صاحب کی آمد سے آج تک کے حالات بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب کی آمد سے نہ کسر صلیب ہوا اور نہ ہی اسلام کو عالمی غلبہ نصیب ہوا اور مجھے پورا شرح صدر ہے کہ مرزا صاحب کو اپنی ناکامی کا استحضار ہو چکا تھا اس لیے مرزا صاحب کو اپنا منصب بھی بدلنا پڑا اور مرزا صاحب نے الہاماً اپنے موسیٰ ہونے کا بھی اعلان کر دیا۔

مرزا صاحب نے اپنے الہام میں لکھا ہے:

''عیسیٰ ابن مریم کے ظہور سے تو لوگ کچھ بھی متنبہ نہ ہوئے اب میں اپنے اس بندہ کو موسیٰ کی صفات میں ظاہر کروں گا اور فرعون اور ہامان کو وہ دن دکھاؤں گا جس سے وہ ڈرتے تھے۔ سوائے عزیزو! ایک مدت تک میں مسیح بن مریم کے رنگ میں دُکھ اُٹھاتا رہا اور جو کچھ قوم نے کرنا چاہا میرے ساتھ کیا اب خدا میرا نام موسیٰ رکھتا ہے''۔ (تتمہ حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 520)

''احمدی احباب! مرزا صاحب کی اس نئی تبدیلی دعویٰ کو ملاحظہ کریں مرزا صاحب نے پہلے نزول عیسیٰ علیہ السلام کے مصداق کو بدلتے ہوئے خود کو مسیح کہا اور پھر صاحب منصب کے ساتھ ساتھ تمام متعلقات، الفاظ، رفع نزول، توفی، خلت، کسر صلیب، قتل دجال، قتل خنزیر، حاکم عادل، مدفن، غلبہ اسلام غرض تمام متعلقات کو بدل دیا اسی طرح قرآنی آیات کی تفسیر وتشریح اُصول علم صرف و نحو، معانی ولغت اور احادیث نبویہ کا مصداق اور ان کے مندرجات سب کو یکسر تبدیل کر دیا لیکن جب ان تمام تاویلات اور تکلفات سے بھی کام نہیں بنا تو اللہ تعالیٰ کو مقاصد کے حصول کے لیے صفات بدلتے ہوئے جمالی عیسیٰ سے جلالی موسیٰ بنانا پڑا نعوذ باللہ۔

قبر مسیح علیہ السلام کے بارے میں مرزا صاحب کے نظریات

احمدی احباب مرزا صاحب کے کارناموں میں سے ایک بڑا کارنامہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور پھر ان کی قبر کی دریافت بتانا ہے جماعت احمدیہ کے عقیدے کے مطابق یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا لیکن انھیں سولی پر موت نہیں آئی بلکہ وہ آندھی چلنے کے سبب سولی سے گرے اور پھر بھاگ کر کشمیر آ گئے سرینگر میں ان کا انتقال ہوا اور محلہ خان یار میں اُن کی تدفین ہوئی اور آج بھی محلہ خان یار میں اُن کی قبر موجود ہے۔

لیکن احمدی احباب کو بڑی حیرت اور تعجب ہوگا کہ مرزا صاحب اپنے دیگر دعوؤں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے بارے میں بھی متضاد نظریات کے حامل رہے ہیں قبر مسیح علیہ السلام کے حوالے سے کبھی کہا کہ اُن کی قبر اپنے وطن گلیل میں واقع ہے کبھی کہا کہ ان کی قبر بلاد شام میں ہے، کبھی کہا ان کی قبر یروشلم میں ہے اور کبھی کہا کہ ان کی قبر سرینگر میں ہے مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ:

''یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا لیکن یہ ہرگز سچ نہیں ہے کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا''۔ (ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 353)

دیکھئے اس عبارت میں مرزا صاحب صراحتاً لکھ رہے ہیں کہ سچی بات یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے وطن گلیل میں فوت ہوئے ہیں لیکن مرزا صاحب خود زیادہ عرصہ اس سچائی پر قائم نہیں رہے ملاحظہ کیجئے:

''اور لطف تو یہ کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے اور ہم زیادہ صفائی کے لیے اس جگہ حاشیہ میں اخویم حبی فی اللہ سید مولوی محمد السعیدی طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انہیں کی حدود میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے اور اگر کہو کہ وہ قبر جعلی ہے تو اس جعل کا ثبوت دینا چاہئے اور ثابت کرنا چاہیے کہ کس وقت یہ جعل بنایا گیا ہے اور اس صورت میں دوسرے انبیاء کی قبروں کی نسبت بھی تسلی نہیں رہے گی اور امان اٹھ جائے گا اور کہنا پڑے گا کہ شاید وہ تمام قبریں جعلی ہی ہوں''۔ (اتمام الحجۃ: روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 296,297)

لیکن پھر مرزا صاحب نے خود ہی شام کی قبر کو جعلی قبر ثابت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سرینگر کے محلّہ خان یار میں ہے ملاحظہ کیجئے:

''اور یہی سچ ہے کہ مسیح فوت ہو چکا اور سرینگر محلّہ خان یار میں اس کی قبر ہے''۔
(کشتی نوح: روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 76)

''جو سرینگر میں محلّہ خان یار میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے وہ درحقیقت بلا شک وشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے''۔ (راز حقیقت: روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 172)

دوستو! قبر مسیح علیہ السلام کے حوالے سے آپ نے مرزا صاحب کے متضاد نظریات ملاحظہ کیے:
سوچیے یہ اس شخص کے حالات ہیں جو عیسیٰ پرستی کے بت کو توڑنے کے لیے آیا تھا جس کے آنے کا مقصد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت دینا تھا جس نے مختلف قوموں کو ایک جھنڈے تلے جمع کرنا تھا اور مرزا صاحب کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ:

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی مجھے خطا پر قائم نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے اور شیاطین کے راستوں سے میری حفاظت کرتا ہے''۔

(نور الحق: روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272)

ترجمہ: ''میں نے کسی کتاب میں کبھی کوئی چیز قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف نہیں لکھی''۔ (حمامۃ البشریٰ: روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 285)

ترجمہ: ''خدا جانتا ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور میں نے کبھی کوئی ایسا کلمہ تک نہیں کہا جو خلاف خدا تعالیٰ ہو اور میری زندگی میں مخالفت خداوندی کبھی میرے قلم سے سرزد نہیں ہوئی''۔ (حمامۃ البشریٰ: روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 186)

''اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربے سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے''۔

(آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ 93)

ان کے علاوہ بھی مرزا صاحب نے بہت بلند بانگ دعوے کیے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اولاً تو مرزا صاحب سے غلطی کا صدور ہی ناممکن ہے اور اگر کوئی غلطی ہو بھی جائے تو پلک جھپکنے سے پہلے الہام یا روح القدس کے ذریعے اصلاح کر دی جاتی ہے لیکن تعجب ہے کہ مرزا صاحب ایک لمبے عرصے تک حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کے بارے میں بھی متضاد نظریات کے حامل رہے اور بڑے پرزور انداز سے انہی نظریات کا پرچار بھی کرتے رہے۔

میں احمدی احباب سے پوچھتا ہوں کہ مرزا صاحب کو پہلی دو قبروں کا علم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہوا یا مرزا صاحب نے از خود کہا تھا اگر تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی گئی تھی تو کیا اللہ تعالیٰ کا علم اتنا ناقص ہو سکتا ہے؟ اور اگر مرزا صاحب نے از خود کہا تو پھر مرزا صاحب کہ ''میں وہی کہتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے'' اور ''ملہم لوگ اللہ تعالیٰ کے بلانے سے بولتے ہیں'' جیسے دعوؤں کا کیا مطلب ہے؟ اور مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ ''مجھے پلک جھپکنے کے بقدر بھی غلطی پر باقی نہیں رکھا جاتا'' ''روح

القدس کی قدسیت ہر لمحے میرے ساتھ ہوتی ہے'' جیسے دعووں کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟ آخر مرزا صاحب کو ابتداءً درست عقیدہ کیوں نہیں بتایا گیا؟ آخر مرزا صاحب کو لمبے عرصے تک غلطی پر کیوں باقی رکھا گیا؟ آخر کیوں روح القدس کی قدسیت نے مرزا صاحب کی رہنمائی نہیں کی؟

حضرت مسیح علیہ السلام کی عمر کے بارے میں مرزا صاحب کے نظریات:

احمدی احباب یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کل عمر 120 سال ہوئی ہے جس میں سے 87 سال انہوں نے کشمیر میں گزارے ہیں۔

دوستو! آپ کو یہ جان کر مزید حیرت ہوگی کہ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کے بارے میں بھی متضاد نظریات کے حامل رہے ہیں ملاحظہ کیجئے:

''حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی 120 برس کی عمر ہوئی تھی''۔

(راز حقیقت: روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 154)

دوسری جگہ لکھا ہے:

اور احادیث میں معتبر روایتوں سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسیح کی عمر 125 برس کی ہوئی ہے۔ (مسیح ہندوستان میں: روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 55)

ایک اور جگہ یہ لکھا ہے:

''اور احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ (صلیب) کے بعد عیسیٰ ابن مریم نے 120 برس کی عمر پائی''۔ (تذکرۃ الشہادتین: روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 29)

(جبکہ احمدی عقیدے کے مطابق واقعہ صلیب 33 برس کی عمر میں ہوا جس کا حاصل یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے 153 برس کی عمر پائی)۔

میری احمدی احباب سے گزارش ہے کہ وہ اپنے مربیان سلسلہ سے اُن احادیث کا مطالبہ کریں جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کی عمر 120 سال، 125 سال اور 153 سال بیان فرمائی گئی ہے یقیناً اس مطالبے سے مربیان سلسلہ کا عجز واضح ہو جائے گا۔

دوستو! میں آخر میں پھر آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل عبارات کو پڑھیں اور مرزا صاحب کے بارے میں سوچیں کہ وہ کس درجے میں شمار ہوتے ہیں۔

''بزرگوں کے کلام میں تناقض روا نہیں'' (ست بچن: روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 141)

''اور ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق''۔ (ست بچن: روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 143)

مگر صاف ظاہر ہے کہ کسی سچیار اور عقلمند اور صاف دل انسان کی کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے''۔ (ست بچن: روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 142)

''تناسخ کا قائل ہونا اسی شخص کا کام ہے جو پرلے درجہ کا جاہل ہو جو اپنے کلام میں متناقض بیانوں کو جمع کرے اور اس پر اطلاع نہ رکھے''۔ (ست بچن: روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 141)

''اور جھوٹے کی کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے''۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ: روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 275)

ان تمام من گھڑت تاویلات، استعارات اور تکلفات کے باوجود احمدی احباب مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت کو بڑے زور سے بیان کرتے ہیں اور مرزا صاحب کو احادیث مبارکہ میں بیان کردہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کی پیشن گوئی کا مصداق سمجھتے ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام مرزا صاحب کی نگاہ میں:

احمدی احباب کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مثیل ہیں حالانکہ مرزا صاحب جن کے مثیل ہونے کے دعویدار ہیں ان کے بارے میں کیا لکھتے ہیں ملاحظہ کیجئے:

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''مسیح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا۔ ایک کھاؤ، پیو، شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا''۔ (نور القرآن: روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 387)

''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے''۔

(کشتی نوح: حاشیہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 71)

''یسوع اس لیے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بدنتیجہ ہے''۔ (ست بچن حاشیہ: روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 296، ج10)

مرزا صاحب کی کتب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شراب پینے کے چند حوالے آپ کے سامنے پیش کیے کیا ان حوالہ جات سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مرزا صاحب کے نزدیک حضرت سیدنا المسیح ابن مریم شراب پیا کرتے تھے اور ایک کھاؤ پیو اور بدکار شخص تھے (نعوذ باللہ)

مرزا صاحب اپنی مجالس میں انہی عقائد و نظریات کا اعلان و اقرار کرتے رہتے تھے۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق بھی اڑایا کرتے تھے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لیے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی''۔

(نسیم دعوت،: روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 434,435)

مرزا صاحب کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بدکار عورتوں سے بھی تعلق تھا ملاحظہ کیجئے:

''ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے کبھی ہاتھ لمبا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما اور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے اور گود میں تماشہ کر رہی ہے۔ یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرد اور ایک

خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے۔ جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے، کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسبی کے چھونے سے یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا۔ کم بخت زانیہ کے چھونے سے اور ناز و ادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہو گا۔ اسی وجہ سے یسوع کے منہ سے یہ بھی نہ نکلا کہ اے حرام کار عورت مجھ سے دور رہ اور یہ بات انجیل سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت طوائف میں سے تھی اور زنا کاری میں سارے شہر میں مشہور تھی"۔ (نور القرآن: روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 449)

"آپ (یسوع مسیح) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں زِنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان میں ہے ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے"۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 291)

"(اور اسلام) نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھاتا ہے کہ خدا نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ صرف نو مہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گناہ گار جسم سے جو بنت سبع اور تمر اور راحاب جیسی حرامکار عورتوں کے خمیر سے اپنی فطرت میں ابنیت کا حصہ رکھتا تھا خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں۔ جیسے خسرہ چیچک، دانتوں کی تکالیف وغیرہ تکلیفیں وہ سب اٹھائیں اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آ گئی.........وجہ یہ ہے کہ وہ (خدا تعالیٰ) پہلے ہی اپنے فعل اور قول میں ظاہر کر چکا ہے کہ وہ ازلی ابدی اور غیر فانی ہے اور موت اس پر جائز نہیں۔ ایسا ہی یہ بھی نہیں

کہہ سکتے کہ وہ کسی عورت کے رحم میں داخل ہوتا اور خون حیض کھاتا اور قریباً نو ماہ پورے کر کے سیر ڈیڑھ سیر کے وزن پر عورتوں کی پیشاب گاہ سے روتا چلاتا پیدا ہو جاتا ہے اور پھر روٹی کھاتا اور پاخانہ جاتا اور پیشاب کرتا اور تمام دکھ اس فانی زندگی کے اٹھاتا اور آخر چند ساعت جان کندنی کا عذاب اُٹھا کر اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتا ہے''۔ (ست بچن: روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 297-298)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کو برساتی کیڑے مکوڑوں کی پیدائش سے تشبیہ دیتے ہوئے لکھا ہے:

''جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدمؑ بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰؑ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے''۔

(چشمہ مسیحی: روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 356)

''مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں ۔جیسے بہرا اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے''۔ (نور القرآن: روحانی خزائن جلد نمبر 9 صفحہ 392,393)

توہین آمیز عبارات پر مربیان سلسلہ کی دفاعی حیثیت:

عام طور پر جب کوئی احمدی اپنے مربی سے ان عبارات کے بارے میں سوال کرے تو مربی کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ یہ مرزا صاحب کے عقائد نہیں ہیں بلکہ مرزا صاحب نے عیسائیوں کو الزامی جواب دینے کی غرض سے انجیل کی عبارت کو نقل کر کے یسوع کی پوزیشن واضح کی ہے۔

اس کا جواب اور ساتھ ہی سوال یہ ہے کہ مہدویت، مسیحیت اور نبوت کا دعویدار کا یہی کام ہے کہ سچے نبیوں کے بارے میں جو باتیں گھڑی گئیں ہیں انہیں اعتراضات بنا کر نقل کرے؟ پھر

انجیل و بائبل سے حضرت مسیح علیہ السلام کی پوزیشن تب واضح ہو جبکہ وہ محرف و مبدل نہ ہوں بلکہ بائبل کے متعلق تو مرزا صاحب کا اپنا عقیدہ ہے کہ اس میں تغیر و تبدل ہو چکا ہے۔ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''سچ تو یہ بات ہے کہ وہ کتابیں (تورات و انجیل) آنحضرت ﷺ کے زمانہ تک ردی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت جھوٹ ان میں ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف و مبدل ہیں وہ اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں''۔

(چشمہ معرفت: روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 266)

''قرآن شریف نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ انجیل و تورات سے صلح کرے گا بلکہ ان کتابوں کو محرف و مبدل اور ناقص اور ناتمام قرار دیا''۔

(دافع البلاء: روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 239)

اور پھر مرزا صاحب کا اپنا قول ہے:

''خدا کا جلال اس شخص کو ہرگز نہیں ملتا، جو ان انجیلوں کی پیروی کرتا ہے''۔

(تریاق القلوب: روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 142)

یہ بھی یاد رہے کہ مرزا صاحب نے بہت سی عبارات اور الزامات جو سیدنا المسیح عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام کی شان میں نقل کیے ہیں وہ ان محرف و مبدل کتابوں میں بھی موجود نہیں ہیں میری احمدی احباب سے گزارش ہے کہ مرزا صاحب کی یہ عبارات تحریف شدہ اناجیل سے ہی دکھا دیں۔

آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت بھی تھی۔ (انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289)

یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا۔ (ست بچن: روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 295)

حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ (انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290)

آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے کچھ نہیں تھا۔ (انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 291)

یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

شراب پیا کرتے تھے۔ (کشتی نوح: روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 71)

ایک کنجری خوبصورت ایسے قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے۔

(نورالقرآن: روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 449)

گود میں تماشا کر رہی ہے۔ (نورالقرآن: روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 449)

یسوع صاحب حالت وجد میں بیٹھے ہیں۔ (نورالقرآن: روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 449)

حضرت مسیح علیہ السلام ہیجڑوں والی صفات سے متصف تھے۔

(نعوذ باللہ) (ملخصاً روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 393,392)

حضرت مسیح کی ولادت بن باپ میں کوئی خوبی نہیں بلکہ برسات کے کیڑے کے مانند ہے جو بن باپ پیدا ہو جاتے ہیں۔ (چشمہ مسیحی: روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 356)

حضرت عیسیٰ مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے تولّد پا کر مدت تک بھوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دکھ اُٹھاتا رہا۔ (براہین احمدیہ: روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 442,441)

مرزا صاحب نے اپنے انہی عقائد پر قرآن کریم کو بطور دلیل بنایا ہے مرزا صاحب نے لکھا ہے:

”لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ، نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر حرام کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے“۔ (دافع البلاء: روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 220)

اس عبارت میں مرزا صاحب نے صاف الفاظ میں اپنے عقیدہ کا اظہار کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت مسیح علیہ السلام کو حصور اس لیے نہیں فرمایا کیونکہ:

☆ مسیح شراب پیتا تھا۔

☆ فاحشہ عورت نے اپنی بدکاری کی کمائی کے روپے سے خریدا ہوا عطر مسیح کے سر پر ملا۔

☆ فاحشہ عورت نے ہاتھوں اور سر کے بالوں سے مسیح کے بدن کو چھوا تھا۔

☆ غیر محرم جوان عورت مسیح کی خدمت کرتی تھی۔

بقول مرزا صاحب حضرت مسیح علیہ السلام معاذ اللہ ان گناہوں میں ملوث تھے اسی لیے قرآن حکیم میں انہیں حصور نہ کہا گیا۔ مرزا صاحب کی اس تحریر سے بھی ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کے نزدیک یہ کوئی فرضی وجود یا انجیلی یسوع نہ تھا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت مسیح علیہ السلام تھے۔

مرزا صاحب کے عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کے محولہ بالا ''گناہوں'' کی وجہ سے انہیں قرآن مجید میں ''حصور'' نہ کہا گیا۔ حالانکہ قرآن حکیم میں تو حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضور سرور کائنات سید الاولین والآخرین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فداہ امی وابی کو بھی ''حصور'' نہیں کہا گیا، تو کیا احمدی عقیدے کے مطابق ان کو بھی ایسے اعمال کی وجہ سے حصور نہیں کہا گیا؟ (نعوذ باللہ) اور کیا مرزا صاحب کو ان کے الہامات میں کہیں حصور کہا گیا ہے؟

اس کے علاوہ مرزا صاحب نے اس بات کا خود اقرار کیا ہے کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق سخت الفاظ نقل کئے ہیں مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''ہماری قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں''۔

(چشمہ مسیحی: روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 336)

مرزا صاحب اس تحریر کے ذریعے اقرار کر رہے ہیں کہ:

☆ میرے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کے خلاف الفاظ نکلے ہیں۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کے خلاف الفاظ الزامی جواب ہیں جو یہودیوں سے نقل کئے ہیں۔

میرا سوال ہے کہ:

کیا مرزا صاحب یہودیوں کے ترجمان تھے جو یہودیوں کے بے بنیاد الزامات ایک سچے نبی پر لگا رہے ہیں؟ مرزا صاحب کا یہودیوں کے اعتراضات نقل کرنے سے مقصود بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تنقیص واہانت ہی تھی مرزا صاحب نے یہودیوں کا نام لے کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے جیسا کے مرزا صاحب کے بڑے لڑکے مرزا محمود نے لکھا ہے کہ:

''کسی کو گالی دینے کا ایک طریق یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ دوسرے کی طرف گالی منسوب کر کے اس کا ذکر کیا جائے جیسے کوئی شخص کسی کو اپنے منہ سے تو حرام زادہ نہ کہے مگر یہ کہہ دے کہ فلاں شخص آپ کو حرام زادہ کہتا تھا۔ یہ بھی گالی ہوگی جو اس نے دوسرے کو دی گو دوسرے کی زبان سے دلائی''۔ (خطبات محمود 1935ء صفحہ 539) (احرار کو مباہلہ کا چیلنج صفحہ 10)

اور پھر مرزا صاحب کا یہ عذر کہ ''یہودیوں کے الزامات نقل کیے ہیں'' ہرگز قابل قبول نہیں کیونکہ مرزا صاحب نے خود لکھا ہے کہ:

''جو بات دشمن کے منہ سے نکلے وہ قابل اعتبار نہیں''۔ (اعجاز احمدی: روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 134)

احمدی احباب کا کہنا ہے کہ یہ توہین آمیز عبارات الزامی جواب ہیں تو میرا سوال ہے کہ کیا عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام شرابی تھے، کھاؤ پیو تھے، کنجریوں سے میل ملاپ رکھتے تھے، جھوٹ بولتے تھے، گالیاں دیتے تھے وغیرہ وغیرہ کیونکہ الزامی جواب تو اسے کہتے ہیں کہ جو مخالف کے اعتراض پر اُسی کے مسلم اصول یا اقرار کو سامنے لا کر پیش کیا جائے۔

مرزا صاحب یہودیوں کے اعتراضات کو یوں بھی تقویت دیتے ہوئے نظر آتے ہیں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''جو اس فاضل یہودی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر اعتراض کیے ہیں وہ نہایت سخت اعتراض ہیں بلکہ وہ ایسے سخت ہیں کہ ان کا تو ہمیں بھی جواب نہیں آتا۔

(نزول المسیح: روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 111)

دیکھئے مرزا صاحب یہودیوں کے اعتراضات کے جوابات پر کیسی لاعلمی عاجزی اور

معذوری کا اظہار کرر ہے ہیں جبکہ دعویٰ امام الزمان ہونے کا اقرار اور قرآن شریف کے حقائق متعارف میں بے مثال ہونے کا ہے اس سے نتیجہ صاف ہے کہ جب امام الزمان اعتراضات کے جوابات دینے سے عاجز ہے تو اعتراضات کی حقیقت ہونے میں کیا شک رہ جائے گا۔

بعض اوقات مربی یہ بھی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اس خیالی تصویر یا اُس فرضی یسوع کی مذمت کی ہے جس نے الوہیت (خدائی) کا دعویٰ کیا تھا۔

میں معذرت سے کہتا ہوں فرضی یسوع کی اصطلاح احمدیوں کی من گھڑت اصطلاح ہے خیالی فرضی اور موہوم کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا جیسا کہ مرزا صاحب نے بھی لکھا ہے کہ:

''مستور الحال مفقود الخبر فرضی اور خیالی نام کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا''۔

(ملخصا نور القرآن: روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 399،398)

اور یہ کہنا کہ اُس یسوع کو گالیاں دی ہیں جس کے متعلق عیسائی الوہیت کا اعتقاد رکھتے ہیں مربی بتائیں کہ جس کے بارے میں یہ اعتقاد رکھا گیا کیا وہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے علاوہ کوئی اور شخص ہے؟ بلکہ عیسائی اسی یسوع کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں جس کو مسیح ابن مریم اور عیسیٰ ابن مریم کہا جاتا ہے۔احمدی احباب سوچے اگر کسی عیسائی کے سامنے مرزا صاحب کی عبارات نقل کی جائیں تو وہ ان گالیوں کا مصداق کسی فرضی یسوع کو سمجھے گا یا اُن کو جن کا تذکرہ قرآن وحدیث میں بھی ہے جن کو وہ خدا اور مسلمان اللہ کا نبی مانتے ہیں اور یہ کہنا کہ خیالی اور فرضی یسوع کی پردہ دری کی ہے یہ عیسائیوں کے لیے حجت اور قابل تسلیم کیسے ہوگی؟ اُن پر حجت تو تب ہوگی اور الزامی جواب تو تب ہوگا جب حقیقی یسوع علیہ السلام کی پردہ دری کی جائے (نعوذ باللہ)

مربیوں سے میرا سوال ہے کہ افتراء تو عیسائیوں کی طرف سے ہوا اس کے جواب میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ذات پر تنقید اور ان کی تنقیص کیوں؟ حالانکہ سیدنا المسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے بارے میں تو مرزا صاحب نے بھی لکھا ہے کہ:

حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفار اور تثلیث اور ابنیت ہے، ایسے متنفر پائے

جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افتراء جوان پر کیا گیا وہ یہی ہے۔

(تحفہ قیصریہ: روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 273)

احمدی احباب یہ سوچیں کہ اگر خیالی اور فرضی مسیح کی یوں توہین کرنا ہی عیسائیوں کا رد ہے تو قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ میں کیوں اس طرز کو اختیار نہیں کیا گیا؟ بلکہ قرآن وحدیث میں تو حضرت مسیح علیہ السلام کے خاندان، آپکی والدہ، آپکی ذات اور آپ کے کمالات کو اس خوبی سے بیان کیا گیا ہے کہ خود عیسائیوں کی کتب میں اُس کے عشر عشیر بھی نہیں بلکہ قرآن مجید کی سورہ ال عمران آپ علیہ السلام کے نانا کے نام پر اور سورہ مریم آپ علیہ لسلام کی والدہ مطہرہ صدیقہ حضرت مریم علیہا السلام کے نام پر رکھی گئی ہیں۔

احمدی احباب نہایت تحمل سے میرے سوالات پر غور فرمائیں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ مرزا صاحب شراب پیتے تھے، زنا کرتے تھے، گالیاں نکالتے تھے، جھوٹ بولتے تھے، لواطت جیسے قبیح فعل میں مبتلا تھے، اُن کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے اور کچھ نہ تھا، ان کی تین دادیاں اور تین نانیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے مرزا صاحب کا وجود ہوا، نو ماہ تک چراغ بی بی کے پیٹ میں حیض کھاتے رہے پھر شرمگاہ کے راستے جو ناپاکی اور پلیدی کا مبرز ہے پیدا ہوئے اور پھر خوب ذلت ورسوائی کی زندگی گزار کر فوت ہوئے وغیرہ وغیرہ پھر اگر جماعت احمدیہ احتجاج کرے تو وہ جواباً کہے کہ میں نے تو فرضی اور خیالی مرزا صاحب کے بارے میں یہ سب کہا ہے تو کیا احمدی احباب اس کے عذر کو قبول کرلیں گے۔؟

بعض مرتبہ احمدی احباب یہ بھی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہینات عیسائی پادریوں کو الزامی جواب دینے کے لیے کی ہیں کیونکہ عیسائی پادریوں نے اپنی کتابوں میں حضرت محمد ﷺ کی توہین کی تھی تو مرزا صاحب نے غیرت میں عیسائیوں کو جواب دیتے ہوئے الزاما حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق سخت الفاظ استعمال کیے ہیں۔

یہ بالکل غلط ہے کہ مرزا صاحب نے یہ سب آنحضرت ﷺ کے انتقام میں کیا ہے بلکہ

حقیقت برعکس ہے جب ہندوؤں اور عیسائیوں کی طرف سے آنحضرت ﷺ کی شان پاک میں توہینات کا سلسلہ شروع ہوا تو مرزا صاحب نے لکھا:

''اگر غیرت مند مسلمانوں کو اپنی محسن گورنمنٹ کا پاس نہ ہوتا تو ایسے شریروں کو جن کے افتراء میں نوبت یہاں تک پہنچی، وہ جواب دیتے جو ان کی بد اصلی کے مناسب حال ہوتا مگر شریف انسانوں کو گورنمنٹ کی پاسداریاں ہر وقت روکتی رہتی ہیں وہ طمانچہ جو ایک گال کے بعد دوسری گال پر عیسائیوں کو کھانا چاہیے تھا ہم لوگ گورنمنٹ کی اطاعت میں محو ہو کر پادریوں اور ان کے ہاتھ کے اکسائے ہوئے آریوں سے کھا رہے ہیں یہ سب بردباریاں ہم اپنی محسن گورنمنٹ کے لحاظ سے کرتے ہیں اور کریں گے۔ (آریہ دھرم: روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 81)

احمدی احباب بتائیں کہ:

☆ مرزا صاحب کو برطانوی عیسائی حکومت (جس کے ماتحت توہین رسالت عام کروائی گئی) کی پاسداری اور بردباریاں مقدم تھیں یا حضور سرور کائنات ﷺ کی توہین کا انتقام؟

☆ مرزا صاحب نے خود ایسے شریروں اور خبیثوں کو ان کی بد اصلی کے مناسب جواب کیوں نہ دیا؟

☆ کیا حضور رسالت مآب ﷺ کی انتہائی توہین کو مرزا صاحب اپنی محسن گورنمنٹ کی خاطر برداشت کر کے غیرت وحمیت کا ثبوت دے رہے ہیں؟

☆ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف رسائل ومضامین شائع کرنے سے مرزا صاحب کی غرض وغایت پادریوں کے جاہلانہ حملوں سے اسلام کی مدافعت اور حضور سرور عالم ﷺ کی عزت ووقار کی حفاظت نہ تھی بلکہ ان کا مقصد ''برطانوی حکومت کی خدمت'' اور عاشقان وفدایان مصطفیٰ ﷺ کے جوش انتقام کو ٹھنڈا کرنا تھا چنانچہ جب مرزا صاحب کو اپنی تحریرات پر حکومت برطانیہ کی طرف سے گرفت کا خدشہ ہوا تو مرزا صاحب نے اپنی جوابی کاروائی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ:

''میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہوگئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ ''نور افشاں'' میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے، نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی ﷺ کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کیے کہ یہ۔۔۔۔۔۔۔ (مرزا صاحب نے آگے ان گھٹیا اور بے بنیاد الزامات کو بھی نقل کیا ہے لیکن میرا قلم ان الزامات کو نقل کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا! ناقل) تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو تب میں ان کے جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لیے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تاکہ سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو تب میں نے بالمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے، بدزبانی کی گئی تھی، چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کانشنس (ضمیر) نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لیے یہ طریق کافی ہوگا کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا...... مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا''۔

(تریاق القلوب: روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 490، 491)

مرزا صاحب کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ناشائستہ اور توہین آمیز عبارات لکھنے کا مقصد بھی حکومت برطانیہ کی ہی خدمت تھی۔

مرزا صاحب کو اندیشہ ہوا کہ حضور رسالت مآب ﷺ کی ذات کے متعلق عیسائیوں کی بد زبانی سے غیرت مند مسلمان مشتعل ہو کر امن عامہ میں خلل انداز ہوں گے جس سے ہندوستان میں برطانوی حکومت کے لیے مشکلات پیدا ہوں گی۔

☆ مرزا صاحب کے مطابق جو مسلمان توہین رسالت پر بے قرار ہو کر سراپا احتجاج ہوں وہ سب سریع الغضب اور وحشی ہوں گے۔

☆ ان وحشی اور سریع الغضب مسلمانوں کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کی آسان تدبیر یہ ہے کہ عیسائیوں کے یسوع مسیح کے متعلق سخت تحریریں شائع کی جائیں تاکہ ''عوض معاوضہ گلہ ندارد'' کے مقولے کے مطابق مسلمان سمجھیں کہ آنحضرت ﷺ کی توہین کا بدلہ لے لیا گیا۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق سخت تحریروں سے مقصود وحشی مسلمانوں کو خوش کرنا ہے تاکہ برطانوی حکومت کے لیے کوئی الجھن پیدا نہ ہو سکے۔

دوستو! ابھی آپ نے پڑھا کہ مرزا صاحب کا توہین عیسیٰ علیہ السلام کرنے کا مقصد آنحضرت ﷺ کا انتقام نہیں تھا بلکہ انگریز کے لیے ماحول کو سازگار رکھنا تھا اور جب کبھی توہین رسالت پر مسلمانوں نے جوش وجذبے کا مظاہرہ کیا یا گستاخان رسول سے انتقام لیا تو جماعت احمدیہ کی طرف سے ان دونوں کاموں کی سخت تردید کی گئی ہے چنانچہ جب مشہور گستاخ رسول راج پال کو غازی علم دین شہید نے قتل کیا تو مرزا محمود صاحب نے اپنے خطبہ جمعہ میں اس کی بھرپور تردید کی ملاحظہ کیجیے:

اسی طرح اس قوم کا جس کے جوشیلے آدمی قتل کرتے ہیں خواہ انبیاء کی توہین کی وجہ سے ہی وہ ایسا کریں فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کو دبائے اور ان سے اظہار برات کرے انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی کے ذریعہ نہیں ہوسکتی وہ نبی بھی کیا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لیے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں جس کے بچانے کے لیے اپنا دین تباہ کرنا پڑے (نعوذ باللہ) یہ سمجھنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کے لیے قتل کرنا پڑتا ہے سخت نادانی ہے (تو کیا آنحضرت ﷺ کے دفاع میں ایک سچے نبی کی توہین کرنا جائز ہے؟) وہ لوگ (غازی علم دین شہید) جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں وہ بھی مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے وہ بھی قوم کا دشمن ہے میرے نزدیک تو اگر یہی (علم دین) قاتل ہے جو گرفتار ہوا ہے تو اس کا سب سے بڑا خیر خواہ وہی ہوسکتا ہے جو اس کے پاس جاوے اور اسے سمجھائے کہ دنیاوی سزا تو تمہیں اب ملے گی ہی لیکن قبل

اس کے وہ ملے تمہیں چاہیے خدا سے صلح کرلو اس کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ اسے بتایا جائے کہ تم سے غلطی ہوئی ہے۔ (خطبہ جمعہ از مرزا محمود: روزنامہ الفضل مورخہ 19 اپریل 1929ء)

احمدی احباب سے میرے سوالات:

☆ عیسائیوں کی طرف سے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ پر اعتراضات تو آپ ﷺ کے زمانہ میں بھی ہوئے تو کیا آنحضرت ﷺ نے یا آپ کے اصحاب نے جواباً اس طرز کو اپنایا کہ جو الزامات آپ پر لگائے گئے وہی بے ہودہ الزامات عیسائیوں کے یسوع پر لگا دیئے گئے ہوں؟

☆ رسول کریم ﷺ کے بعد بھی جب کبھی کسی بدبخت پادری نے آنحضرت ﷺ پر اعتراضات کئے تو کیا تابعین، تبع تابعین، آئمہ مجتہدین میں سے کسی ایک نے بھی اس طرز کو اپنا کر حضرت مسیح علیہ السلام پر الزامات لگائے تاکہ وحشی مسلمانوں کا جوش کم ہو جائے۔

☆ کیا مرزا صاحب کے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ان بے ہودہ الزامات سے ان وحشی مسلمانوں کے جوش و خروش میں کمی آئی؟ اور کیا ان سریع الغضب مسلمانوں کی چاہت یہی تھی کہ آنحضرت ﷺ کی بالمقابل حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کی جائے یا ان کا مطالبہ تھا کہ ایسے گستاخ پادریوں کو ان کے منطقی انجام تک پہنچایا جائے؟

☆ قرآن نے تو " لَانُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ " (ہم رسولوں میں سے کسی ایک میں فرق نہیں کرتے) کہہ کر انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان باعتبار نبوت و رسالت کے تفریق کو ختم فرما دیا اور آنحضرت ﷺ نے " اَلْاَنْبِيَاءُ اِخْوَةٌ " (تمام انبیاء آپس میں بھائی ہیں) فرما کر انبیاء کرام علیہم السلام کا باہمی تعلق بیان فرما دیا تو کیا ایسے میں اسلام اس چیز کی اجازت دیتا ہے کہ ایک نبی کی عزت کے لیے دوسرے نبی پر بے بنیاد الزامات لگائے جائیں اور اس کی توہین کی جائے۔

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ:

''مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی ﷺ کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا اپنے نبی ﷺ سے محبت رکھتے ہیں، ویسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں''۔ (تریاق القلوب: روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 491)

میرا احمدی احباب سے سوال ہے مرزا صاحب نے لکھا کہ ''مسلمان سے ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی ﷺ کو گالی دے تو مسلمان اس کے عوض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دیں'' جبکہ مرزا صاحب کا اپنا اقرار ہے کہ ''ہماری قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے وہ الزامی رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے اعتراضات ہم نے نقل کیے ہیں'' نتیجہ واضح ہے کہ مرزا صاحب اپنے ہی بقول مسلمان نہیں اگر مسلمان ہوتے تو ہرگز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی نہ دیتا۔ دوسری بات کہ مسلمان کے دل میں دودھ کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت ومحبت اتر جاتی ہے تو پھر آخر مرزا صاحب کے دل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محبت وعظمت کیوں نہیں اتری۔

☆ مرزا صاحب کے بقول کسی عیسائی کی بدزبانی کے جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گستاخی کرنے والا جاہل ہے مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 544)

کیا مرزا صاحب اپنے ہی فتویٰ سے خود کو جاہل نہیں ٹھہرا رہے؟ اگر بات یہی ہے تو احمدی احباب یہ بتائیں کہ کیا اللہ تعالیٰ کسی جاہل کو امام الزمان بنا سکتے ہیں؟ کیا دین کی حمایت کے لیے کسی جاہل کو مہدی، مسیح اور نبی مانا جا سکتا ہے؟

نیز یہ بھی بتائیں کہ مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے علاوہ اور کون سے ''بعض جاہل

مسلمان ہیں'' جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق سخت الفاظ استعمال کئے ہیں؟

غرض احمدی احباب بھی مرزا صاحب کی طرح کسی بات میں کبھی ایک مؤقف پر قائم نہیں رہے اور مرزا صاحب کے دفاع کے لیے مختلف جھوٹ، تاویلات کے ذریعے پینترے بدلتے رہتے ہیں لیکن میں نے دیکھا ہے کہ احمدیوں کی ہر تاویل کا جواب اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب ہی کے قلم سے لکھوا دیا ہے۔

مرزا صاحب کا توہین عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اقرار پڑھ لیا اب یہ بھی پڑھ لیجئے کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تہمتیں لگائے وہ کون ہے؟

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''خبیث ہیں وہ لوگ جو آپ (مسیح علیہ السلام) پر تہمتیں لگاتے ہیں''۔

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح: روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 134)

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام پر چند عقلی اعتراضات:

عام طور پر احمدی احباب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور دوبارہ زمین پر آنے پر بہت سے عقلی اعتراضات سکھائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کیسے چلے گئے؟ وہاں کیسے زندہ ہیں؟ وہاں کیا کھاتے پیتے ہیں؟ رفع حاجت کہاں کرتے ہیں؟ ایسے تمام تر اعتراضات کی بنیادی وجہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے صرف نظر کرنا ہے کیا کسی کو آسمان پر لے جانا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے باہر ہے؟ کیا کسی کو بغیر کھلائے پلائے زندہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی طاقت سے باہر ہے؟ کیا کسی کو لمبی عمر دینا اور صحت مند رکھنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے ناممکن ہے؟

احمدی احباب کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر کیسے چلے گئے جبکہ درمیان میں خلا ہے آگ اور برف کے کرے ہیں اور بغیر کھائے پیئے اتنے لمبے عرصے تک زندہ رہنا عقل میں نہیں آتا میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت آدم علیہ السلام بھی تو جنت سے زمین پر تشریف لائے تھے آنحضرت ﷺ کو بھی تو معراج ہوئی تھی آج ایک عام انسان بھی خلاء میں سفر کر رہا ہے جب ایک عام

انسان اسباب اختیار کر کے خلاؤں میں گھوم سکتا ہے تو کیا مسبب الاسباب ذات کسی کو بغیر اسباب کے آسمان پر نہیں لے جا سکتی؟

کیا حضرت آدم ونوح علیہما السلام کو ہزار برس سے زائد عمر کا ملنا آج کل کی عقل میں آتا ہے؟ پہلی قوموں کے پچاس پچاس ہاتھ لمبے قد وقامت والے جسم اور سینکڑوں برس لمبی عمریں عقل میں آتی ہیں؟ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کا سرد ہونا، حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا، حضرت صالح علیہ السلام کی اُونٹنی کا پہاڑ سے نکل کر بچہ دینا اور دیگر انبیاء کے معجزات عقل میں آتے ہیں؟ کیا انسان کی پیدائش کا عمل عقل میں آتا ہے؟ کیا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا عمل عقل میں آتا ہے؟ جب ان سب باتوں کو باوجود عقل میں نہ آنے کے ہم مانتے ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا انکار کیوں کرتے ہیں؟

اور پھر ہمارا احمدیوں سے سوال ہے کہ یہ آگ اور برف کا کرہ کس نے بنایا ہے؟ اور کیا اس ذات کے لیے آگ اور برف کی تاثیر ختم کر دینا ناممکن ہے؟ یقیناً جو ذات ان کو بنانے والی ہے وہی ذات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی آسمان پر لے جانے والی ہے اور اس کی طاقت وقدرت اور حکم کے سامنے کسی کُرّے وڑّے کی کیا مجال۔

احمدی احباب کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انسان تھے اور انسان کا خوراک کے بغیر زندہ رہنا محال ہے تو اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں تو کیا کھاتے ہوں گے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے میزبان اللہ تعالیٰ ہیں اُن کے کھانے کی فکر احمدیوں کے ذمہ نہیں ہے اور کیا کسی کو بغیر کھلائے پلائے زندہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بعید ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کو تین سو سال سے زائد بغیر کھلائے پلائے زندہ نہیں رکھا؟ کیا حضرت عزیر علیہ السلام سو سال بغیر کھائے پیئے زندہ نہیں رہے؟

حدیث شریف کے مطابق خروج دجال کے وقت تین سال کے لیے قحط پڑے گا تو مومنین

کی خوراک وہی ہوگی جو آسمان والوں کی ہے یعنی تسبیح وتقدیس۔ (مسند احمد حدیث نمبر 25579)

اس حدیث سے دو باتیں حاصل ہوئیں ایک یہ کہ آسمان والوں کی خوراک ذکر و تسبیح ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیونکہ آسمان پر ہیں اس لیے اُن پر وہیں کا قانون نافذ ہوگا اور دوسری بات یہ کہ خروج دجال کے وقت مومنین بغیر خوراک کے زندہ رہیں گے تو جو رب مومنین کو بغیر خوراک کے زندہ رکھ سکتا ہے کیا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر خوراک کے زندہ رکھنے پر قادر نہیں ہے؟ احمدی احباب کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ ماننا اور آنحضرت ﷺ کو اپنے روضے میں زیر زمین ماننا یہ آنحضرت ﷺ توہین ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر جانا اور آنحضرت ﷺ کا زمین میں مدفون ہونا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آنحضرت ﷺ پر فضیلت کی دلیل نہیں ہوسکتی کیونکہ آپ ﷺ جہاں آرام فرماں ہیں اُس جگہ کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَ مِنبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔ (صحیح بخاری)

ترجمہ: ''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے''

یعنی آپ ﷺ کا روضہ مبارک جنت ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ جنت آسمان سے اعلیٰ ہے لہذا آپ ﷺ اعلیٰ جگہ پر آرام فرماں ہیں۔

احمدیوں کی یہ منطق کہ اوپر نیچے ہونے سے عظمت یا تنقیص لازم آتی ہے عقلاً ونقلاً غلط ہے چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

1۔ فرشتے آسمانوں پر رہتے ہیں جبکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام زمین میں مدفون ہیں تو کیا اس سے فرشتوں کو انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت وعظمت حاصل ہوگی؟

2۔ پرندے فضاؤں میں اُڑتے ہیں جبکہ انسان سمیت انبیاء علیہم السلام، صحابہ علیہما الرضوان، اولیا علیہم الرحمہ، علماء علیہم الرحمہ زمین میں مدفون ہوتے ہیں تو کیا پرندے انسانوں سے اعلیٰ ہو گئے؟

3۔ اگر کوئی شاگرد یا بیٹا بالائی منزل پر ہو جبکہ اُستاد یا باپ نچلی منزل میں ہوں تو کیا شاگرد کو اُستاد پر

اور بیٹے کو باپ پر فضیلت حاصل ہو جائے گی؟

میں مزید کسی لمبی چوڑی بحث میں گئے بغیر مرزا صاحب کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عقیدہ نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں ملاحظہ کیجئے:

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

ترجمہ: ''یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہے اور وہ مُردوں میں سے نہیں۔ (نور الحق: روحانی خزائن ج8 ص68,69)

مرزا صاحب نے دوسری جگہ لکھا ہے:

بل حياة كليم الله ثابت بنص القرآن الكريم الاتقرء فی القرآن ما قال الله تعالیٰ عزوجل: فلاتكن فی مرية من لقائه وأنت تعلم أن هذه الآية نزلت فی موسیٰ فهی دليل صريح علیٰ حيات موسیٰ عليه السلام لانه لقی رسول الله ﷺ والا موات لا يلاقون الاحياء، ولاتجد مثل هذه الآيات فی شأن عيسیٰ عليه السلام۔

ترجمہ: ''بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ کا زندہ ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے کیا تو قرآن کریم میں نہیں پڑھتا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''فلا تکن فی مرية من لقائه'' (السجدہ: 23) تو اسکی ملاقات کے بارے میں شک نہ کرو اور تو جانتا ہے کہ یہ آیت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ آپکی حیات پر واضح دلیل ہے کیوں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور مردے زندوں سے نہیں ملتے اور تو ایسی آیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نہیں پائے گا۔ (حمامۃ البشریٰ: روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 221)

دوستو! قرآن و حدیث کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں لیکن مرزا صاحب اس کے متضاد نظریہ رکھتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو وفات پا چکے ہیں جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر جانا قرآن مجید سے

ثابت ہے۔ فیاللعجب

مرزا صاحب اور دعویٰ مہدویت:

عام طور پر احمدی احباب اپنی دعوتی گفتگو کے دوران مرزا صاحب کے دعویٰ مہدویت پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا تو عام مسلمانوں سے اختلاف صرف مہدویت کے مسئلے میں ہے۔ جس مہدی کی بشارت آنحضرت ﷺ نے دی تھی وہ آچکے ہیں اور وہ مہدی مرزا صاحب ہیں۔ ہم مرزا صاحب کو صرف امام مہدی مانتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ احمدی احباب کا مرزا صاحب کے باقی دعوؤں کا ذکر نہ کرنا احساس کمتری یا احساس شرمندگی کی وجہ ہے یا پھر احمدی احباب اپنی دعوت کو موثر بنانے اور مسلمانوں کے ردعمل سے بچنے کے خوف سے ایسا کرتے ہیں۔ بہر حال احمدی احباب مرزا صاحب کے بارے میں یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جس مہدی کی پیشگوئی فرمائی ہے مرزا صاحب ہی اس کے مصداق ہیں۔ لیکن اگر ہم مرزا صاحب کے دعویٰ مہدویت کو ہی لیں اور احادیث کے معیار پر پرکھیں تو مرزا صاحب کسی طور پر امام مہدی ثابت نہیں ہوتے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے سچے مہدی کے آنے کی جو علامات اور نشانیاں احادیث میں بیان فرمائی ہیں ان میں سے کوئی ایک علامت بھی مرزا صاحب میں نہیں پائی جاتی۔

آنحضرت ﷺ نے آنے والے مہدی کے نام اور خاندان کے بارے میں تصریح فرمائی ہے کہ حضرت مہدی کا نام ''محمد'' ان کے والد کا نام ''عبداللہ'' ہوگا جبکہ وہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے یعنی ''سید'' ہونگے۔

عَنْ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا تَذْهَبُ الْاَیَّامُ وَاللَّیَالِیْ حَتّٰی یَمْلِكَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِیْ اسْمُهٗ اِسْمِیْ وَاِسْمُ اَبِیْهِ اِسْمِ اَبِیْ فَیَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجُوْرًا

(مستدرک جلد 4 صفحہ 442)

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (دنیا کے) روز و شب ختم نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے اہل بیت سے ایک شخص خلیفہ ہوگا جس کا نام میرے نام پر (محمد) اور اس کے والد کا نام میرے والد

کے نام پر (عبداللہ) ہوگا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی''۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْمَهْدِیُّ مِنْ عِتْرَتِیْ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ۔ (سنن ابی داؤد جلد 2 صفحہ 588)

''حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی میری نسل اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا''۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان کے حلیہ کے بارے میں بھی حدیث شریف میں وضاحت آتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَهْدِیُّ مِنِّی اَجْلَی الْجَبْهَةِ اَقْنَی الْاَنَفَ يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًاوَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَّجُوْراً وَيَمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ .... الخ (سنن ابی داؤد جلد 2 صفحہ 588)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی علیہ الرضوان مجھ سے ہونگے (یعنی میری نسل سے ہونگے) ان کا چہرہ خوب نورانی، چمکدار اور ناک ستواں و بلند ہوگی۔ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دینگے، جس طرح وہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوگی اور وہ سات سال حکومت کریں گے'۔

مذکورہ احادیث کے مطابق حضرت مہدی علیہ الرضوان کا نام محمد ان کے والد کا نام عبداللہ ہوگا جبکہ آپ حضرت فاطمہ الزہراء کی اولاد سے یعنی سیّد ہونگے۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں جس قدر احادیث مبارکہ ہیں ان میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے نام اُن کے والد کے نام اور ان کے حلیے کے بارے میں ذرا برابر بھی اختلاف نہیں ہے۔ جبکہ مرزا صاحب کو دیکھیں تو ان کا نام ''محمد'' نہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے ان کے والد کا نام ''عبداللہ'' نہیں بلکہ غلام مرتضیٰ ہے اور مرزا صاحب کی قوم ''سیّد'' نہیں بلکہ مغل ہے حدیث شریف میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے بیان کردہ حلیہ میں اور مرزا صاحب کے حلیہ میں واضح

تضاد ہے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظہور اس وقت ہوگا جب زمین ظلم وستم سے بھر چکی ہوگی اور حضرت مہدی علیہ الرضوان اسے عدل وانصاف سے بھر دیں گے احمدی احباب بتائیں کہ کیا مرزا صاحب کے دعویٰ مہدویت سے قبل زمین ظلم وستم سے بھر چکی تھی؟ اور پھر کیا مرزا صاحب نے اسے عدل وانصاف سے بھر دیا؟ کیا مرزا صاحب کے آنے کے بعد زمین میں عدل وانصاف قائم ہوگیا۔

احادیث مبارکہ میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے قیام خلافت اور خلافت کے بعد کے حالات بھی تفصیلاً بیان فرمائے گئے ہیں۔

چند احادیث ملاحظہ کیجئے:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَکُوْنَ فِیْ اُمَّتِیْ الْمَهْدِیُّ اِنْ قَصُرَ فَسَبْعٌ وَاِلَّا فَتِسْعٌ تَنْعَمُ فِیْهِ اُمَّتِیْ نِعْمَةً لَمْ یَسْمَعُوْ بِمِثْلِهَا قَطُّ تُؤْتِیْ اُکُلَهَا وَلَا تَتْرُکُ مِنْهُمْ شَیْئًا وَالْمَالُ یَوْمَئِذٍ کُدُوْسٍ فَیَقُوْمُ الرَّجُلُ فَیَقُوْلُ یَا مَهْدِیُّ! اَعْطِنِیْ فَیَقُوْلُ خُذْ۔ (التذکرۃ صفحہ 299)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میری آخری امت میں مہدی (علیہ الرضوان) ہونگے جو کم از کم سات سال یا نو (۹) سال (خلیفہ) رہیں گے۔ ان کے زمانہ میں میری امت ایسی نعمتوں اور فراوانیوں میں ہوگی کہ اس سے پہلے اس کی مثال بھی نہیں سنی ہوگی۔ زمین اپنی تمام پیداوار اُگل دے گی اور کچھ نہ چھوڑے گی اور اس زمانے میں مال کھلیان میں اناج کے ڈھیر کی طرح پڑا ہوگا چنانچہ ایک آدمی کھڑا ہوکر کہے گا کہ اے مہدی! کچھ مجھے بھی دیجئے! تو وہ اس سے فرمائیں گے حسب منشا دیتا ہوں لے لو''۔

ایک اور روایت میں ہے:

فَاَتَی النَّاسُ الْمَهْدِیَّ فَزَفُّوْهُ کَمَا تُزَفُّ الْعُرُوْسُ اِلٰی زَوْجِهَا لَیْلَةَ عُرْسِهَا وَهُوَ یَمْلَاءُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا وَیَخْرُجُ الْاَرْضُ نَبَاتَهَا وَتَمْطُرُ السَّمَاءُ مَطْرَهَا وَتَنْعَمُ اُمَّتِیْ فِیْ وَلَایَتِهٖ نِعْمَةً لَمْ یَنْعَمْهَا قَطُّ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: جلد 15 صفحہ 199)

ترجمہ: ''بعدازاں لوگ مہدی علیہ الرضوان کے پاس آئیں گے اور انہیں دلہن کی طرح آراستہ و پیراستہ کریں گے اور میری زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے (ان کے زمانہ خلافت میں) زمین اپنی پیداوار اُگا دے گی اور آسمان خوب برسے گا اور ان کے دورِ خلافت میں امت اس قدر خوشحال ہوگی کہ ایسی خوشحالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی''۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ خَلِیْفَۃٌ یَحْثِی الْمَالَ فِی النَّاسِ لَا یَعُدُّہٗ عَدًّا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیَعُوْدَنَّ۔

(مجمع الزوائد: جلد 7 صفحہ 317)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میری امت میں ایک خلیفہ ہوگا جو لوگوں کو مال لپ بھر بھر تقسیم کرے گا، شمار نہیں کرے گا (یعنی سخاوت اور دریا دلی کی بناء پر بغیر گنے کثرت سے لوگوں میں عطایا تقسیم کریں گے) اور قسم ہے اس ذات پاک کی جسکی قدرت میری جان ہے البتہ لوٹے گا (یعنی امر اسلام مضمحل ہو جانے کے بعد ان کے زمانے میں پھر سے فروغ حاصل کرلے گا'')

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَرْفُوْعاً یَخْرُجُ فِیْ آخِرِ اُمَّتِیْ الْمَھْدِیُّ یَسْقِیْہِ اللّٰہُ الْغَیْثَ وَیُخْرِجُ الْاَرْضُ نَبَاتَھَا وَیُعْطِی الْمَالَ صِحَاحًا وَتُکْثِرُ الْمَاشِیَۃُ وَتَعْظُمُ الْاُمَّۃُ یَعِیْشُ سَبْعًا اَوْ ثَمَانِیاً یَعْنِیْ حِجَجًا۔ (المستدرک: جلد 4 صفحہ 558)

ترجمہ: ''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری آخری امت میں مہدی (علیہ الرضوان) پیدا ہونگے۔ اللہ تعالیٰ اس پر خوب بارش برسائیں گے اور زمین اپنی پیداوار باہر نکال دے گی اور وہ لوگوں کو مال یکساں طور پر دیں گے۔ ان کے زمانہ (خلافت) میں مویشیوں کی کثرت اور امت میں عظمت ہوگی (وہ خلافت کے بعد) سات سال یا آٹھ سال زندہ رہے گا''۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الْمَھْدِیَّ قَالَ اِنْ قَصُرَ

فَسَبْعٌ وَالاَّثْمَانُ وَاِلَّا فَتِسْعٌ وَيَمْلَاءُ الْاَرْضَ قِسْطًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجُوْرًا۔

(مجمع الزوائد: جلد 7 صفحہ 317)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہدی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اگر ان کی مدت خلافت کم ہوئی تو سات برس ہوگی ورنہ آٹھ یا نو سال ہوگی وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح اس سے پہلے ظلم وجور سے بھری ہوگی''۔

عَنْ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَلَكَ الْاَرْضَ اَرْبَعَةٌ مُؤْمِنَانِ وَكَافِرَانِ فَالْمُؤْمِنَانَ ذُوالْقَرْنَيْنِ وَسُلَيْمَانُ وَالْكَافِرَانِ نَمْرُوْدُ وَبُخْتُ نَصْرٍ وَسَيَمْلِكُهَا خَامِسٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِي۔ (الحاوی: جلد 2 صفحہ 97)

ترجمہ: ''حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا پوری دنیا پر حکمرانی کرنے والے چار آدمی گزرے ہیں جن میں سے دو مؤمن اور دو کافر۔ مؤمن تو ذوالقرنین علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام ہیں اور کافر نمرود اور بخت نصر ہیں۔ عنقریب ایک پانچواں شخص میری اولاد میں سے اس کا مالک ہوجائے گا (یعنی حضرت مہدی علیہ الرضوان)

مذکورہ احادیث سے حاصل ہونے والے نتائج۔

☆ مہدی علیہ الرضوان زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

☆ لوگوں میں مال تقسیم کریں گے اور اس طرح لپ بھر بھر دیں گے کہ شمار نہیں کریں گے۔

☆ امت اتنی نعمتوں میں ہوگی کہ پہلے امت پر ایسی حالت نہیں ہوگی۔

☆ زمین اپنی تمام پیداوار اگل دے گی بارشیں بھی حسب ضرورت خوب ہونگی۔

☆ اسلام کو عالمی غلبہ حاصل ہوگا۔

☆ امام مہدی علیہ الرضوان کی خلافت پوری دنیا پر ہوگی اور آپ پوری دنیا کے حکمران ہونگے۔

کیا مرزا صاحب کو ایک دن کے لیے بھی اور کسی چھوٹے سے چھوٹے خطے پر حکمرانی

حاصل ہوسکی؟اور کیا دین اسلام کو نافذ کر سکے؟نہیں بلکہ وہ خود ساری زندگی انگریز کے کالے قانون کے تحت زندگی گزار گئے۔کیا مرزا صاحب نے مال تقسیم کیا؟ بلکہ یہاں تو معاملہ برعکس ہے کہ مرزا صاحب نے تو اپنی مہدویت کا اعلان کرنے سے پہلے مختلف دینی کاموں کے نام پر لوگوں سے چندوں کی اپیل شروع کردی اور ترغیب کے لیے کئی اشتہارات شائع کیے اور برابر موت تک مختلف اشتہارات اور خطوط کے ذریعے سے لوگوں سے چندے مانگتے رہے اور اب بھی جماعت احمدیہ میں 50 سے زائد اقسام کے چندے رائج ہیں۔

کیا مرزا صاحب کی آمد کے بعد امت مسلمہ کو ایسی معاشی خوشحالی میسر آسکی جس کی مثال عہد رسالت،خلافت اور گذشتہ تیرہ صدیوں میں بھی نہ ملتی ہو؟ کیا غربت کا خاتمہ ہو چکا؟ بھوک و افلاس مٹ چکی؟ کیا دلوں میں استغناء آچکا؟نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کو خود احمدیوں سے چندے نکلوانے کے لیے ترغیب وترہیب سے کام لینا پڑتا ہے۔

کیا مرزا صاحب کی آمد کے بعد یہ برکات امت کو حاصل ہوسکیں؟ سیلاب و قحط ختم ہو چکے؟مویشیوں کی اس قدر کثرت ہو چکی کہ آسانی سے تمام ضروریات زندگی پوری ہوسکیں؟

کیا مرزا صاحب کے زمانے میں اسلام کو کفر پر غلبہ ہوسکا؟ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ مرزا صاحب کیوجہ سے اسلام دنیا تو کیا کسی ایک ملک،شہر،قصبہ یا کسی دیہات میں بھی غالب نہ آسکا۔مرزا صاحب قادیان میں پیدا ہوئے قادیان میں ہی ساری زندگی گزاری لیکن کیا قادیان میں اسلام کو غالب کر سکے؟ قادیان کے کتنے ہندو،سکھ مرزا صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے؟

احمدی احباب اگر روایات مہدی علیہ الرضوان کا مطالعہ کریں اور تاویلات چھوڑ کر احادیث میں بیان کردہ علامات امام مہدی علیہ الرضوان کا مرزا صاحب کے حالات سے تقابل کریں تو انہیں کوئی ایک بھی علامت ایسی نہیں ملے گی جس کی بناء پر مرزا صاحب کے دعویٔ مہدویت کی تصدیق کی جاسکتی ہو۔

مہدویت کے بارے میں مرزا صاحب کے متضاد نظریات:

خود مرزا صاحب بھی ابتدائی چند سالوں میں دعویٰ مہدویت کے بارے میں متذبذب رہے ہیں اور مہدویت کے بارے میں متضاد نظریات کے حامل رہے ہیں بلکہ دعویٰ مہدویت کو واہیاتی سمجھتے رہے ہیں۔

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

"اس گورنمنٹ دانشمند کو ان واہیات باتوں سے کچھ بھی تعلق نہیں کوئی مہدی یا مسیح ہو اس سے ان کو کچھ غرض واسطہ نہیں"۔

(ایام الصلح: روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 318)

ایسے خیالات کے اظہار کے بعد مرزا صاحب کی ہی ہمت ہے کہ انہوں نے مہدی و مسیح ہونے کے واہیاتی دعوے کیے ہیں۔

مرزا صاحب نے اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"جو میرا اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارے میں ہرگز قابل وثوق و قابل اعتبار نہیں ہیں"۔

(حقیقت المہدی: روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 430,429)

دوسری جگہ لکھا ہے:

ترجمہ: "جہاں تک ان احادیث کا تعلق ہے جن کے اندر مہدی کے آنے کا ذکر ہے تو خوب جانتا ہے کہ وہ تمام احادیث ضعیف اور مجروح اور ایک دوسرے کی مخالف و معارض ہیں۔

(حمامۃ البشریٰ: روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 314)

میرا احمدی احباب سے سوال ہے کہ وہ کون سا مسلّم محدث ہے جس نے تمام احادیث امام مہدی علیہا لرضوان کو موضوع اور من گھڑت کہا ہو اور اگر سب احادیث موضوع اور من گھڑت ہی تھیں تو مرزا صاحب نے دعویٰ مہدویت کہاں سے لیا اور کیوں کیا؟ مرزا صاحب نے روایات مہدی

علیہ الرضوان کو ضعیف اور من گھڑت بنانے کیلئے خود من گھڑت اصول بنایا ہے چنانچہ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''جہاں تک ان احادیث کا تعلق ہے جن کے اندر مہدی کے آنے کا ذکر ہے تو خوب جاننا ہے کہ وہ تمام احادیث ضعیف اور مجروح اور ایک دوسرے کے مخالف و معارض ہیں یہاں تک کہ ابن ماجہ اور دوسری کتابوں میں ایک حدیث یہ بھی موجود ہے کہ ''نہیں مہدی مگر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پس احادیث پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ جبکہ ان احادیث کے راویوں پر بہت کلام کیا گیا ہے جیسا کہ محدثین پر مخفی نہیں ہے۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ چونکہ یہ تمام احادیث تعارض و تناقض سے خالی نہیں ہیں اس لیے ان سب احادیث کو چھوڑ دو اور حدیثی تنازعات کو قرآن پر پیش کرو اور اُسے احادیث پر حکم بناؤ تا کہ تمام رشد و ہدایت والے ہو جاؤ''۔

(حمامۃ البشریٰ: روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 314,315)

دوستو! مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ تمام روایات مہدی آپس میں مخالف و معارض ہیں اس لیے قابل بھروسہ نہیں تو ہم احمدی جماعت سے گزارش کرتے ہیں کہ اسلامی لٹریچر سے ثابت کر دکھائیں کہ تمام روایات مہدی باہم مخالف و معارض ہیں۔ کیا احادیث میں آنے والے مہدی کے نام میں کوئی اختلاف ہے؟ آنے والے مہدی کے والد کے نام میں کوئی اختلاف ہے؟ کیا آنے والے مہدی کے وُلدِ فاطمہ سے ہونے میں کوئی اختلاف ہے؟ کیا آنے والے مہدی کے حلیہ میں کوئی اختلاف ہے؟ کیا آنے والے مہدی کی خلافت میں کوئی اختلاف ہے؟ کیا آنے والے مہدی کے زمانہ خلافت کی برکات میں کوئی اختلاف ہے؟ پھر مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ چونکہ روایات مہدی میں اختلاف ہے اس لیے ان کو چھوڑ کر قرآن کی طرف رجوع کرنا چاہیے ہمارا احمدی احباب سے سوال ہے کہ کس محدث نے اصول لکھا ہے کہ اگر روایات کے درمیان کوئی تعارض ہو تو ان ہر دو قسم کی روایات کو چھوڑ دینا چاہیے؟ کیا صحیح اور ضعیف کے باہمی اختلاف و تضاد کی صورت میں صحیح روایات کو بھی چھوڑ دینا چاہیے؟

مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ روایات مہدی کو چھوڑ کر قرآن کی طرف رجوع کرنا چاہیے تو ہم احمدیوں سے سوال کرتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کی بات مانتے ہوئے قرآن مجید سے ثابت کریں گے کہ حضرت امام مہدی علیہا الرضوان نے آنا ہے یا نہیں؟ آنے والے مہدی کا نام کیا ہوگا؟ آنے والے مہدی کی علامات کیا ہوں گی۔

مرزا صاحب نے روایات مہدی کے بارے میں اپنے من گھڑت نظریے کو تمام محدثین پر تھوپتے ہوئے لکھا ہے:

''جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں میں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں سے صحیح نہیں اور جس قدر افتراء ان حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور حدیث میں ایسا افتراء نہیں ہوا''۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم: خزائن جلد 21 صفحہ 356)

مرزا صاحب نے اپنی اس تحریر میں ہزار ہا محدثین پر افتراء باندھا ہے۔ جماعت ہمیں کوئی ایک محدث ایسا پیش کرسکتی ہے جس نے حضرت مہدی علیہ الرضوان سے متعلق تمام احادیث کو من گھڑت، مجروح اور مخدوش ٹھہرایا ہو۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ قیامت تک بھی کسی ایک مسلمہ محدث کا نام پیش نہیں کرسکتی جس نے روایات امام مہدی علیہ الرضوان کا انکار کیا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اہلسنت والجماعت کی معتبر کتابوں میں متعدد صحیح اور مستند احادیث ملتی ہیں جن میں قرب قیامت میں ایک ایسے خلیفہ کا ذکر ملتا ہے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا ایسی روایات تواتر معنوی کا درجہ رکھتی ہیں، میں چند احادیث گذشتہ صفحات پر درج کر چکا ہوں۔

روایات مہدی کے بارے میں ایک اور نئی بات کرتے ہوئے مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''میں کہتا ہوں کہ مہدی کی خبریں ضعف سے خالی نہیں ہیں اسی وجہ سے امامین حدیث (امام بخاری و امام مسلم) نے ان کو نہیں لیا''۔ (ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 406)

یہ بھی مرزا صاحب کا خود ساختہ اصول ہے کہ جو روایت بخاری و مسلم میں نہ ہو وہ ضعیف

ہوتی ہے اور امام بخاری و امام مسلم کا کسی روایت کو کتاب میں درج نہ کرنا روایت کے ضعف ہی کی وجہ سے ہے حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے حدیث کو لینے کے کچھ اصول و شرائط تھیں اگر حدیث صحیح بھی ہوتی تو اس وقت تک اپنی کتاب میں درج نہ فرماتے تھے جب تک باقی اصولوں پر بھی پوری نہ اترتی ہو یہ بات نہیں کہ جو حدیث درج نہیں کی وہ صحیح بھی نہیں تھی بلکہ دیباچہ بخاری شریف کے صفحہ 80 پر امام بخاری سے مروی ہے: فرمایا کہ مجھے ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد ہیں لیکن اگر ہم بخاری شریف کی حدیثوں کی تعداد کو دیکھیں تو وہ تقریباً چھ ہزار کے قریب ہیں باقی 94 ہزار احادیث باوجود صحیح ہونے کے نقل نہیں فرمائیں۔ بخاری شریف میں تو حجۃ الوداع والا مکمل واقعہ بھی درج نہیں ہے حالانکہ اس واقعہ سے علماء کرام نے تقریباً ڈیڑھ سو مسائل اخذ کیے ہیں اور مرزا صاحب بھی اس حدیث کی صحت کو مانتے تھے میرا سوال ہے کہ کیا حدیث مجدد اور لامھدی الاعیسیٰ بن مریم بخاری و مسلم شریف میں ہے؟ کیا خسوف کسوف والا ضعیف قول بخاری و مسلم میں ہے؟

مرزا صاحب کا دعویٰ مہدویت اور روایات مہدی میں اور تضاد کی ایک جھلک مزید ملاحظہ کیجئے۔ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''آنحضرت ﷺ کئی مہدیوں کی خبر دیتے ہیں منجملہ ان کے وہ مہدی بھی ہے جس کا نام حدیث میں سلطان مشرق رکھا گیا ہے جس کا ظہور ممالک مشرقیہ ہندوستان وغیرہ سے اور اصل وطن فارس سے ہونا ضروری ہے در حقیقت اسکی تعریف میں یہ حدیث ہے کہ اگر ایمان ثریا سے معلق یا ثریا پر ہوتا تب بھی وہ مرد وہیں سے اس کو لے لیتا اور اسی کی نشانی بھی لکھی ہے کہ وہ کھیتی کرنے والا ہوگا غرض یہ بات بالکل ثابت شدہ اور یقینی ہے کہ صحاح ستہ میں کئی مہدیوں کا ذکر ہے اور ان میں سے ایک وہ بھی ہے جس کا ممالک شرقیہ سے ظہور لکھا ہے''۔

(نشان آسمانی: روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 370)

لیجئے! کہیں تو ان تمام روایات کو مجروح اور نا قابل اعتبار قرار دیا جا رہا تھا اور یہاں صحاح

ستہ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی) کے حوالے سے ثابت کیا جارہا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مہدی نہیں بلکہ کئی مہدیوں کی خبر دی ہے اور دوسرا افتراء یہ کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک ایسے مہدی کی بھی خبر دی تھی جس کا ظہور مما لک شرقیہ میں ہوگا۔ میں احمدی احباب سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے مربیوں سے مطالبہ کریں کہ وہ احادیث صحیحہ سے ثابت کریں کہ آنحضرت ﷺ نے کئی مہدیوں کی خبر دی ہے اور ایک ایسے مہدی کی بھی جس کا ظہور مما لک مشرقیہ میں ہونا ہے۔

دعویٰ مہدویت کیلئے مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''خود آنحضرت ﷺ نے ایک مہدی کے ظہور کا زمانہ وہی قرار دیا ہے جس میں ہم ہیں اور چودھویں صدی کا اس کو مجدد قرار دیا ہے''۔ (نشان آسمانی: روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 370)

''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا اور میری پیدائش کا وہ طرز ہے جس کو بعض اہل کشف نے مہدی خاتم الولایت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا نہیں ہوگا خدا سے براہ راست ہدایت پائے گا جس طرح آدم نے ہدایت پائی۔ (تریاق القلوب: روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 480,479)

''وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانے میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کے لیے سارے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی وہ میں ہی ہوں۔ (تذکرہ الشہادتین : روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 3,4)

مرزا صاحب کی ان عبارات کا حاصل یہ ہے آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق مہدی

چودھویں صدی میں آئے گا اور صدی کا مجدد ہوگا، بہت سے اہل کشف کے مطابق مہدی جڑواں پیدا ہوگا اور براہِ راست اللہ سے تعلیم پائے گا آنحضرت ﷺ نے جس مہدی کی بشارت دی اس کا مصداق میں ہوں۔

میرا احمدی احباب سے مطالبہ ہے کوئی ایک حدیث دکھائیں جس میں آپ نے حضرت مہدی کے چودہویں صدی میں آنے کی پیشگوئی فرمائی ہے وہ کون سے اولیاء اہل کشوف ہیں جنہوں نے حضرت مہدی کے جڑواں پیدا ہونے کی علامت بیان کی ہے؟

دوستو! آپ نے روایات مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں مرزا صاحب کے اقوال میں تضاد ملاحظہ کیا حالانکہ مرزا صاحب کا اپنا کہنا ہے کہ:

''ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں کیونکہ اس طریق سے انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق'' (ست بچن: روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 143)

کسی سچیار اور عقل مند اور صاف دل انسان کی کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بے شک تناقض ہو جاتا ہے۔ (ست بچن: روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 142)

ان تمام تر تضادات کے باوجود مرزا صاحب نے جب مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو اس پر کچھ دلائل بھی دیئے ہیں میں نہایت دیانت داری سے مرزا صاحب کے دلائل اور پھر ان پر اپنا تبصرہ کر کے فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں کہ کیا مرزا صاحب اپنے بیان کردہ معیارات پر پورا اترتے ہیں؟

☆ مرزا صاحب نے اپنے مہدی ہونے کی ایک دلیل کسی کا شاگرد نہ ہونا لکھی ہے۔

مررزا صاحب کے اپنے دعوے کے ثبوت میں دلائل:

مرزا صاحب نے لکھا ہے۔

''مہدی کے مفہوم میں یہ معنے ماخوذ ہیں کہ وہ کسی انسان کا علم دین میں شاگرد یا مرید نہ ہو''۔ (اربعین نمبر 2: روحانی خزائن جلد 17 ص 360,361)

دوسری جگہ لکھا ہے:

''سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا ہے سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے حاصل کرے گا اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن وحدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا''۔ (ایام الصلح: روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 394)

دوستو! میں اس پر بحث نہیں کرتا کہ مرزا صاحب کی علمی قابلیت کیا تھی لیکن مرزا صاحب کا قسم کھا کر یہ کہنا کہ قرآن وحدیث کے علم میں میرا کوئی استاد نہیں ہے اور پھر اسی بات کو اپنے مہدی ہونے کے ثبوت میں پیش کرنا بالکل غلط ہے پہلی بات کی تردید تو مرزا صاحب کے اپنے بیان سے ہوتی ہے جس میں مرزا صاحب نے اساتذہ کے ذریعے علم دین حاصل کرنے کا اقرار کیا ہے۔

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خوان معلّم کو میرے لیے نوکر رکھا گیا (کیا تہذیب ہے استاد نوکر: ناقل) جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔

(کتاب البریہ: روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 180,179)

مرزا صاحب نے اپنے ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اس احقر نے ۱۸۶۴ یا ۱۸۶۵ء میں یعنی اسی زمانے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا''۔ (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 3 طبع چہارم)

''تذکرہ'' کا محشی اس خواب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''یہ تاریخ غالباً سرسری طور پر ایک موٹے اندازہ کی بناء پر لکھی گئی ہے کیونکہ یہ رؤیا (خواب) حضور (مرزا صاحب) کے زمانہ آغاز جوانی کا ہے جبکہ آپ ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھے''۔

دیکھئے مرزا صاحب اور ان کے مریدین خود اقرار کر رہے ہیں کہ مرزا صاحب نے ابتدائی

زمانے میں اساتذہ سے علم حاصل کیا تھا۔ جبکہ مرزا صاحب کے عقیدے کے مطابق حضرت مہدی کسی کے شاگرد نہیں ہوں گے اب نتیجہ واضح ہے۔

قارئین کرام! مرزا صاحب نے پہلی عبارت میں یہ کہا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے قرآن وحدیث اور تفسیر کا ایک سبق بھی کسی سے نہیں پڑھا اور پھر دوسری عبارت میں مرزا صاحب نے کہا ہے کہ فضل الٰہی نامی معلم نوکر سے میں نے قرآن اور فارسی کی چند کتابیں پڑھیں ہیں۔ اب احمدی احباب بتائیں کہ یہ دونوں باتیں کیسے سچ ہوسکتی ہیں؟

☆ مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ مہدویت پر ایک دلیل یہ دی ہے کہ مہدی کے زمانے سے پہلے زمین ظلم وستم سے بھری ہوگی۔

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''اس زمانے میں ہر ایک قسم کے ظلم یعنی معصیت اور افراط اور تفریط اور فسق وفجور سے زمین بھری ہوئی ہے......سو درحقیقت یہ وہی زمانہ ہے جو حدیث کے منشاء کے موافق ہے یعنی جس میں ہر ایک قسم کا گناہ اور ہر ایک قسم کی بدکاری اور ہر ایک کی بداعتقادی پھیل گئی ہے اور شرک جو ظلم عظیم ہے اس کا جھنڈا نہایت زور سے کھڑا کیا گیا ہے اور حدیث وضاحت سے بیان کررہی ہے کہ حالت موجودہ کا ظلم اور جور جس طرح کا ہوگا اس کی اصلاح کے لیے وہ مہدی موعود آئے گا''۔

(کتاب البریہ: روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 306,307)

مرزا صاحب نے حدیث کے بیان کرنے میں دیانتداری سے کام نہیں لیا ہے کیونکہ یہ حدیث مسند احمد کی ہے جس میں نبی پاک ﷺ نے جہاں ظہور مہدی علیہ الرضوان کی علامت میں زمین کا ظلم وجور سے بھر جانا فرمایا ہے وہاں اور علامات بھی بیان فرمائی ہیں جن کا مرزا صاحب نے ذکر نہیں کیا بات وہی ہے جس سے کچھ مطلب نکل سکتا ہو نکال لیا باقی کی طرف یوں خاموشی جیسے جانتے ہی نہیں مسند احمد کی حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَمْلَأُ الْاَرْضَ

جُوْرًا وَظُلْمًا فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ عِتْرَتِي يَمْلِكُ سَبْعاً اَوْ تِسْعًا فَيَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا۔

(مسند احمد ٦٦١١ مستدرک حاکم)

''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا زمین ظلم وزیادتی سے بھر جائے گی تب میری نسل میں سے ایک شخص نکلے گا جو سات سال یا نو سال تک حکومت کرے گا اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا''۔

١۔ ظہور مہدی علیہ الرضوان سے قبل زمین کا ظلم و جور سے بھر جانا۔

٢۔ ظہور مہدی علیہ السلام کے بعد زمین کا عدل وانصاف سے بھر جانا۔

٣۔ حضرت مہدی علیہ السلام کا نبی علیہ السلام کے اہل بیت میں سے ہونا۔

٤۔ بعد ظہور کے سات سال تک مسند حکومت پر براجمان رہنا۔

لیکن چونکہ یہ ساری علامتیں مرزا صاحب کے قصر مہدویت کو بالکل پیوند زمین کر دیتی تھیں اس لیے مرزا صاحب نے نہایت دیانت داری سے ان علامات کو ذکر نہیں کیا۔

احمدی احباب اس حدیث کو مکمل پڑھیں اور بتائیں کہ کیا مرزا صاحب نے مسند مہدویت پر مبعوث ہو کر معمورہ عالم کو ظلم وستم سے نجات دلائی ؟ اور کیا مرزا صاحب نے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیا؟ کیا دنیا سے شرک ومعصیت کا خاتمہ ہو گیا؟ کیا مرزا صاحب اہل بیت سے تھے؟ کیا خود مرزا صاحب کو اپنی زندگی میں ایک دن کے لیے بھی عیسائی حکومت کی غلامی سے نجات ملی؟

مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل کسوف وخسوف:

مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ مہدویت کے ثبوت میں کتاب ''دار قطنی'' کی ایک روایت سے بھی استدلال کی کوشش کی ہے جس میں امام مہدی علیہ الرضوان کے دور میں سورج وچاند گرہن لگنے کا ذکر ہے۔

مربیان سلسلہ اور جماعت کے مرکزی لوگ اس کا اتنا تذکرہ کرتے ہیں کہ شاید ہی کوئی احمدی ہو جس کو اس نشانی کے حوالے سے کس قدر علم نہ ہو احمدی احباب دار قطنی کی اس روایت کو

حدیث رسول ﷺ کہہ کر پیش کرتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث رسول ﷺ نہیں ہے بلکہ امام محمد باقر رحمہ اللہ کی طرف منسوب ایک نہایت ضعیف درجے کا قول ہے اور مرزا صاحب نے بھی اس کے ضعیف ہونے کا اقرار کرتے ہوئے لکھا ہے:

محدثین دار قطنی کی اس حدیث کے بعض راویوں پر جرح کیا ہے اس لیے یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 333)

روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شَمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔

(دار قطنی: حدیث نمبر 1795 مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 1424ھ) (دار قطنی جلد اول ص 188، انصار دہلی)

(مفرد الفاظ کا ترجمہ) ''محمد بن علی کہتے ہیں، ان (بیشک) لمهدینا (ہمارے مہدی کے لیے) آیتین (دو نشانیاں ہیں) لم تکونا (نہیں ہوئیں ظاہر) منذ (جب سے) خلق اللّٰه السموت والارض (اللہ نے زمین و آسمان پیدا ہوئے) تنکسف القمر (چاند گرہن ہوگا) لاول لیلة (پہلی رات) من رمضان (رمضان کی) و (اور) تنکسف الشمس (سورج گرہن ہوگا) فی النصف منه (اس رمضان کے نصف میں) لم تکونا (نہیں ہوئی ظاہر) منذ (جب سے) خلق اللہ السموت والارض (پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو)''

اب آیئے مفرد الفاظ کے ترجمہ کی مدد سے پوری روایت کا ترجمہ کرتے ہیں:

''بیشک ہمارے مہدی کی (کے لیے) دو نشانیاں ہیں، نہیں ہوئیں وہ (نشانیاں) جب سے اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ چاند گرہن ہوگا رمضان کی پہلی رات اور سورج گرہن اس (رمضان) کے نصف میں نہیں ہوئی (ظاہر) وہ نشانیاں جب سے پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو''۔

قارئین کرام! دار قطنی کی روایت کے مفرد الفاظ کا ترجمہ اور پھر روایت کے مفرد الفاظ کی مدد سے پوری روایت کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا اور مجھے یقین ہے کہ میرے کیے ہوئے اس ترجمہ کے ساتھ عربی جاننے والا کوئی شخص قطعاً اختلاف نہیں کر سکتا البتہ اس روایت کا ترجمہ مرزا صاحب نے کیا کیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

(ترجمہ بقلم مرزا صاحب) ''یعنی ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لیے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے وہ دو نشان کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے ادعا کے وقت میں چاند اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات اور سورج اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس تاریخ کو۔ اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی کے یے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے دعویٰ کے وقت میں خسوف کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو۔ (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم ضمیمہ: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 330)

مرزا صاحب کے ترجمہ کو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کیا ہم جماعت احمدیہ کے پڑھے لکھے مربی حضرات سے پوچھ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کے کیے گئے ترجمے میں خط کشیدہ الفاظ'' دو نشان کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے'' مہدی کے ادعا کے وقت جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس تاریخ کو' روایت دار قطنی کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔

احمدی احباب ہمارے کیے ہوئے ترجمے اور مرزا صاحب کے کیے ہوئے ترجمے پر غور کریں اور دیکھیں کس کا ترجمہ روایت کے الفاظ کے مطابق ہے اور کس کا ترجمہ غلط ہے۔ (مرزا صاحب نے مِنْ رَمَضَانَ کے الفاظ کا بھی ترجمہ حذف کر دیا ہے) سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے کیے ہوئے اس ترجمہ میں کہیں دار قطنی کی روایت کا مفہوم باقی رہ سکتا ہے؟''لاول لیلۃمن رمضان'' کا ترجمہ تیرھویں رات کرنا اور ''فی النصف منہ'' کا ترجمہ اٹھائیس تاریخ کرنا

کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔

بہر حال اس مندرجہ بالا روایت کے الفاظ سے یہ تین باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1۔ رمضان کے مہینہ میں رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن لگے گا۔

2۔ رمضان کے نصف میں سورج کو گرہن لگے گا۔

3۔ جب سے زمین و آسمان پیدا کیے گئے ہیں، ایسے دو نشان کبھی نہیں ہوئے۔

بفرض محال اگر اسے امام محمد باقر کا قول مان بھی لیا جائے تو تب بھی مرزا صاحب مہدی ثابت نہیں ہوتے کیونکہ مرزا صاحب کے زمانے میں رمضان کی جن تاریخوں میں یہ گرہن لگا تھا وہ اس قول کے مطابق نہیں ہے مرزا صاحب کے زمانے میں رمضان کی تیرہ (13) تاریخ کو چاند گرہن اور اٹھائیس (28) تاریخ کو سورج گرہن لگا تھا۔ حالانکہ امام باقر کے مذکورہ بالا قول میں یہ بات واضح ہے کہ چاند گرہن رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو لگے گا اور سورج گرہن پندرہ کو لگے گا اور ایسا پہلے کبھی نہ ہوا ہوگا۔ جبکہ مرزا صاحب تیرہ (13) تاریخ کو یکم اور اٹھائیس (28) تاریخ کو پندرہ قرار دینے پر اصرار کرتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔

دوستو! مرزا صاحب نے اول رات کو تیرھویں اور نصف کو اٹھائیسویں رات بنانے میں کچھ دلیل بنانے کی بھی کوشش کی ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''عرب کے محاورہ میں پہلی رات کا چاند قمر کبھی نہیں کہلاتا بلکہ تین دن تک اس کا نام ہلال ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک سات دن تک ہلال ہی کہلاتا ہے۔

(حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 203)

''ان احمقوں نے یہ معنی کس لفظ سے سمجھ لیے اے نادانوں! آنکھوں کے اندھو، مولویت کو بدنام کرنے والو ذرہ سوچو کہ حدیث چاند گرہن میں قمر کا لفظ آیا ہے اگر یہ مقصود ہوتا کہ پہلی رات میں چاند گرہن ہوگا تو حدیث میں قمر کا لفظ نہ آتا بلکہ ہلال کا لفظ آتا؟

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 330,331)

آگے لکھا ہے:

''کوئی شخص اہل لغت اور اہل زبان میں سے پہلی رات کے چاند پر قمر کا اطلاق نہیں کرتا بلکہ وہ تین رات تک ہلال کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 331)

ایک اور جگہ لکھا ہے:

''خدا سے ڈرو جبکہ حدیث میں قمر کا لفظ موجود ہے اور بالاتفاق قمر اس کو کہتے ہیں جو تین دن کے بعد سات دن کے بعد کا چاند ہوتا ہے۔

(تحفہ گولڑویہ انجام آتھم: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 139)

مرزا صاحب کی عبارات کا حاصل یہ ہے کہ:

☆ عرب محاورات میں پہلی رات کے چاند کو قمر نہیں ہلال کہتے ہیں۔
☆ پہلی رات کے چاند کو قمر کہنے والے احمق، نادان، اندھے ہیں۔
☆ اہل لغت اور اہل زبان پہلی رات کے چاند کو قمر نہیں کہتے۔
☆ بالاتفاق لفظ قمر تین دن یا سات دن کے بعد کے چاند کو کہتے ہیں۔

مرزا صاحب کے مذکورہ بالا تمام دعوے حقیقت اور دلائل صحیحہ سے خالی ہیں اصل یہ ہے کہ چاند کا عربی میں مشترک نام ''قمر'' ہے یعنی مہینہ کی پہلی شب سے آخری شب تک کے چاند کو عربی میں قمر کہتے ہیں باقی ہلال اور بدر وغیرہ چاند (قمر) کی مختلف حالتوں کے نام ہیں مختلف اوقات اور مختلف حالتوں کے لحاظ سے کبھی قمر کو ہلال اور کبھی بدر کہا جاتا ہے لیکن وہ ہلال اور بدر کہلاتے ہوئے بھی قمر (چاند) ہی رہتا ہے جیسے اُردو میں پہلی رات سے آخری رات تک کے چاند کو ''چاند'' ہی کہتے ہیں اسی طرح عربی میں بھی پورے مہینے کے چاند کا نام ''قمر'' ہی ہے اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی شخص کا نام زید ہو لیکن ابتدائی عمر میں بچہ، درمیانی میں جوان اور آخری عمر میں بوڑھا کہلاتا ہے لیکن تینوں حالتوں میں زید ہی رہتا ہے ایسے ہی چاند کا نام بھی قمر ہی ہے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ

ہے:

" هُوَالَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْراً وَّقَدَّرَہٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ۔" (پارہ 11 سورۃ یونس آیت نمبر 5)

ترجمہ: ''اور وہی اللہ ہے جس نے سورج کو سراپا روشنی بنایا اور چاند کو سراپا نور اور اس کے (سفر) کے لیے منزلیں مقررہ کر دیں تا کہ تم برسوں کی گنتی اور (مہینوں کا) حساب معلوم کر سکو''۔

"وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاہُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ"۔ (سورہ یٰس 39)

ترجمہ: ''اور ہم نے چاند کے لیے اس کی منازل ناپ تول کر مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ وہ جب (ان منزلوں کے دور سے) لوٹ کر آتا ہے تو کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح (پتلا) ہو کر رہ جاتا ہے''۔

ان دونوں آیتوں میں پورے مہینے کے ہر دن کے چاند کو قمر کہا گیا ہے خواہ وہ پہلی رات کا ہو یا آخری رات کا۔ آئمہ لغت نے بھی چاند کو قمر ہی لکھا ہے چنانچہ لغت کی مشہور کتاب تاج العروس میں ہے۔

" اَلْهِلَالُ بِالْکَسْرِ تَمْرَۃُ الْقَمَرِ "

ہلال قمر کی ابتدائی صورت کو کہتے ہیں۔

آگے لکھا ہے:

" یُسَمَّی الْقَمَرُ لِلَیْلَتَیْنِ مَنْ اَوَّلِ الشَّھْرِ ھِلَالاً "

''قمر کو مہینے کی پہلی دو راتوں میں ہلال کہا جاتا ہے''۔ (تاج العروس ج۳۱ ص۱۴۴)

لغت کی مشہور کتاب لسان العرب میں ہے:

" یُسَمَّی الْقَمَرُ مِنْ اَوَّلِ الشَّھْرِ ھِلَالاً "

مہینہ کی پہلی دو راتوں میں قمر کو ہلال کہتے ہیں۔

دوستو! آپ نے دیکھ لیا کہ پہلی رات کے چاند کو بھی قمر کہا گیا ہے اور مرزا صاحب کا یہ کہنا

کہ بالاتفاق پہلی رات کا چاند قمر نہیں اور ''اہل لغت اور اہل زبان پہلی رات کے چاند کو قمر نہیں ہلال کہتے ہیں'' یہ باتیں اپنے اندر کتنی صداقت رکھتی ہیں؟ اور پہلی رات کے چاند کو قمر کہنے والے نادان ،احمق اور اندھے ہیں یا خود مرزا صاحب غلطی پر ہیں۔ چاند گرہن کسی بھی تاریخ کو لگے عرب محاورے میں لفظ قمر ہی استعمال ہوتا ہے میرا احمدیوں سے سوال ہے کہ کیا وہ ہمیں عربی محاورات میں یخسف الھلال کے الفاظ دکھا سکتے ہیں؟

مربی صاحبان پہلی رات سے چودھویں اور نصف سے اٹھائیسویں رات مراد لینے پر ایک عذر یہ پیش کرتے ہیں کہ عادت اللہ یہی جاری ہے کہ چاند کو ہمیشہ 15,14,13 تاریخ میں گرہن ہوتا ہے اور سورج کو ہمیشہ 29,28,27 تاریخ میں گرہن ہوتا ہے۔

اور روایت کے الفاظ" یخسف القمر لاول لیلة من رمضان " سے مراد یہ ہے کہ چاند گرہن کی مقررہ تاریخوں میں سے پہلی رات یعنی رمضان کی تیرھویں رات کو چاند گرہن ہوگا اور "تنکسف الشمس فی النصف منه " سے مراد یہ ہے کہ سورج گرہن کی مقررہ تاریخوں میں سے درمیانی رات یعنی رمضان کی آٹھائیسویں رات کو سورج گرہن ہوگا اور مرزا صاحب کے زمانے میں بھی انھی دو تاریخوں میں چاند اور سورج گرہن ہوا تھا لہذا پیش گوئی پوری ہوگئی ہے اور رہی بات روایت کے ظاہری الفاظ کی یعنی رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور رمضان کے نصف میں سورج گرہن تو یہ مراد لینا عادت اللہ کے خلاف ہے جبکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ۔ ترجمہ: اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں۔ (الروم:۳۰)

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلاً۔ (الفتح:۲۳)

ترجمہ: اور آپ ہرگز نہ پاؤ گے اللہ تعالیٰ کے طریقے کو بدلہ ہوا۔

لہذا اگر رمضان کی پہلی اور درمیانی رات مراد لیں تو خلاف قرآن لازم آتا ہے

میں عرض کرتا ہوں کہ مربیوں کا یہ عذر بھی تار عنکبوت سے زیادہ طاقت نہیں رکھتا کیونکہ اگر مکمل روایت کو سامنے رکھا جائے تو اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے زمانے میں جیسا کسوف وخسوف کا اجتماع ہوگا ویسا کبھی نہ ہوا ہوگا چنانچہ روایت کے

الفاظ:

لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ترجمہ: جب سے زمین وآسمان بنے اس وقت سے ایسا نہیں ہوا ہوگا۔

یہ الفاظ اس بات پر دلیل ہیں کہ مہدی کے زمانے میں کسوف وخسوف منفرد نوعیت کا ہوگا جبکہ مرزا صاحب کے زمانے میں جیسا خسوف وکسوف کا اجتماع ہوا تھا ویسا تو ماضی میں رمضان ہی کے مہینے میں 60 سے زائد مرتبہ ہو چکا ہے اور جب تک نظام فلکی موجود ہے آئندہ بھی ہوتا رہے گا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ خود مرزا صاحب کی زندگی میں تین مرتبہ رمضان المبارک میں کسوف و خسوف کا اجتماع ہوا تھا پہلا 1851ء بمطابق 1267ھ میں رمضان المبارک کی انہی تاریخوں یعنی 13 رمضان کو چاند گرہن اور 28 رمضان کو سورج گرہن لگا تھا جبکہ اس وقت مرزا صاحب کی عمر صرف 11 یا 12 سال تھی پھر دوسرا اجتماع انہی تاریخوں میں 1894ء بمطابق 1311ھ کو امریکہ میں ہوا پھر تیسرا اجتماع 1895ء بمطابق 1312ھ کو ہوا۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اگر چاند اور سورج گرہن کو معمول شدہ مقررہ تاریخوں میں ہی لگنا مقصود تھا تو روایت کے الفاظ "لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ" (رمضان کی پہلی رات) نہ ہوتے بلکہ "لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ لَيَالِيْهَا" (گرہن کی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات) کے الفاظ ہوتے۔

احمدی احباب کا چاند گرہن کا رمضان کی پہلی رات اور سورج گرہن کا نصف رمضان میں لگنے کو عادت اللہ کے خلاف سمجھتے ہوئے انکار کرنا خود سمجھ سے بالا ہے اگر خلاف معمول واقعات کے ظہور کو عادت اللہ کے منافی سمجھا جائے تو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء اللہ کی کرامات کو کیا کہیں گے؟ انسان کے طریقہ ولادت کے بدلنے کو کیا کہیں گے؟ پہلا انسان بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا دوسرا انسان دائیں پسلی سے پیدا ہوا اور پھر آگے کی نسل انسانیت مرد وعورت کے ملاپ سے اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے پیاروں کے بارے میں طریقہ ہی یہ ہے کہ ان کی تائید وتصدیق کے لیے خلاف معمول واقعات کا ظہور فرماتے ہیں اور پھر اس روایت میں "ان لمھدینا ایتین" کے الفاظ ہیں اور لغت میں آیت کا معنی علامت اور نشانی ہوتا ہے اور علامت کی

تعریف "توجد فیہ ولاتوجد فی غیرہ" علامت کہتے ہیں جو صرف اُسی شے میں پائی جائے جس کی وہ علامت ہے کسی اور میں نہ پائی جائے اور اگر کسی اور میں بھی پائی گئی تو وہ علامت نہیں رہتی پس اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تب بھی اسے امام مہدی کی علامت نہیں کہہ سکتے کیونکہ ایسا گرہن تو پہلے بھی بارہا پایا گیا اور آئندہ بھی پایا جاتا رہے گا۔

میرا احمدی احباب سے سوال ہے کہ آخر وہ امام مہدی کی ایک ہی نشانی پر گفتگو کیوں کرتے ہیں حالانکہ حضرت محمد ﷺ نے تو مہدی علیہ الرضوان کی بہت سی علامات بیان فرمائی ہیں اگر تو روایات مہدی کا اعتبار نہیں تو پھر اس روایت کو کیوں قبول کرتے ہیں اور اگر اس روایت کا اعتبار ہے (جیسا کہ احمدی اس روایت کو مانتے ہیں) تو پھر باقی روایات کو کیوں نہیں مانتے؟ سچ بات یہی ہے کہ روایات امام مہدی علیہ الرضوان میں حضرت امام مہدی کی جو علامات بیان کی گئی ہیں ان میں سے کوئی ایک علامت بھی مرزا صاحب میں نہیں پائی جاتی اس لئے جماعت احمدیہ ایسی تمام روایات کے انکار میں ہی مرزا صاحب کے قصر مہدویت کی بقا جانتے ہیں۔

مرزا صاحب کی صداقت پر ایک دلیل:

جماعت احمدیہ میں ایسے افراد کی شدید کمی ہے جو جرأت اور ہمت کر کے کسی مربی سے مرزا صاحب کے عقائد و نظریات یا انکی شخصیت کے متعلق ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات واشکالات کا اظہار کر سکے اور اگر کوئی ہمت کر بھی لیں تو مربیوں کی طرف سے اعتراضات کے جوابات کی بجائے بات کو مزید گھمانے کی کوشش کی جاتی ہے مربی صاحبان کہتے ہیں کہ مرزا صاحب جھوٹے ہی تھے تو پھر قرآنی وعدے کے مطابق انہیں قتل کیوں نہیں کیا گیا کیونکہ سورۃ الحاقہ میں جھوٹے مدعی نبوت کے قتل کیے جانے کا وعدہ موجود ہے آیت یہ ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنِ

ترجمہ: "اور اگر یہ (پیغمبر) ہمارے ذمہ کچھ (جھوٹی) باتیں لگا دیتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر ہم ان کی رگ دل کاٹ ڈالتے۔ (سورۃ الحاقہ: آیت نمبر 44,45,46)

احمدی احباب اس آیت کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ سچے مدعی نبوت کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دعویٰ نبوت کے بعد کم از کم 23 برس زندہ رہے کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اعلان نبوت کے بعد 23 برس اس دنیا میں موجود رہے اور مرزا صاحب نے بھی 1882 میں دعویٰ الہام کیا جبکہ ان کا انتقال 1908 میں ہوا اس طرح سے مرزا صاحب دعوے کے بعد 26 سال دنیا میں رہے اور قتل نہیں کیے گئے اس لیے مرزا صاحب اپنے دعووں میں سچے ہیں۔

میں اس سلسلے میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ احمدی احباب کا اس آیت کو مرزا صاحب کی صداقت میں پیش کرنا قطعاً درست نہیں ہے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ یہ آیت مفتری (وحی والہام کے جھوٹے دعویدار) کے لیے نہیں ہے بلکہ اس آیت کا حکم رسول پاک کی ذات برکات کے ساتھ خاص ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پر اعتماد ظاہر فرما رہے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ نبی قطعاً مجھ پر افتراء نہیں کر سکتے جبکہ مفتری کی سزا کے بارے میں دیگر آیات میں حکم بیان کیا گیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس آیت کے حکم کو عام مان لیا جائے یعنی ہر سچے و جھوٹے مدعی کے لیے مان لیا جائے تو بہت سے سچے نبیوں کو جھوٹا ماننا پڑے گا (نعوذ باللہ) قرآن مجید میں انبیاء کے قتل ہونے کی خبریں دی گئی ہیں جیسے یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ (بقرہ 61) وہ (یہودی) نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے فَرِیْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ (بقرہ 87) کہ بہت سے نبیوں کو تم نے جھٹلا دیا اور بہت سو کو قتل کر دیتے ہو۔ ان میں سے بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کو دعویٰ نبوت کے تھوڑے عرصے بعد ہی قوم نے شہید کر دیا تھا اور اس کے برخلاف بہت سے جھوٹوں کو سچا ماننا پڑے گا کیونکہ بہت سے جھوٹے دعویدار اپنے دعوؤں کے بعد ایک لمبا عرصہ زندہ رہے اور انہیں قتل بھی نہیں کیا گیا۔

صالح بن ظریف نے 137 ہجری میں نبوت و مہدی ہونے کا دعوی کیا اور بادشاہ بن گیا اور پھر اس کے خاندان میں 300 برس بادشاہت رہی یہ شخص دعویٰ نبوت کے بعد 27 سال زندہ رہا اور اپنی موت مرا۔ (خلدون: جلد 6 صفحہ 209 طبع بیروت 1999)

بہاء اللہ ایرانی نے نبی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور دعوے کے بعد چالیس برس زندہ

رہااور پھراپنی موت مرا۔ (الکواکب رسالہ بہائیہ 25 جون 1944ء صفحہ 3)

اس کے ماننے والے آج بھی پاکستان سمیت دنیا کے کئی ممالک میں ہیں۔

سید محمد جونپوری نے 901ء میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور 23 برس سے زیادہ زندہ رہااور پھراپنی موت مرااس کے ماننے والے بھی ہندوستان میں سینکڑوں برس رہے۔

احمدی احباب سے گزارش ہے کہ مزید تفصیلات کیلئے تاریخ کی کتابوں کا مطالعہ کریں انہیں بیسیوں جھوٹے مدعی ایسے ملیں گے جو دعوؤں کے بعد لمبا عرصہ زندہ بھی رہے اور انہیں قتل بھی نہیں کیا گیا۔تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر کسی بھی مدعی کا دعویٰ کے بعد 23 سال تک زندہ رہنے کوصداقت کیلئے اصول بھی مان لیا جائے تب بھی مرزا صاحب کی صداقت ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ مرزا صاحب تو خود 1902 تک اپنے دعویٰ نبوت کے منکر رہے ہیں۔

مرزا بشیرالدین محمود صاحب نے بھی اپنی کتاب القول الفصل میں مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت پر گفتگو کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب نے 1902ء میں دعویٰ نبوت کیا ہے۔

(تفصیل کیلئے انوار العلوم جلد 2 صفحہ 280 تا 285 کا مطالعہ کریں)

اس حساب سے مرزا صاحب دعویٰ نبوت کے بعد 6 برس زندہ رہے اور احمدی بچہ بھی جانتا ہے کہ 6 برس 23 برس سے زیادہ نہیں ہوتے (بلکہ کم ہوتے ہیں)

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر مدعی نبوت کی صدق و کذب کیلئے 23 سال کو معیار بنالیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دعوے کے 23 سال بعد پتہ چلے گا کہ مدعی جھوٹا ہے یا سچا تو سوال ہے کہ اگر کوئی جھوٹا مدعی اپنے دعوے کے 22 سال بعد مرا تو اس 22 سال کے عرصے میں اسے سچا مان کر مرنے والوں کو کس دلیل سے غلط کہا جائے گا کیونکہ مدعی کا کذب تو 22 سال کے بعد ظاہر ہوا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص سچے مدعی کو 23 سال کی مدت پوری ہونے کے انتظار میں نہ مانے اور اس کا انتقال ہو جائے تو اس مرنے والے کو کس دلیل سے منکر کہا جائے گا

کیونکہ اس کی زندگی میں تو مدعی کی صداقت کی دلیل ہی مکمل نہیں ہوسکی؟

دوستو! کسی کا زندہ رہنا یا مرجانا اس کے صدق و کذب پر دلیل نہیں ہے بالکل مدعی کے

عقائد ونظریات اوراس کی شخصیت وکردار ہی سے اس کے صدق وکذب کومعلوم کیا جاسکتا ہے اور میں گذشتہ صفحات میں مرزا صاحب کے عقائد ونظریات اور شخصیت وکردار پر کچھ گفتگو کر چکا ہوں میں پھر عرض کروں گا مرزا صاحب کوان کے عقائد ونظریات اوران کی شخصیت وکردار کے ترازو میں تولا جائے تو فیصلہ کرنا نہایت آسان ہوگا۔

ملت اسلامیہ کے فیصلے کی حیثیت:

بعض مرتبہ مربی صاحبان مرزا صاحب کے عقائد ونظریات سے بیزار ہونے والے شخص کو یہ کہہ کر مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان علماء کی باتوں اور فتوؤں کا کیا اعتبار ہے یہ تو خود ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں مربیوں کے اس مغالطہ کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ بعض حکیموں اور ڈاکٹروں نے کچھ لوگوں کا علاج غلط کیا ہے اس لیے اب کوئی ڈاکٹر مستند نہیں رہا اور اب پوری میڈیکل سائنس ہی ناکارہ ہوگئی ہے اور وہ طبی مسئلے بھی قابل اعتبار نہیں ہیں جن پر تمام دنیا کے ڈاکٹر متفق ہیں۔ یہ بات سچ ہے کہ بعض علماء کے قلم سے دوسرے مسلک کے بارے میں سخت الفاظ نقل ہوئے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے ایسے متعصب علماء کی تعداد بہت کم ہے جو ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہو جبکہ ہر مکتب فکر میں بڑے علماء کی ایک بڑی تعداد ایسی رہی ہے جنہوں نے ایسے فتوؤں اور عبارتوں کی مذمت کی ہے اور مسلکوں کے باہمی اختلاف کو فروعی اختلاف قرار دیا ہے اسی لیے جب بھی مسلمانوں کا کوئی مشترک مسئلہ پیدا ہوا ہے تو ان تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء کے مل بیٹھنے میں یہ متعصب فتوے کبھی رکاوٹ نہیں بنے مسلمانوں کے یہ فرقے وہی تو ہیں جو 1951ء میں پاکستان کی دستوری بنیادیں طے کرنے کیلئے جمع ہوئے اور کسی ادنیٰ اختلاف کے بغیر اسلامی دستور کے اساسی اصول طے کرکے اٹھے اسی طرح 1972ء میں دستور سازی کے دوران شیر وشکر رہ کر بنیادی کام میں شریک رہے۔ پاکستان میں بسنے والے مختلف مکاتب فکر کے لوگوں کا طرز عمل بھی بتاتا ہے کہ ان کے باہمی اختلافات اصولی نہیں بلکہ فروعی ہیں۔

لہٰذا اگر کچھ حضرات نے باہمی تکفیر کے سلسلہ میں غلو اور تشدد کی روش اختیار کی ہے تو اس سے یہ نتیجہ کیسے نکالا جاسکتا ہے کہ اب دنیا میں کوئی شخص کافر ہو ہی نہیں سکتا اور اگر یہ سب لوگ مل کر بھی

کسی کے واضح کفر پر اتفاق کر لیں تو تب بھی وہ کافر نہیں ہوسکتا کیا دنیا میں عطائی قسم کے لوگ علاج کر کے انسانوں پر مشق ستم نہیں کرتے؟ بلکہ کیا ماہر سے ماہر ڈاکٹر سے بھی غلطی نہیں ہوتی؟ لیکن کیا کبھی کوئی انسان جو عقل سے بالکل معذور نہ ہو کہہ سکتا ہے کہ ان انفرادی غلطیوں کی سزا کے طور پر ڈاکٹروں کے طبقے کی کوئی بات قابل قبول نہیں ہونی چاہیے؟ کیا عدالتوں کے فیصلوں میں ججوں سے غلطیاں نہیں ہوتیں؟ اب کیا ججوں کا فیصلہ ہی نہ مانا جائے؟ کیا مکانات اور سڑکوں اور عمارتوں کی تعمیر میں غلطیاں نہیں ہوتیں؟ لیکن کیا کبھی ذی ہوش نے یہ تجویز پیش کی کہ ان غلطیوں کی وجہ سے اب تعمیر کا ٹھیکہ انجینئروں کی بجائے گورکنوں کو دے دیا جائے پھر اگر چند جزوی انفرادی نوعیت کے فتوؤں میں بے احتیاطیاں یا غلطیاں ہوئیں تو اس کا مطلب یہ کیسے نکل آیا کہ اب کسی کے بارے میں اسلام اور کفر کا فیصلہ ہی نہیں کیا جاسکتا یا اب اسلام اور کفر کے فیصلے قرآن وسنت کی بجائے احمدی تحریرات کی بنیاد پر کرنا چاہیے یا یہ کہ اب آئندہ کوئی بھی شخص جیسے مرضی کفریہ عقائد اپنا لے اسے کافر نہیں کہا جاسکتا۔

مرزا صاحب اور انکے بیٹوں کی کتابوں میں موجود توہین آمیز عبارات اور خلاف اسلام عقائد ونظریات کا بطلان اس قدر واضح ہے کہ آج تک جب بھی یہ عقائد ونظریات کسی بھی طبقے کے سامنے رکھے گئے ہیں تو اُسے قادیانیت کے کفر ہونے میں کوئی تردد یا شک وشبہ باقی نہیں رہا اس لیے احمدیوں کو نہ صرف دنیا بھر کے علماء اسلام بلکہ مسلمانوں کے تمام طبقات غیر مسلم سمجھتے ہیں۔ چنانچہ 1974ء میں یہی عقائد ونظریات قومی اسمبلی میں پیش کیے گئے تو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا لیکن داد دینی چاہیے مربیوں کو جنہوں نے تاویلات کے ذریعے اتنے واضح اور عادلانہ فیصلے کو بھی مشکوک بنانے کی کوشش کی ہے۔ جماعت احمدیہ اس فیصلہ کے بارے میں اب تک یہ کہتی چلی آرہی تھی کہ اگر یہ کاروائی شائع ہوگئی تو آدھا پاکستان قادیانی ہوجائے گا۔ الحمدللہ قومی اسمبلی کی یہ کاروائی منّ وعن چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے اور جماعت احمدیہ کا دیرینہ مطالبہ پورا ہوگیا ہے لیکن تعجب اور حیرت ہے کہ اس کاروائی کے اوپن ہونے سے جماعت احمدیہ کی قیادت میں صف ماتم بچھ گئی ہے اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحیٰ بختیار مرحوم نے ایک سوال پر

کہ'' قادیانیوں کا کہنا ہے کہ اگر یہ روداد شائع ہو جائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہو جائے گا''۔ کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ: سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہ کاروائی ان کے خلاف جاتی ہے ویسے وہ اپنا شوق پورا کرلیں ہمیں کیا اعتراض ہے ان دنوں ساری اسمبلی کی کمیٹی بنادی تھی اور کہا گیا تھا کہ یہ ساری کاروائی سیکرٹ ہوگی تا کہ لوگ اشتعال میں نہ آئیں میرے خیال میں اگر یہ کاروائی شائع ہوگئی تو لوگ قادیانیوں کو ماریں گے۔

(انٹرویونگار منیر احمد ایڈیٹر'' ماہنامہ آتش فشان'' لاہور مئی 1994ء)

احمدیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کاروائی کے نتیجہ میں قومی اسمبلی کا کوئی ایک رکن بھی احمدی نہیں ہوا، کسی رکن قومی اسمبلی نے کاروائی کا بائیکاٹ نہیں کیا کسی رکن قومی اسمبلی نے اجلاس سے واک آؤٹ نہیں کیا، کسی رکن قومی اسمبلی نے احمدیوں کی حمایت نہیں کی اس کے برعکس نہ صرف تمام ارکان نے متفقہ طور پر احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا بلکہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ مرزا ناصر صاحب کی ٹیم میں شامل ایک معروف احمدی مرزا سلیم اختر چند ہفتوں بعد احمدیت سے تائب ہو کر مسلمان ہوگیا حالانکہ مرزا ناصر صاحب پوری ٹیم کے ساتھ مکمل تیاری سے بڑی خوشی سے قومی اسمبلی آئے تھے ان کے اسمبلی کے اندر داخل ہونے کا انداز بڑا فاتحانہ تھا۔ ان کا خیال تھا کہ وہ تاویلات اور شکوک و شبہات کے ذریعے ممبران اسمبلی کو قائل کرلیں گے مگر وہ بری طرح ناکام رہے۔ احمدی قیادت نے قومی اسمبلی کے تمام اراکین میں 180 صفحات پر مشتمل کتاب ''محضر نامہ'' تقسیم کی جس میں اپنے عقائد کی بھرپور ترجمانی کی۔ اس کتاب کے آخری صفحہ پر ''دعا'' کے عنوان سے لکھا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے معزز ارکان اسمبلی کو ایسا نور فراست عطاء فرمائے کہ وہ حق وصداقت پر مبنی ان فیصلوں تک پہنچ جائیں جو قرآن وسنت کے تقاضوں کے عین مطابق ہوں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر احمدیوں کی دعا قبول ہوئی تو وہ قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ قبول کیوں نہیں کرتے؟ اور اگر دعا قبول نہیں ہوئی تو احمدی احباب اپنی جماعت اور لیڈروں کی عنداللہ قبولیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

احمدی احباب یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ قومی اسمبلی کی اس کاروائی کو اِن کمرہ خفیہ کیوں رکھا گیا یہ کاروائی اخبارات میں روزانہ کیوں شائع نہ ہوئی؟ اس سوال کا جواب قومی اسمبلی کے اس

وقت کے اسپیکر جناب صاحبزادہ فاروق علی خان نے اپنے ایک انٹرویو میں دیتے ہوئے کہا:

''بحث کارروائی کے دوران ایسی باتوں کے پیش آنے کا بھی امکان تھا کہ اگر منظر عام پر آئیں تو مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکتی تھی۔ قادیانی فرقوں کے رہنماؤں کو بھی بلانا تھا۔ ان کا نکتہ نظر بھی سننا تھا۔ ظاہر ہے وہ جو کچھ کہتے مسلمانوں کو ہرگز اتفاق نہ ہوتا۔ لہٰذا کارروائی خفیہ ہی رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ناموس رسالت ﷺ کا مسئلہ نازک اور حساس ہے۔ مسلمان جان بھی قربان کردینا انتہائی معمولی بات سمجھتا ہے لہٰذا کسی بھی خطرناک جذباتی صورتحال سے بچنے کے لیے اس کارروائی کو خفیہ رکھنا ہی مناسب تھا حضور رسالت مآب ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ امت کو جو والہانہ عشق ہے اس کو زبان و قلم سے بیان کرنا ناممکن ہے۔ اس خفیہ بحث کا فیصلہ کھلا تھا اور اس فیصلے سے ملت اسلامیہ آج تک مطمئن ہے''۔

(قومی اسمبلی کے سابق اسپیکر صاحبزادہ فاروق علی خان سے اختر کاشمیری صاحب کا انٹرویو، روزنامہ جنگ جمعہ میگزین 3 تا 9 ستمبر 1982ء)

احمدی احباب قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلے کے بارے میں یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ایک یکطرفہ فیصلہ تھا۔ احمدیوں کی یہ بات لاعلمی اور تعصب پر مبنی ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ قرارداد حزب اختلاف کی طرف سے پیش ہوئی تھی اور حزب اقتدار پارٹی کے علاوہ اسمبلی میں اور بھی بہت سی پارٹیاں موجود تھیں اگر یہ یکطرفہ سیاسی فیصلہ تھا تو کیوں کسی جماعت نے اختلاف نہ کیا اور پھر یہ کہ جمہوری نظام حکومت میں کوئی بھی اہم فیصلہ ہمیشہ اکثریتی رائے کی بنیاد پر کیا جاتا ہے لیکن احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا فیصلہ شاید دنیائے جمہوریت کا واحد اور منفرد واقعہ ہے کہ حکومت نے یہ فیصلہ کرنے سے پہلے جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا ناصر کو پارلیمنٹ میں آکر اپنا نکتہ نظر پیش کرنے کے لیے بلایا جہاں اٹارنی جنرل جناب یحیٰ بختیار نے مرزا صاحب کی کتابوں میں موجود توہین آمیز متنازع عبارات پر جرح کی۔ مرزا ناصر صاحب نے اپنے تمام عقائد و نظریات کا نہ صرف برملا اعتراف کیا بلکہ تاویلات کے ذریعے ان کے دفاع کرنے کی ناکام کوشش بھی کی لہٰذا ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے تیرہ دن کی طویل بحث و تمحیص کے بعد آئین میں ترمیم کرتے ہوئے متفقہ طور پر احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

احمدی احباب یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی بھی شخص یا جماعت کو غیر مسلم قرار نہیں دیا جا سکتا احمدیوں کا یہ اعتراض لاعلمی پر دلیل اور حقائق سے چشم پوشی کے مترادف ہے۔ آخر تمام دنیا ایمان کی دولت سے آراستہ تو نہیں ہے۔ کسی نہ کسی کو تو غیر مسلم کہنا پڑے گا۔ عیسائی، یہودی، پارسی، سکھ، ہندو آخر غیر مسلم ہی تو ہیں۔ یہ سب لوگ اپنے عقائد کی بنا پر مسلمانوں سے الگ امت ہیں اگر احمدیوں کی مذکورہ بالا بات تسلیم کر لی جائے تو دنیا میں کوئی بھی غیر مسلم نہ ہو۔

احمدی احباب یہ بھی کہتے ہیں کہ اس وقت اراکین اسمبلی کی اکثریت زانی اور شرابی تھی۔ انہیں کوئی حق حاصل نہ تھا کہ وہ ایسا فیصلہ کرتے میں ایسے احمدیوں سے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے اس وقت اسمبلی کا بائیکاٹ کیوں نہ کیا؟ کیا انہیں وہاں زبردستی لے جایا گیا تھا؟ حالانکہ وہ تو وہاں گئے ہی اس لیے تھے کہ قومی اسمبلی جو بھی فیصلہ کرے گی ہمیں قبول ہوگا۔ عجیب بات ہے کہ اگر احمدیوں کو پارلیمنٹ غیر مسلم اقلیت قرار دے تو وہ زانی اور شرابی، اگر سپریم کورٹ انہیں کافر قرار دے تو یہ کہنا کہ یہ تو انگریزی قانون پڑھے ہوئے ہیں انہیں شریعت کا کیا علم؟ اور اگر علماء کرام انہیں غیر مسلم کہیں تو یہ اعتراض کہ ان کا تو کام ہی یہی ہے۔

احمدی احباب یہ بھی کہتے ہیں کہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 20 کے تحت ہر شہری کو مذہبی طور پر آزادی اظہار رائے حاصل ہے۔ آپ کسی پر پابندی نہیں لگا سکتے۔ احمدیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ (نعوذ باللہ) قرآن مجید میں نئے حالات کے مطابق تبدیلی کر دی گئی ہے۔ اس میں سے کئی آیات خارج کر دی گئی ہیں اور کئی آیات شامل کر دی گئی ہیں اور پھر وہ اس نئے قرآن کی تبلیغ و تشہیر بھی کرے تو کیا اسے اجازت دینی چاہیے؟ اگر وہ یہ کہے کہ مجھے آئین کے تحت آزادی اظہار رائے ہے تو کیا اسے اجازت دینی چاہیے؟ پاکستان بلکہ دنیا بھر میں ہر شخص کو کاروبار کی مکمل آزادی ہے مگر ہیروئن اور منشیات وغیرہ فروخت کرنا سختی سے منع ہے۔ کیا یہ آزادی پر پابندی ہے؟ آزادی حدود و قیود کے تابع ہوا کرتی ہے آپ اپنا ہاتھ ہلانے میں آزاد ہیں۔ جب اور جس طرح چاہیں اسے ہلا سکتے ہیں لیکن اگر آپ کے ہاتھ ہلانے سے کسی دوسرے کا چہرہ زخمی ہوتا ہے تو پھر اس کی آزادی کہاں گئی؟ لہٰذا آزادی ایک حد تک ہے۔ آزادی بے لگام یا شتر بے مہار ہو جائے تو

معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔اسی لیے آپ کو کسی بھی ملک میں مطلق آزادی کا قانون نہیں ملے گا۔

ایک جماعتی مغالطے کی حقیقت:

جماعت احمدیہ کا یہ مزاج ہے کہ وہ احمدیت کو بچانے کیلئے قرآن وحدیث میں تحریف کرنے اور من گھڑت تفسیر وتشریح کرنے سے قطعاً گریز نہیں کرتی چنانچہ قومی اسمبلی کے اس فیصلے کے بعد مربیوں نے ایک حدیث میں تحریف کرتے ہوئے خود کو ہدایت یافتہ اور نجات یافتہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔حدیث شریف یہ ہے:

وعن عبدالله بن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول اللهﷺ لياتين على امتى كما اتى على بنى اسرائيل حذوا النعل حتى ان كان منهم من أتى امه علانية لكان فى امتى من يصنع ذلك وان بنى اسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة، وتفترق امتى على ثلاث وسبعين ملة كلهم فى النار الاملة واحدة قالوا من هى يارسول الله؟ قال: ما أنا عليه وأصحابى۔ (رواه الترمذى)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت پر بھی ضرور ایک زمانہ ایسا آئے گا جیسا کے بنی اسرائیل پر آیا تم ان کے قدم بہ قدم چلو گے اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ بدکاری کی ہو تو میری امت میں بھی کوئی ایسا کرے گا اور بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئی اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ان میں سوائے ایک کے سب جہنمی ہونگے صحابہ نے سوال کیا وہ کون سا فرقہ ہوگا (جو نجات پائے گا) آپ ﷺ نے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں"۔

مربی صاحبان کہتے ہیں کہ اس حدیث میں نجات یافتہ گروہ کی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ 72 گروہ ایک طرف ہوں گے جبکہ ایک گروہ الگ ایک طرف چنانچہ 1974ء میں قومی اسمبلی میں مسلمانوں کے تمام فرقوں نے جماعت احمدیہ کو الگ کر کے بتادیا کہ جماعت احمدیہ ہی تہترواں فرقہ ہے اور حدیث شریف میں تہترویں فرقے کو جنتی کہا گیا ہے مربیوں کا حدیث شریف کا یہ معنی

ومفہوم بیان کرنا ان کی فہم ودیانت پر بڑی دلیل ہے اس سلسلے میں میرا سوال ہے کہ کیا جماعت احمدیہ تہتر واں گروہ ہے؟ کیا جماعت احمدیہ کے بعد نئے نئے گروہ نہیں بنائے گئے؟ اس حدیث میں کہاں ہے کہ اگر ساری امت کسی گروہ کے کفر کے بارے میں متفق ہو تو وہ گروہ اس اتفاق کی وجہ سے پکا مسلمان اور جنتی بن جائے گا؟ تاریخ اسلام میں بیسیوں مرتبہ امت مسلمہ کے سارے گروہوں نے ایک گروہ کے کفر پر اتفاق کیا ہے تو کیا ان سب باطل گروہوں کو بھی ملتِ اسلامیہ کے اتفاق کی وجہ سے پکا مسلمان اور جنتی سمجھا جائے گا؟ احمدی احباب کو خود سوچنا چاہیے کہ ان کے عقائد ونظریات کا بطلان کس قدر واضح اور یقینی ہے کہ دنیا اسلام میں کسی ایک عالم ومفتی ہی کو نہیں بلکہ معمولی دینی بصیرت رکھنے والے کو بھی جماعت احمدیہ کے عقائد ونظریات کے بطلان میں کسی قسم کا کوئی تردد اور شک وشبہ نہیں ہے۔

حدیث شریف میں نجات یافتہ گروہ سے مراد جماعت احمدیہ ہی کو لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ چند لاکھ احمدیوں کے علاوہ مسلمان کہلانے والے ڈیڑھ ارب لوگ جہنمی ہیں کیا احمدی احباب اپنے اس عقیدے کا برملا اعلان کر سکتے ہیں؟ احمدی احباب جب دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا گروہ تہتر واں گروہ ہے تو وہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہمارا ملت اسلامیہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے ملت اسلامیہ کے گروہ الگ ہیں اور ہم الگ ہیں اصل بات یہ ہے کہ حدیث شریف میں قطعاً یہ بات نہیں ہے کہ تہتر واں فرقہ نجات یافتہ ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ 73 گروہوں میں سے ایک گروہ کامل نجات یافتہ ہوگا۔

حدیث شریف میں آگے ذکر بھی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا کہ نجات یافتہ گروہ کی علامت یا نجات یافتہ لوگ کون ہوں گے تو جواب میں ارشاد فرمایا "ما انا علیہ واصحابی" جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ یعنی ان تہتر میں سے پہلا گروہ ہی کامل نجات یافتہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی صورت میں موجود تھا اور یہ گروہ قیامت تک باقی رہے گا البتہ ہر دور میں کچھ لوگ ہوں گے جو اس گروہ سے اختلاف عقیدہ کرتے ہوئے جدا ہوتے رہیں گے حدیث شریف کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ نجات یافتہ گروہ

تیرہ صدیوں بعد پیدا ہوگا۔

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک احمدیت تہتر واں گروہ نہیں بلکہ چوہترواں گروہ ہے کیونکہ مرزا صاحب کے بقول ان کی آمد سے پہلے ہی امت تہتر گروہوں میں تقسیم ہوچکی تھی ملاحظہ کیجئے:

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

قرون ثلاثہ کے بعد اُمت مرحومہ تہتّر فرقوں پر منقسم ہوگئی اور صدہا مختلف قسم کے عقائد ایک دوسرے کے مخالف اُن میں پھیل گئے۔ (حقیقۃ الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 44)

دوسری جگہ لکھا ہے:

یہ تو ظاہر ہے کہ اسلام میں تہتر کے قریب فرقے ہوگئے ہیں ہر ایک اپنے طور پر حدیثیں پیش کرتا ہے۔ (مباحثہ لدھیانہ: روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 40)

ایک جگہ ان تہتر فرقوں کے بداعمالی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

یہی زمانہ ہے جس میں ہزارہا بدعات اور بے شمار ناپاک رسومات اور ہر ایک قسم کے شرک خدا کی ذات اور صفات اور افعال میں اور گروہ در گروہ پلید مذہب جو تہتر تک پہنچ گئے پیدا ہوگئے۔

(تحفہ گولڑویہ: روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 226)

مرزا صاحب کی یہ تحریر احمدی احباب کے لیے بہت پریشانی کا سبب ہے کیونکہ اب اگر وہ خود کو تہتر گروہوں میں شامل کرتے ہیں تو مرزا صاحب کے بقول بدعتی، مشرک اور افعال قبیحہ کے مرتکب ٹھہرتے ہیں اور اگر تہتر گروہوں سے باہر نکلتے ہیں تو اسلامی فرقوں سے باہر نکل جاتے ہیں۔

ایک جگہ خود مرزا صاحب نے اقرار کیا ہے کہ احمدیت ایک نیا فرقہ ہے ملاحظہ کیجئے:

چونکہ مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم مرزا صاحب ہے پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مہذب اور معزز عہدہ دار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب اور ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔

(کتاب البریہ: روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 337)

احمدی احباب مرزا صاحب کے دعویٰ اور مقصد کو بھی پیش نظر رکھیں مرزا صاحب نے مسیحیت ومہدویت کا دعویٰ کیا تو اپنے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی بیان کیا کہ میں باطل مذاہب اور باطل فرقوں کو ایک کرنے آیا ہوں۔ (تفصیل گذشتہ صفحات پر عرض کی جا چکی ہے)

میرا احمدی احباب سے سوال ہے کہ کیا مرزا صاحب کی آمد سے ملل باطلہ اسلام کے جھنڈے کے نیچے آگئیں؟ کیا مرزا صاحب اپنے اس مقصد کو حاصل کر سکے؟ کیا مسلمانوں کے 72 گروہ (جماعت احمدیہ کے گمان کے مطابق) جماعت احمدیہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو سکے؟ میری احمدی احباب سے عرض ہے کہ نہیں ہرگز نہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہوا کہ مسلمانوں کے موجود گروہوں نے جماعت احمدیہ کو اپنے سے الگ کر دیا۔ اور جماعت احمدیہ نے موجود گروہوں (بزعم جماعت احمدیہ 72 گروہوں) کو اپنے سے جدا کر دیا۔ فیاللعجب

میری چند اختتامی گزارشات:

(میں نے کتاب کے آغاز میں آپ سے عرض کی تھی کہ میری اس تالیف کا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں ہے اور میں تعصب سے تہہ دامن کرتے ہوئے انتہائی ہمدردی اور غیر جانبداری سے اپنے چند مشاہدات اور تجربات آپ کی خدمت میں پیش کروں گا مجھے خوشی ہے کہ میں نے حتی الامکان اس بات کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے اور میں آپ کا بھی تہہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے نہایت اعلیٰ ظرفی اور تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے میری گزارشات کو توجہ سے ملاحظہ کیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ اب آپ اپنے دین و آخرت کے بارے میں غیر معمولی سنجیدگی سے کام لیں گے۔)

میری اس کتاب میں موجود کسی بھی حوالے کی تصدیق کے لیے آپ مجھ سے رابطہ کر سکتے ہیں میں آپ کی تحقیق میں پورے تعاون کی بھرپور کوشش کروں گا لیکن اگر آپ مجھ پر اعتماد نہ کریں یا مجھ سے کسی کا قسم کا خوف محسوس کریں تو خود کسی دن خلافت لائبریری ربوہ تشریف لے جائیں اور کتاب میں موجود حوالہ جات کو سیاق وسباق کے ساتھ چیک کر لیں بلکہ اس سے بھی آسان تر حل یہ ہے کہ آپ گھر بیٹھے جماعت احمدیہ کی آفیشل ویب سائٹ alislam.org پر جا کر ان تمام حوالہ جات کو احمدی کتب سے چیک کر سکتے ہیں لیکن میں درخواست کروں گا اپنی تحقیق کو جماعتی

عہدداران اور مربی صاحبان سے پوشیدہ رکھیں کیونکہ اگر جماعت کے کسی عہدیدار یا مربی کو پتہ چل گیا تو وہ مختلف حیلوں، بہانوں، یا ڈراووں سے آپ کو تحقیق سے روکنے کی کوشش کرے گا یاد رکھیں جو شخص آپ کو تحقیق سے روکے وہ آپ کا دشمن ہے خدارا دشمن کی پہچان رکھیں۔

اگر آپ ازخود تحقیق کی صلاحیت اپنے اندر نہیں پاتے تو ہماری اپنے کسی مبلغ یا مربی سے ملاقات کروادیں اور پھر فریقین کی گفتگو اور دلائل کو خود سنیں اس طرح آپ کے لیے فیصلہ کرنا آسان ہوگا لیکن میں اپنے تجربے کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ مربی صاحبان مختلف حیلوں، بہانوں کے ذریعے ہم سے گفتگو کرنے سے انکار کردیں گے۔

جن سابق احمدی دوستوں نے احمدی کتب میں درج عقائد ونظریات پر تحقیق کر کے یا جماعت کے نظام میں موجود غیر اخلاقی اور غیر عادلانہ باتوں کو دیکھ کر جماعت سے علیحدگی اختیار کی ہے ان کے پُر حقائق چشم کشاء انٹرویوز کو سنیں اور ان کے آرٹیکلز کو پڑھیں ممکن ہے آپ میں بھی حق قبول کرنے کی جرأت وہمت پیدا ہو سکے۔

یاد رکھیں یہ دنیا اس کے غم وخوشی، صحت وبیماری، پریشانی وراحت، دوستی ودشمنی، رشتے ناطے سب عارضی اور فانی ہیں۔ یہاں کوئی ہمیشہ کے لیے نہیں آیا موت بہت قریب ہے، تمہیں قبر میں اکیلے جانا ہے، تمہیں اپنا حساب خود دینا ہے، مرنے کے بعد سب ساتھ چھوڑ جاتے ہیں، کوئی کسی کے کام نہیں آتا، قبر میں کام آنے والی چیز صرف اور صرف ایمان اور اعمال صالحہ ہیں جس کو حاصل کرنے کا موقع اللہ تعالیٰ نے تمہیں دے دیا ہے اور اللہ تعالیٰ یہ موقع ہر ایک کو اس کی زندگی میں ایک بار ضرور عطا کرتے ہیں۔ اب شیطان مختلف طریقوں اور حربوں سے آپ کو ڈرائے اور بہکائے گا ایمان کے نور کو ظلمت دکھانے کے لیے سرتوڑ کوشش کرے گا، خاندانی مخالفت کا ڈر آپ کے دل میں بٹھائے گا، معاشی مسائل پہاڑ بنا کر پیش کرے گا لیکن خدا کی قسم یہ سب شیطانی وساوس ہیں آپ ہمت تو کریں پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ آپ کو کیسا دلی سکون عطا فرمائیں گے، آپ ان خوش نصیبوں کے حالات پڑھیں جنہیں آگ میں ڈالا گیا لیکن حق واضح ہونے کے بعد انہوں نے حق سے روگردانی نہیں کی آؤ ایمان کی سعادت قبول کرنے میں دیر نہ کرو نا جانے کب فرشتہ اجل موت کا پروانہ لیکر

آپہنچے۔ پھر تو حسرت وافسوس سے بھی سوائے غموں اور تکلیفوں کے بڑھنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

خدارا ہوش کے ناخن لو! کیوں اندھے کے کندھے پر ہاتھ رکھے سفر کرتے ہو، کیوں عزتوں کو چھوڑ کر ذلتوں کو سینوں سے لگائے ہوئے ہو، کیوں آزاد ہوکر بھی غلامی کی سی زندگی بسر کررہے ہو، کیوں اپنا مال ودولت اور صلاحیت وہنر اور آل واولاد مخصوص لوگوں کی خواہشات پر قربان کررہے ہو، کیوں باپ دادا کی اندھی تقلید کررہے ہو اسی اندھی تقلید نے عیسائی کو عیسائیت پر یہودی کو یہودیت پر اور ہندو کو ہندو مذہب پر پختہ کیا ہوا ہے۔ کیوں سمجھدار ہوکر بھی اسی روش پر چلنا چاہتے ہو۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمت عطا فرمائیں اور رحمت کائنات حبیب کبریا نبی مکرم حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر غیر مشروط ایمان لانے اور کریم آقا ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ ہونے کی، اور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی آغوش رحمت میں آنے کی عظیم سعادت سے نواز دیں۔

آپ کے لیے خیر کا طالب

ابوھادی منیر احمد علوی

+92 321 8823953

0336-4546676

جن کتابوں کا مطالعہ آپ کی تحقیق میں معاون ثابت ہوسکتا ہے

محمدیہ پاکٹ بک	مسلم پاکٹ بک
اسلام اور قادیانیت تقابلی جائزہ	تحفہ قادیانیت
ردِ مرزائیت کے راہنما اصول	قادیانی شبہات کے جوابات
ثبوت حاضر ہیں	مضامین راحیل

www.shubban.com-w.endofprophethood.com

ان ویب سائیڈز کا وزٹ آپ کی تحقیق میں معاون ثابت ہوگا۔

نقد وتبصرہ

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احمدیت اسلام کیوں نہیں؟

تالیف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب منیر احمد علوی

ضخامت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۲۰۸صفحات سائز ۱۸x۲۲/۸ گلیز کاغذ مجلد

قیمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صرف سو روپے علاوہ ڈاک خرچ

(صفحات کی زیادتی اور معیار کو مزید بہتر بنانے کی وجہ سے قیمت 130 روپے کر دی ہے)

کتاب حاصل کرنے کے لیے 0331-4630331 اور 0321-8823953 پر رابطہ کریں

منیر احمد علوی صاحب جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور سے وابستہ ہیں، لاہور کے اکابر حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب اور مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہما سے تعلق خاص رکھتے ہیں، انہوں نے قادیانی حضرات کے لیے ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ یہ کتاب تحریر کی ہے اسی لیے انہوں نے اس کتاب میں قادیانی یا مرزائی کے درست لفظوں کے بجائے احمدی اور احمدیت کے الفاظ استعمال کیے ہیں تا کہ جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب سے منتسب ہیں وہ بھی اس تحریر کو ایک مرتبہ ضرور پڑھ لیں شاید اللہ تعالیٰ ان پر حق واضح کردے اور وہ اپنے مذہب اور اس کے بانی کی حقیقی صورت حال سے مطلع ہو سکیں جو اُن سے چھپائی جاتی ہے۔

مؤلف سلّمہٗ نے اخلاص اور درددلی کے ساتھ یہ تحریر لکھی ہے اس لیے کسی بھی غیر جانبدار شخص کے لیے یہ تحریر پڑھنا آسان سے آسان تر ہے۔ چونکہ مؤلف کا مقصد خیر خواہی ہے اس لئے انہوں نے کتاب کی قیمت بھی بہت کم رکھی ہے بلکہ یہ اعلان کر دیا ہے کہ قادیانی احباب کے لیے کتاب کی کوئی قیمت نہیں بلکہ کتاب تحفہ ہوگی"۔

امید ہے کہ مؤلف سلّمہٗ کی یہ کتاب مفید اور متلاشیان حق کے لیے منارۂ نور ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائیں اور گمراہ ہو جانے والے لوگوں کے یے صراطِ مستقیم کی طرف واپسی کے لیے اسے رہنما کتاب بنا دیں۔ آمین۔ (ابوحماد)





احمدیت اسلام کیوں نہیں؟

مجھے اس بات پر پورا شرح صدر ہے کہ جماعت احمدیہ میں نہ تو تعلیم یافتہ افراد کی کمی ہے اور نہ ہی جماعتی مشن کے ساتھ والہانہ اور مخلصانہ تعلق رکھنے والوں کی تعداد کم ہے ہاں اگر کمی ہے تو ایسے افراد کی جو جماعتی دباؤ سے باہر آ کر حق کی تحقیق کے لیے اپنے آباؤاجداد کی اندھی تقلید کو چھوڑنے والے ہوں اور اپنے مربیوں کے سیاہ سفید کو حق و سچ کی کسوٹی پر پرکھنے کی جرأت رکھتے ہوں۔

دوستو! جن احمدی احباب نے جماعت احمدیہ کی کتب میں درج عقائد و نظریات پر تحقیق کر کے یا جماعت کے نظام میں موجود غیر اخلاقی اور غیر عادلانہ باتوں کو دیکھ کر جماعت سے علیحدگی اختیار کی ہے ان کے پُرحقائق، چشم کشا انٹرویوز کو سنیں اور ان کے آرٹیکلز کو پڑھیں ممکن ہے آپ میں بھی حق قبول کرنے کی جرأت اور ہمت پیدا ہو سکے۔

دوستو! خدارا ہوش کے ناخن لو! کیوں تہذیب کے نام پر بدتہذیبی کو سینے سے لگائے ہوئے ہو؟ کیوں اندھے کے کندھے پر ہاتھ رکھے سفر کرتے ہو؟ کیوں ذلتوں کو عزت سمجھ رہے ہو؟ کیوں آزاد ہو کر بھی غلامی کی سی زندگی بسر کر رہے ہو؟ کیوں اپنا مال و دولت، صلاحیت و ہنر اور آل واولاد مخصوص لوگوں کی خواہشات پر قربان کر رہے ہو؟ کیوں باپ دادا کی اندھی تقلید کر رہے ہو؟ اسی اندھی تقلید نے عیسائی کو عیسائیت پر، یہودی کو یہودیت پر اور ہندو کو ہندو مذہب پر پختہ کیا ہوا ہے۔ آؤ ضمیر کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے اپنے عقل مند ہونے کا اعلان کر دو اور اپنی خداداد صلاحیت اور عقل سے فیصلہ لو۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمت عطا فرمائیں اور رحمت کائنات حبیب کبریا نبی مکرم و محتشم حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر غیر مشروط ایمان لانے، کریم آقا ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ ہونے اور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی آغوش رحمت میں آنے کی عظیم سعادت سے نوازیں۔

آپ کے لیے خیر کا طالب

ابو ھادی منیر احمد علوی
+92 321 8823953